یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی

ابطال التناسخ

اس رسالہ مین روح اور مادہ کے حدوث اور تناسخ یعنی آواگون کے باطل ہونے کو ایسی زبردست دلیلون سے ثابت کیا گیا ہے کہ آیندہ کسی مخالف کو جائے گفتگو باقی نہین رہی اس رسالہ نے ایکطرف تو قرآن مجید اور اسلام مقدس کی حمایت کی ہے۔ دوسریطرف حکمائے یونان اور دیگر مدعیان عقل کا کافی مقابلہ کرکے زیر کیا ہے۔ تیسری طرف پنڈت لیکھرام صاحب کی کتاب تناسخ کا پورا کھنڈن (رد) کیا ہے جو آریہ صاحبان کی مایہ ناز تھی اور جو بخیال برادران آریہ سماج لاجواب کتاب تھی۔ چوتھی طرف ایسے بلند مضامین فلسفہ کو سہل کرکے بیان کیا ہے جو آج تک اُردو زبان مین نہ آئے تھے۔ یہ رسالہ (ابطال التناسخ) اپنی نوع کی پہلی کتاب ہے جس نے اُردو لٹریچر مین قابل قدر اضافہ کیا ہے اور جو مدرستہ الواعظین بناکردۂ آنریبل سر راجہ علی محمد خان صاحب بہادر بالقابہ والی ریاست محمود آباد کا پہلا کام ہے۔ خدائے تعالیٰ جزائے خیر دے۔ اس کے مصنف محترم۔ عالم بے بدل معین الملتہ۔ فخر المسلمین حضرت قبلہ و کعبہ مولانا سید محمد ہارون صاحب زنگی پوری کو جنھون نے باوجود طول مرض اور کثرت افکار و شدت ضعف بدن کے اس کام کو پورا کیا۔ اور اہل اسلام کی خدمت مین یہ نادر تحفہ پیش کیا۔

جسے

کمترین سید محمد اسلام اور سید زین العابدین نے اپنے اہتمام سے

مطبع منشور دست باشنگ ہاؤس لکھنؤ مین طبع کراکے شایع کیا

حرمت ٹائیٹل تصویر عالم پریس بوڑھی آغا میر لکھنؤ مین چھپا

عنوانِ کتاب

بندہ ناچیز محمد ہارون حسینی

زنگی پوری کا یہ پہلا ہدیہ ہے

جو مدرستہ الواعظین بنا کردہ آنریبل سر

راجہ علی محمد خان صاحب بہادر

بالقابہ کی طرف سے جناب راجہ صاحب بہادر اور قوم

کی خدمت مین پیش کیا جاتا ہے۔ اُمید ہے کہ حضور پرنور جناب

راجہ صاحب بہادر دام اقبالہ اس محقر ہدیہ کو قبول

فرما کر ممنون فرمائین گے۔ اور ایسے اسباب مُہیّا فرمائینگے

جس سے آیندہ اس فقیر کی ہمّت بڑھے اور اس سے بہتر ہدیہ

قوم و ملت کی خدمت مین نذر کرنیکی کوشش

کرے۔ واللہ الموفق

ناچیز

محمد ہارون حسینی زنگی پوری

ممتاز الافاضل

حامداً و مصلیاً و مسلماً

تذکرۂ مصنف ابطال التناسخ

۱۔ تمہید

کسی کتاب کے مطالعہ کے وقت بسا اوقات دل مین خواہش پیدا ہوتی ہی کہ اُسکے مصنف کے حالات معلوم کیے جائین۔ چنانچہ بعض تصانیف کے ساتھ مصنفین کے تذکرے شامل کیے جاتے ہین۔ مین نے بھی مناسب سمجھا کہ ناظرین کے اس قدرتی اشتیاق کو پورا کرنیکے لیے مصنف "ابطال التناسخ" کی مختصر سوانحعمری اُنکے ملاحظہ کے لیے پیش کردون۔

۲۔ نام و نسب و سکونت

صوبجات متحدۂ آگرہ و اودھ کے ضلع غازیپور مین سادات کی ایک بستی زنگی پور ہی۔ اگرچہ ایک چھوٹی سی بستی ہی۔ مگر اہل علم کی کثرت کے لحاظ سے بڑے بڑے شہرون پر فوق لیگئی ہو۔ یہی مولانا سید محمد ہارون کا مولد و منشا اور وطن اصلی ہی۔ آپکی ولادت ۱۲۹۳ھ مین واقع ہوئی۔ اور اسوقت آپکی عمر پینتالیس سال کے قریب ہی۔ والد ماجد کا اسم مبارک سید عبد المحسن صاحب (مغفور) ہی آپ اجلۂ سادات حسینی سے ہین یعنی آپکا سلسلۂ نسب جناب سید الشہدا امام ہمام حسین بن علی (علیہما السلام) کے ذریعہ سے حضرت پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) تک پہنچتا ہی۔ علم آپ کے خاندان مین ابتدا سے چلا آتا ہی۔ گویا ایک میراث ہی جو اسلاف و اعزہ سے آپکو پہنچی ہی۔ وصف اضافی اور ہنر ذاتی دونون جمع ہین۔ اور یہ قسمت الٰہی ہر آئنہ قابل شکر اور لائق فخر ہی

۳۔ تعلیم و تربیت اور تکمیل علوم

پانچ سال کی عمر سے آپکے والد نے آپکی تعلیم و تربیت باقاعدہ شروع کی۔ اولاً اصول و عقائد اسلامی اور اردو فارسی کی تعلیم دیگئی۔ تیرہ ۱۳ سال کی عمر تھی کہ فارسی ادب و انشا پردازی مین ید طولی حاصل کیا۔ چودہ ۱۴ سال کی عمر سے تعلیم عربی شروع ہوئی۔ فارسی کی تکمیل وطن مین کی۔ اور وہین عربی کی ابتدائی درسی کتابین پڑھین اسکے بعد چند سال تک مدرسۂ خورشید علی خان مرحوم واقع بنارس مین بعض کتب منطق و فلسفہ و فقہ وغیرہ علوم کی تحصیل کی۔ سنہ ۱۳۱۰ھ مین سترہ ۱۷ سال کی عمر مین لکھنؤ کا سفر پیش آیا اور وہان مدرسۂ مشارع الشرائع (موسوم بمدرسۂ ناظمیہ) مین رہکر عربی تعلیم کی تکمیل کی اور بحیثیت ایک ہوشیار اور ذہین طالبعلم کے ہم سبقون سے سبقت لیگئے۔ اسی مدرسہ سے سنہ ۱۹۰۱ء مین "ممتاز الافاضل" کی ڈگری (سند) حاصل کی۔ اور علمائے اعلام کے ہاتھون خلعت علمی سے مخلع اور دستار فضیلت سے ممتاز و سرافراز ہوے۔

۴۔ امتحان پنجاب یونیورسٹی مین نمایان کامیابی

اگرچہ علوم و فنون متذکرۂ بالا کی تکمیل کے بعد کسی سرکاری امتحان کی ضرورت نہ تھی مگر ضرورت زمانہ کو ملحوظ رکھ کر اسی سال بغیر کسی خاص تیاری کے پنجاب یونیورسٹی کے امتحان "مولوی فاضل" مین شامل ہوکر اسکی سند بھی حاصل کرلی۔ اور نمبر اول پر کامیاب ہوے تین سو ساٹھ ۳۶۰ روپیہ کا انعام یونیورسٹی کی طرف سے ملا اور تقریباً دو سال تک علمی خدمات کی غرض سے لاہور ہی مین قیام رہا۔

۵۔ دو مستند اور جید عالمونکی تصدیق

جس سال مولانا امتحان "ممتاز الافاضل" مین شامل ہوے۔ اُس سال جناب علامۂ عصر مجتہد نجفی آقا سید محمد کاظم طباطبائی (اعلی اللہ مقامہ) اُس درجہ کے ممتحن تھے۔ جو سوالات فقہ اور اصول فقہ کے متعلق کیے گئے تھے اُنمین ایک سوال غلط تھا۔ مولانا نے اپنے جواب مین اس امر کو ظاہر کردیا۔ اور سوال کو صحیح کر کے جواب تحریر کیا اور یہ بھی لکھدیا کہ اس سوال مین یا تو غلطی ہوگئی ہے۔ یا قصداً مغالطہ دیا گیا ہے۔ بہر حال علامۂ ممدوح الصدر نے مولانا سید محمد ہارون کی تعریف مین یہ عبارت تحریر فرمائی جو مدرسۂ ناظمیہ کی رپورٹ مین چھپ چکی ہے۔

"قوت متصرفۂ ایشان بسیار خوب است و اعتراضیکہ بر سوال کردہ اند کہ غلط شدہ

یا مغالطہ۔ بلی مغالطہ شدہ۔ واین در مقام امتحان خیلی مناسب است۔"

غالباً مولانا کے سوا کسی اور طالبعلم کو اس مغالطہ کا پتہ نہین لگا تھا۔ اسی طرح جناب مولانا قاری سید عباس حسین صاحب (مدظلہ العالی) پروفیسر عربی علیگڈھ کالج نے جو سالہا سال سے درجۂ مولوی فاضل کے ممتحن ہوتے تھے اور اب بھی ہوتے ہین۔ مولانا کے پرچے دیکھنے کے بعد فرمایا تھا کہ "آجتک کوئی ایسا طالبعلم امتحان مولوی فاضل مین شامل نہین ہوا" اور آپکا عربی مضمون تو اسقدر پسند آیا کہ جناب ممدوح نے پورے نمبر دیدیے اول تو مضمون نگاری مشکل۔ دوسرے عربی جیسی غیر زبان کی مضمون نگاری اور بھی مشکل۔ پھر ابتدائی مشق۔ امتحان کا کمرہ۔ بے اطمینانی کی حالت۔ اور نہایت محدود وقت۔ آن ناساعد حالات مین ایک بہت عمدہ فصیح و بلیغ مضمون کا لکھا جانا عقلاً نہین تو عادۃً ضرور محال ہی۔ بہرحال دو معتبر عالمونکی تصدیق مولانا کے علم و فضل کی روشن دلیل ہی و ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

۶۔ شوق تصنیف اور بعض ابتدائی حالات

تصنیف کا شوق تو زمانۂ طالبعلمی ہی سے پیدا ہو گیا تھا۔ مگر آپنے ختم تعلیم کے بعد تیئیسوین سال کی عمر سے اس کام کو خاص طور پر ہاتھ مین لیا۔ آپکی سب سے پہلی تصنیف "اثمد البصر شرح مناظرہ خیر البشر" ہے۔ اس کتاب مین آنحضرت کے اُس مناظرہ کی شرح کی گئی ہی۔ جو آپنے ملل خمسہ (یہود۔ نصاریٰ۔ مجوس۔ دہریین اور مشرکین) کے علما کے ساتھ کیا تھا جو تعداد مین پچیس ۲۵ تھے۔ اور تین دن کے بعد سب کے سب مسلمان ہو گئے تھے۔ یہ شرح عربی مین ہی اور ایک عجیب و غریب تصنیف ہی۔ اسکے بعد مولانا نے اپنے اُستاد مرحوم جناب مولانا الکامل و الادیب الماہر سید محمد مہدی صاحب مصطفی آبادی (رضوان اللہ علیہ) کے عربی قصیدہ "سحاب ماطر" کی شرح بزبان عربی لکھی۔ پھر ایک مشہور عیسائی پادری عماد الدین کے جواب مین "ہدیۃ الناظرین" کے نام سے ایک رسالہ لکھا۔ علی ہذا القیاس اسوقت تک ایکسو سے زیادہ کتابین مختلف علوم و فنون مین تصنیف کر چکے ہین۔ مختلف اخبارات و رسائل مین جو سیکڑون مضامین آپنے لکھے اور لکھتے رہتے ہین وہ علاوہ ہین۔

۷۔ تعلیم و تدریس

تصنیف کے ساتھ تعلیم کا بھی ایسا ہی شوق رہا۔ مختلف مدارس مین عرصہ تک تعلیم دیتے رہے سنہ ۱۹۰۰ء مین گورنمنٹ انگلو عربک ہائی اسکول دہلی مین معلم اول

السنہ مشرقیہ مقرر ہوئے۔ اور چھ سات سال تک اسی مدرسہ مین تعلیم دیتے رہے۔ چونکہ آپکی بڑی تمنا
"تولید مثل" اسلیے پرائیوٹ طور پر بھی دو سو سے زیادہ طلاب کو پڑھایا جن مین سے ایک
آپکے حقیقی بھانجے مولوی سید محمد رضی صاحب نگی پوری "مولوی فاضل" و "منشی فاضل"
بھی ہین۔ جنھون نے مولانا کے سوا کسی دوسرے استاد سے تعلیم نہین پائی۔

۸۔ تقریرات اور بیان منبری غالبًا تقریر کا وہبی مادہ آپ مین نہ تھا۔ کیونکہ اسطرف طبیعی میلان بالکل
ابتداءً آپ خود کہا کرتے تھے کہ "مین مرد منبر نہین ہون۔ مجھے تو بجا
تقریر کے تحریر کا شوق ہے" مگر اہل دہلی کے سخت اصرار پر "قہرًا" اسطرف بھی توجہ کرنی پڑی۔
رفتہ رفتہ اسمین بھی وہ کمال پیدا کیا کہ اب بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہی کہ بیان منبری اور خوش
تقریری مین بھی آپ کم نظیر ہین۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان اپنی ذاتی کوشش سے بہت کچھ
خلاف توقع کامیابی حاصل کر سکتا ہی مولانا کی تقریر سرتا پا مغز ہوتی ہی۔ اور آپ مصد
علیہ سے قصدًا اجتناب کرتے ہین۔ بیان نہایت صاف اور سلجھا ہوا۔ اور استدلال مضبوط
اور اسقدر دلنشین اور عام فہم ہوتا ہی کہ اکثر سامعین آپکے مطالب عالیۂ علمیہ حکمیہ کے عمق کا پتہ نہین
لگا سکتے بلکہ انکو معمولی باتین سمجھتے ہین۔ خوبی تقریر کا یہ ایک عمدہ معیار ہی۔ گو سطحی نظر سے
دیکھنے والے اس گہری حقیقت کی تہ تک نہین پہنچ سکتے۔

۹۔ جامعیت دنیا مین ایسے لوگ کم ہوتے ہین جو مختلف علوم و فنون پر حاوی ہون او
سب مین دستگاہ کافی رکھتے ہون۔ مولانا کا وجود اُن نادر الوجود افراد مین سے ہی جنکی ذات
جامعیت پائی جاتی ہی۔ آپ جیسی مناسبت معقولات سے رکھتے ہین ویسی ہی ادب
(یعنی لٹریچر) سے۔ جیسی مناسبت تفسیر و حدیث سے رکھتے ہین ویسی ہی علم کلام اور
سے جیسی مناسبت فقہ اور اصول فقہ سے رکھتے ہین ویسی ہی مناظرات اور احتجاجات
بلکہ مین کہہ سکتا ہون کہ علوم متداولہ مین سے غالبًا کوئی علم ایسا نہو گا جس مین آپکو دستگا
کافی حاصل نہو جسپر شاہد عادل آپکی کتاب "علوم القرآن" ہی جس مین انہین علوم مختلفہ
بحث کی گئی ہی۔ نیز اطلاع ریاضیات کے لیے آپکی کتاب "البدر التمام" (ترجمہ الہیۃ الا
اور مہارت علم کلام کے لیے کتاب "توحید القرآن" گواہ معتبر ہین۔

۱۰- اساتذہ خوش قسمتی سے اُستاد بھی ایسے ملے جو نہایت شفیق اور کامل تھے جنھوں نے اس جوہر قابل کی قابلیت کو جِلا دیکر چار چاند لگا دیے۔ ادیب کامل جناب سید محمد سمیع صاحب (مرحوم) زنگی پوری جو اپنے وقت کے "ظہوری" تھے۔ زبان فارسی مین آپکے استاد تھے۔ صرف و نحو عربی کی ابتدائی کتابین بھی آپنے اُن ہی سے پڑھی تھین۔ نیز اکمل الکملا افضل العرفا جناب مولانا سید علی حسنین صاحب (مغفور) زنگی پوری سے بعض کتب درسیہ عربیہ مین تلمذ کیا۔ پھر چند سال بنارس مین رہکر حضرت قبلۂ الاعلام تقدس مآب مولانا سید علی جواد صاحب قبلہ (ادام اللہ وجودہ) زنگی پوری مقیم بنارس سے میبذی۔ مختصر معانی۔ شرائع الاسلام۔ کے اکثر ابواب۔ شرح سلم۔ ملا حسن وغیرہ کتب درسیہ کا درس حاصل کیا۔ بعد ازان لکھنو کا سفر کیا۔ اور وہان بقیۂ درس جناب مولانا مظفر علی خان صاحب مراد آبادی (سلمہ اللہ تعالی) اور حضرت قدوۃ الاعلام نجم العلما مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ (ادام اللہ فیوضہ) صدر مدرس مدرسۂ مشارع الشرائع المعروف بمدرسۂ ناظمیہ کی خدمت مین رہکر ختم کیا اور اسی مدرسہ سے "ممتاز الافاضل" کی ڈگری حاصل کی۔ ادبیات مین آپکو حبر علام مولانا سید محمد مہدی صاحب مصطفےٰ آبادی (رضوان اللہ علیہ) سے تلمذ ہے جو ہندوستان مین زبان عربی کے متفرد ادیب۔ کامل شاعر۔ اور بے مثل انشا پرداز تھے۔ جنکی کتاب "کواکب دریہ" انکے کمال و مہارت فن ادب پر دلیل روشن ہے۔ کچھ عرصہ تک جناب حکیم سید محمد ہاشم صاحب سے بھی جو ایک جلیل الشان فاضل طبیب ہین بعض کتب درسیہ کا درس حاصل کیا ہے۔

۱۱- مشائخ روایت ۱۳۲۷ھ مین جو تینتیس سال کی عمر مین بغرض زیارت عتبات عالیات کربلائے معلی اور نجف اشرف کا سفر کیا۔ اس سفر مین اگرچہ طول مرض کی وجہ سے زحمتین بہت پہنچین۔ مگر شرف زیارات سے مشرف ہوتا ہی تمام زحمتون کا کافی معاوضہ تھا۔ زمانۂ قیام کربلائے معلی مین آپنے دو فقہی رسالے (سبحۂ حسینیہ و تحفۂ حائریہ) بزبان عربی لکھے جنکو جناب مولانا الکامل آقا سید کلب باقر صاحب (رحمہ اللہ) نے مجتہدین موجودین کی خدمت مین پیش کیا۔ پھر جناب فقیہ محقق۔ علامۂ زمان۔ حجۃ الاسلام آقا سید محمد باقر نے اجازۂ روایت تحریر فرمایا۔ نیز جناب شیخ المشائخ علامۂ عصر۔ آقا شیخ حسین مازندرانی (دامت افاداتہ) نے اجازۂ روایت لکھا۔ نیز جناب شیخ فقیہ۔ مدرس کامل آقا شیخ محمد مہدی الکشمیری مقیم کربلائے معلی (دامت برکاتہ) نے بغیر

کسی تحریک کے خود اجازۂ روایت لکھ کر بھیجدیا۔ علاوہ برین خود سرکار علامہ جناب مولانا آقا سید کلب باقر نے بھی اجازۂ روایت لکھا۔ یہ چارون اجازات مولانا کی کتاب "رحلت عراقیہ" مین مندرج ہین جو آپکا سفرنامۂ عراق ہی۔ نہ صرف سفرنامہ بلکہ عربی لٹریچر (ادب عربی) کا ایک نہایت عمدہ نمونہ ہی جسکی نظیر کمیاب ہی۔

۱۲۔ تصنیفات | آپکی تصنیفات فقہ۔ حدیث۔ تفسیر۔ ادب۔ کلام۔ مناظرات اور دیگر علوم وفنون مین بکثرت ہین۔ اور عربی فارسی اردو تینون زبانون مین ہین اور ہر زبان مین نثر اور نظم دونون طرح کی کتابین ہین۔ نظم مین آپ "حلم" تخلص کرتے ہین۔ اسوقت تعداد تصانیف ایکسو سے متجاوز ہو چکی ہی۔ جنکی تفصیل موجب تطویل ہوگی۔ لیکن مجملاً چند کتابونکا ذکر کیا جاتا ہی (۱) فن حدیث مین "طود حصین" (شرح اربعین) بزبان عربی چھ جلدون مین یہ چالیس حدیثون کی ایک عجیب وغریب شرح ہی جس مین فقاہت۔ اصولیت۔ فلسفیت۔ ادبیت اور دیگر علوم کی معلومات کثیرہ جمع کر دیگئی ہی۔ کتاب کیا ہی خزینۂ معارف اور گنجینۂ حقائق ہی۔ آجکل کے مدعی جو ٹوٹی پھوٹی اور غلط سلط عربی عبارت لکھ کر اعجاز نمائی کا دعوی کر بیٹھتے ہین اور جہلا سے اپنی فضیلت منوا لیتے ہین مولانا سید محمد ہارون صاحب کی دیگر عربی تصانیف کے علاوہ اس کتاب کو بھی آنکھین کھولکر مطالعہ کرین تب حقیقت کھلے! اس پایہ کی شرح اربعین ابتک دیکھنے مین نہین آئی (۲) اصول فقہ مین "سبحۂ حسینیہ" مسئلۂ تسبیحات اربعہ مین۔ اور "تحفۂ حائریہ" (شرح روایت باقریہ) مسئلۂ مسح علی القدمین مین۔ یہ دونون اجتہادی فقہی رسالے ہین (۳) اوراد واذکار مین "انیس المتہجد" نماز شب کے بیان مین نہایت لطیف رسالہ ہی۔ "المختار فی الاذکار" اعمال اسبوع اور اعمال ایام مین ایک جامع کتاب ہی۔ "اوراد القرآن" بالکل نئی قسم کی کتاب ہی جس مین دکھایا گیا ہی کہ قرآن مجید دنیا کی ہر قسم کی حاجات کو پورا کرنیکا ذمہ دار ہی جنکو بذریعۂ ذکر با کمل وجوہ پورا کرتا ہی (۴) علم کلام وتفسیر مین "توحید القرآن۔ علوم القرآن۔ ملخص التفاسیر" (بزبان عربی زیر تصنیف) "ابطال التناسخ" (بجواب لیکھرام کے ثبوت تناسخ کا مکمل اور مفصل جواب) حجۃ العصر۔ النبی۔ التناسخ۔ المعراج۔ الاعجاز۔ ایقاظ الغافلین تنقیح البیان (در رد فرقۂ اہل القرآن) امامت القرآن۔ السیف الیمانی (رد قادیانی) ثبوت شہادت فلسفۂ شہادت۔ آثار شہادت۔ براہین شہادت۔ حیات جاوید وغیرہ (۵) مواعظ مین۔ مواعظ وصنائع

شذرات العقیان، معیار النبوت، مواعظ دہلویہ، مواعظ امروہویہ، آیات محکمات، سہیل السما فی
مصائب کربلا، مواعظ عشرہ حسینیہ، تحفۃ الصائمین، نزل الابرار، مواعظ حسنہ" وغیرہ (۶) نظم
فارسی مین۔ "مثنوی قرۃ العین (بر نسج نان و حلوائے بہائی) کلیات حلم فارسی (مجموعہ قصائد و رباعیات
و قطعات) نامہ حلم (ایک منظوم خط جس مین نو سو شعر ہین" (۷) نظم اردو مین "کلیات حلم اردو
(مجموعہ قصائد و رباعیات و قطعات و مثنویات) تحجو نئی نظم، تعلیم الاخلاق، اصول دین" وغیرہ (۸)
ادبیات عربیہ مین "نوادر الادب، نثر العرار (مناظرہ لیل و نہار) مقالات عسجدیہ علی الحروف الابجدیہ"
سد محضود و طلح منضود (مجموعہ رسائل و خطب عربیہ نظم و نثر) موارد العیون فیما بدا لمحمد ہارون (مصنف کی
خود نوشت سوانح عمری) اللمعات فی الخطبات (مجموعہ خطبات عربیہ" (۹) مضامین اخلاقیہ و
کلامیہ مین "گل صد برگ" مضامین عالیہ کا ایک عجیب مجموعہ ہی جن مین سے بعض اخبارات و رسائل
مین شائع ہو چکے ہین اور بعض ایسے ہین جو ابتک شائع نہین ہوے (۱۰) ریاضیات مین "التعلیقات
(حواشی عربیہ بر کتب ریاضیہ مثل اقلیدس و شرح چغمینی وغیرہ) البہۃ التمام یعنی کتاب الہیۃ والاسلام کا
اردو ترجمہ جو عربی کی ایک نہایت بلند پایہ اور نادر تصنیف ہی۔ وغیرہ۔

۱۳۔ اخلاق و عادات مولانا کے اخلاق و عادات کے بیان کے بغیر یہ مختصر تذکرہ بالکل نامکمل رہیگا
اسلیے اس بارہ مین بھی چند سطرین لکھنا چاہتا ہون۔ مجھے غالباً سنہ ۱۹۰۸ع مین آپ سے پہلی مرتبہ ملاقات
کا اتفاق ہوا جبکہ آپ دہلی مین تازہ وارد تھے مکان پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہون کہ ایک نحیف الجثہ۔
سادہ مزاج نوجوان ایک طالبعلم کو کسی فارسی کتاب کا درس دے رہا ہی۔ کچھ دیر بیٹھنے کے بعد مین نے کہا
کہ "مین مولوی محمد ہارون صاحب سے ملنا چاہتا ہون" یہ سنتے ہی وہ نوجوان کھڑا ہو گیا۔ مصافحہ کیا
اور کہا "اسی فقیر کو محمد ہارون کہتے ہین" مولانا کے اخلاق کا یہ پہلا نقش تھا جو میرے قلب پر منتقش
ہوا۔ اسکے بعد جون جون تعلقات بڑھتے گئے مین آپکے اخلاق و عادات کا گرویدہ ہوتا گیا
وقتاً فوقتاً بنارس اور غازیپور کی اسلامی انجمنون کے سالانہ اجلاسون مین باہمی ملاقات اور ایک
پلیٹ فارم پر ہم دونونکو تقریرات کرنیکا اتفاق ہوا۔ ایکمرتبہ آپکے وطن زنگی پور مین آپکی عیادت
کے لیے گیا۔ متعدد مرتبہ خود آپنے پانی پت مین قدم رنجہ فرمایا اور اپنے بیانات سے ہم لوگون کو
مستفید کیا۔ بعض اوقات کئی کئی ہفتے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا۔ الغرض گذشتہ پندرہ سولہ سال

کے تعلقات اور ذاتی واقفیت کی بنا پر بلا تامل کہہ سکتا ہون کہ آپکی ذات قناعت۔ توکل۔ سیر چشمی خاکساری اور بردباری کا ایک اچھا نمونہ ہے اور آپکا تخلص "حلم" واقعی اسم بامسمی ہی۔ آپکو ابتدا ہی سے مطالعہ اور تصنیف کا شغف بدرجہ کمال رہا ہی جسکے لیے گوشہ نشینی اور تنہائی لازمی ہی۔ اور اسی غیر معمولی شوق نے روپیہ پیدا کرنے یا اپنی مالی حالت درست کرنے کیطرف آپکو توجہ کرنیکی مہلت نہین دی آپکی نہایت محدود آمدنی کا ایک معقول حصہ کتابونکی خریداری مین صرف ہوتا رہتا ہی۔ آپکی بیماری کا غیر منقطع سلسلہ ۱۶ سال سے جاری ہی۔ اس اثنا مین اکثر اوقات مرض کے سخت ترین حملے ہوتے رہے مگر ہر حال مین آپکو صابر شاکر اور راضی برضا دیکھا گیا ہی ایسے شدید درد و الم کی حالت مین جبکہ دوسرے آدمیونکو بات کرنا اور حرکت کرنا بھی ناگوار ہوتا ہی۔ مولانا کو نہایت انہماک کے ساتھ کام کرتے دیکھا ہی خدمت اسلام کا حقیقی ذوق اور حمایت دین کا واقعی شوق مبدأ فیاض نے سید محمد ہارون کی طبیعت مین بالخصوص ودیعت کیا ہی۔ آپکی طبیعت کا ایک وصف خاص یہ بھی ہی کہ آپ ہر شخص کی علمی و مذہبی خدمات کو قدر و منزلت اور وقعت کی نظر سے دیکھتے ہین اور اُسکی تعریف و توصیف مین تکلف یا تامل نہین کرتے۔ خواہ وہ کسی درجہ یا طبقہ کا آدمی ہو۔ اہل کمال کا اس وصف سے متصف ہونا ذرا مشکل ہے۔ مولانا کی سادہ معاشرت دیکھکر حیرت ہوتی ہی یہانتک کہ اگر آپ خاموش بیٹھے رہین تو اجنبی آدمی کو یہ بھی پتہ نہین لگ سکتا کہ آپ کچھ پڑھے لکھے بھی ہین۔ علمی کمالات سے قطع نظر کرکے آپکی بے تکلف زندگی اور درویشانہ روش مین عجیب روحانی کشش ہی اور ایسا جذب مقناطیسی ہی جو اہل دل کے دل کو کھینچتا اور اہل نظر کی نظر کو تسخیر کرتا ہی۔ قصہ کوتاہ ایک نیک انسان مین جو اوصاف ہونے چاہیین وہ مولانا کی ذات مین موجود ہین۔

۱۴۔ دعا | اب مین اپنی تحریر کو اس دعا پر ختم کرتا ہون کہ پروردگار عالم مولانا کو صحت کامل و شفائے عاجل کرامت فرمائے آپکو ایک مدت مدید اور عرصہ بعید تک مع الخیر والعافیہ زندہ و سلامت اور آفات زمانہ سے محفوظ رکھے اور آپکے وجود باجود سے مسلمانونکو مستفید و مستفیض ہونیکی توفیق عطا فرمائے۔

ای در بقاے عمر تو خیر جہانیان ۔۔۔ باقی مباد ہر کہ نخواہد بقاے تو

آمین یا رب العالمین بالنبی الامین وآلہ الطیبین الطاہرین المعصومین المیامین

غرہ جمادی الاخری ۱۳۳۸ھ
مطابق ۲۲ فروری ۱۹۲۰ء

خاکسار غلام الحسنین انصاری پانی پتی مقیم [illegible]

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ابطال التناسخ

دیباچہ

حمد و نعت

۱- ای ہر عظیم سے عظیم - ای ہر جلیل سے جلیل - ای ہر کریم سے کریم - تو ہی واجب الوجود ہی - تو ہی ازلی ہی اور قدیم - تیری ہی ذات قدسیہ کے لیے سرمدیت کا خلعت زیبا اور ابدیت کا لباس سزاوار ہی - لاریب تو ہی لاشریک قادر ہی اور حکیم - ملک و ملکوت تیرا ہی ہی اور کبریاء و جبروت تیرے ہی واسطے ہی - ماسوا تیرے سب کے سب مخلوق ہین اور تو اکیلا خالق اور ماورا تیرے سب کے سب ضعیف و محتاج ہین - بس تیری ہی رسن اعتماد محکم ہی اور واثق - تمام حمد و ثنا کا استحقاق فقط تیرے ہی لیے ہی اور نعت و درود کا استیہال تیرے ہی رسول اکرم اور نبی افخم محمد مصطفی (صلی اللہ علیہ وآلہ) اور اُنکی آل اطہار کے لیے اللھم صل وسلم و بارک و ترحم علی النبی الہادی وعلی آلہ اولی الفضل والایادی کما صلیت وبارکت و ترحمت علی ابراھیم وآلہ انک لرؤف المنان والعطوف الحنان -

زمانہ کی حالت اور آجکل کی تصانیف کی عام کیفیت

۲- اما بعد اہل فہم و درایت اور صاحبان عقل و کیاست پر مخفی نہ رہے کہ یہ زمانہ جس مین ہم بسر کر رہے ہین اس قسم کا دور اور زمانہ ہی کہ ہر طرف تقلید ہی کی ہوا چل رہی ہی اور جہالت ہی کا گھٹا ٹوپ ابر چھایا ہوا ہی - جیسے دیکھیے "پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل" فکر صحیح اور عقل سلیم سے عاری مگر تمام ذیعقول سے زیادہ عاقل! جسنے جسوقت چاہا قلم ہاتھ مین لیا اور

اعلی درجہ کا انشا پرداز بنگیا! اور جب چاہا دس بیس ورق سیاہ کیے اور مصنف کامل ہوگیا! اہل حق اور اہل ہستی پر سیکڑون اعتراض لکھ مارے! اور سیاہ حرفونکی تصویر ونمین اپنے سر کے چڑھے ہوے سودادی بھوت اُتارے! نہ تحت اللفظ کوئی معنی اور نہ معنون ہین کوئی حسن! مگر کاغذ کے دونون رخ تاریک کر کے ہرطرف شور مچاتے پھرتے ہین کہ ہم نے تو فلان مذہب کی رد مین کتاب لکھ ڈالی! اسپر طرہ یہ ہے کہ جاہلون سے داد بھی پالی۔ کبھی قرآن مجید اور فرقان حمید پر اعتراضات کی بوچھار کردی اور کبھی اصول و فروع اسلام پر شکوک و شبہات کی بھرمار۔ وہ اسلام جسنے اپنے حسن و کمال اور اپنی قوت و استحکام سے کروڑون اہل دراک و عقل کو اپنا گرویدہ بنالیا۔ اور اپنی ضیابار کرنون سے تمام ادیان کی ہلکی چمک والے ذرّونکو چھپالیا۔ اُسکے مٹانے کی کوشش وہ لوگ کرتے ہین جو ابھی اسکے صحیح معنی کو بھی نہین سمجھے اور وہ کتاب محکم اور قرآن اعظم جسکے حقائق ونکات اور دقائق و اسرار کی کنہ تک پہنچنے مین بڑے بڑے فلاسفر اور عقلا ٹھوکرین کھاتے رہے اور کھاتے ہین اُسپر ایسے اشخاص حملہ آور ہین جنکو زبان عربی کے سمجھنے کا حس و مس بھی نہین۔

۳۔ دیکھیے کلیات آریہ مسافر کس کس طرح ہمین اسلام اور پیغمبر اسلام کے متعلق بدزبانی کیگئی ہے۔ اور ملاحظہ کیجیے اخبار مسافر آگرہ کہ قرآنمجید پر کس کس نوع سے حملے کیے ہین مگر اہل ہوش و ادراک سمجھتے ہین کہ وہ بدزبانیان اور وہ حملے کہانتک جائز و صحیح ہین اور کہانتک بے وقعت و فضیح۔ اکثر اہل علم نے جوابات بھی لکھے ہین اور تسلیم کرادیا ہے خصوصًا مصنف "تقدیس القرآن" حضرت مولانا الحکیم السید علی اظہر صاحب دام کمالہ نے قرآن مجید کی تقدیس و تنزیہ مین ایسے مجلدات تیار کردیے

کلیات آریہ مسافر اور اخبار مسافر آگرہ کی بدزبانی

لہ خاکسار راقم الحروف کے مختصر رسالہ کشف الحقیقت کی کسی ایک دلیل کا جواب آجتک نو سال مین بھی نہین ہوسکا۔ نیز میرا ایک مضمون جو ۲۸ مئی ۱۹۱۳ء کو اڈیٹر مسافر آگرہ کے متکبرانہ چیلنج کے جواب مین بذریعہ رجسٹری بھیجا گیا تھا اُسکو بھی باوجود وعدہ آجتک درج اخبار نہین کیا۔ پھر مین نے اُسی مضمون کو رسالہ "معیار الحقیقت" مین چھپوا کر شایع کیا اور رجسٹری کراکے اڈیٹر مسافر کے پاس بھیجا۔ مگر جواب تو درکنار رسالہ کی رسید تک نہ بھیجی۔ بالآخر خود اڈیٹر موصوف کی تحریک سے میرے مضامین کا سلسلہ اُنکے اخبار "مسافر" مین شروع ہوا۔ تو کچھ عرصہ کے بعد لاجواب ہوکر اُن مضامین کا چھاپنا ہی بند کردیا۔ اور اب چھ سال سے نہ تو میری کسی تحریر کا جواب دیتے ہین اور نہ کسی رجسٹری شدہ خط کی رسید۔ یہ ہے آریہ حضرات کے مبلغ علم کی کیفیت اور یہ ہے اُنکی تعلی کی حقیقت۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ (غلام الحسنین پانی پتی)

ہین کہ معترضین نے بھی سر تسلیم خم کر لیا - اور صاف لفظون مین جواب کی خوبی کا اعتراف کیا اور اُسکے جواب الجواب مین کچھ نہ لکھ سکے -

پنڈت لیکھرام کی کتاب ثبوت تناسخ کی حقیقت

۴- اسی قسم کی تحریرات مین سے ایک کتاب "ثبوت تناسخ" بھی ہی جسکے مصنف جناب پنڈت لیکھرام صاحب آنجہانی ہین - اُسکے آغاز ہی مین آپ نے جناب عیسی بن مریم اور پیغمبر اسلام علیہ وآلہ الصلوۃ والسلام کے متعلق بہت گرم گرم فقرے لکھے ہین اور مضمون کتاب مین آپ نے یہ قصد فرمایا ہی کہ اپنے ہان کے مسلمہ مسئلہ آواگون یعنی تناسخ کو ثابت کرین سب توسب آپنے یہ بھی کوشش کی ہو کہ قرآن مجید سے بھی اُسکا اثبات کرین! اور اپنے خیال مین چند آیتین تلاش کر کے دکھانا چاہا ہی کہ قرآن بھی تناسخ ارواح کا قائل ہو! حالانکہ وہ کسی ایک آیت کے معنی بھی سمجھ نہین سکے ہین انجیل اور توراۃ کو بھی اپنے دعوے کے اثبات مین پیش کیا ہی اور دیگر اشخاص کے خیال بھی سنداً لکھے ہین - اس کتاب کے دو حصے قرار دیے ہین ایک مین پادریون اور برہمو سماج اور بعض مسلمانون کے اعتراضات کا جواب لکھا ہی اور دوسرے حصہ مین اپنے مزعومہ دلائل درج کیے ہین[ف]-

سبب تصنیف ابطال التناسخ اور پہلے مسودہ کا گم ہونا

۵- چونکہ پنڈت صاحب نے کوہ محکم اسلام سے بھی ٹکر لڑنی چاہی ہی اسلیے ضرورت محسوس ہوئی کہ اُنکو اور اُنکے تابعین آریہ حضرات کو بتا دیا جائے کہ پہاڑ سے انسان ٹکر نہین لڑا سکتا -

---

[ف] ثبوت تناسخ مین پنڈت لیکھرام صاحب کے دماغ سے نکلی ہوئی صرف تیرہ دلیلین ہین - جنکا کمل رد کتاب ہذا کے باب دوم فصل اول مین موجود ہی - باقی اِدھر اُدھر سے بہت سی عبارات اور اقوال نقل کر کے کتاب کا حجم بڑھا دیا ہی جن کو تناسخ کے ثبوت سے کوئی علاقہ نہین - ایک رسالہ "تحقیق التناسخ" کوئی پینتالیس سال قبل ریاست جمون کے ایک دیوان صاحب کے نام سے بزبان فارسی شائع ہوا تھا جس سے پنڈت صاحب نے اپنی کتاب مین بہت مدد لی ہی - حالانکہ اُسکا معقول اور مسکت جواب عالم ربانی مولانا شیخ محمد رضا طہرانی نے لکھا ہی - اُسکا نام بھی "ابطال التناسخ" ہی جسکا ایک نسخہ سنہ ھ کا چھپا ہوا میرے پاس موجود ہی - اسکا جواب الجواب بھی آجتک نہین ہوا - پنڈت جی نے "تحقیق التناسخ" کی عبارتون کو نقل کر کے مغالطہ تو دیا مگر جوابی رسالہ پر قلم نہ اُٹھایا - اور اُسکا نام تک نہ لیا - کیا اب کوئی آریہ صاحب اُس رسالہ کے جواب پر قلم اُٹھائینگے اور متوجہ ہونگے؟ (غلام الحسنین پانی پتی)

اور اگر ایسا قصد کریگا تو سر پھوٹیگا۔ چنانچہ اسی مطلب کو مد نظر رکھتے ہوے اس فقیر گوشہ گیر سید محمد ہارون رنگی پوری نے سابق مین ایک مستقل کتاب ثبوت تناسخ کے جواب مین لکھی تھی مگر وہ ہنوز طبع نہونے پائی تھی کہ بعض حضرات کی دستبرد نے اُسے تلف کر دیا۔ پھر دوبارہ اسکا خیال پیدا ہوا کہ مضمون مذکور پر قلم اُٹھایا جائے مگر کئی سال تک بسبب اپنی دیرپا بیماری کے یہ کام انجام نہ پا سکا۔ آج تقریباً بارہ سال کے بعد پھر دل مین امنگ آئی کہ "ثبوت تناسخ" کا مکمل جواب لکھا جائے اور اہل فہم کو بتا دیا جائے کہ روحون کا تناسخ بالکل غلط اور بےمعنی بات ہی اور اسلام کے اصول مسلمہ ہرگز کمزور نہیں بلکہ وہ اپنی قوت سے آج بھی سب پر غالب ہین اور رہینگے۔

طریق جواب "ثبوت تناسخ" جو اس کتاب مین اختیار کیا گیا۔

۶۔ کتاب "ثبوت تناسخ" کے پہلے حصہ سے تو ہم کو بحث کی ضرورت نہین کیونکہ اس مین صرف پادریون اور برہمو سماجیون اور بعض مسلمانون کے اقوال پر منہ زوریان کی گئی ہین۔ ہان دوسرا حصہ جس مین دلائل تناسخ لکھے گئے ہین قابل نظر ہی چنانچہ اُسی کا جواب اس کتاب مین لکھا جائیگا۔ خدائے تعالیٰ بخیر وخوبی انجام کو پہنچائے اور اُسکے صلہ مین اپنی وسیع رحمت اور لامتناہی فضل و کرم کا سزاوار بنائے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

مضامین کتاب پر ایک اجمالی نظر

۷۔ اس کتاب کے دو باب ہین اور ایک مقدمہ اور خاتمہ۔

مقدمہ مین جسکی تین فصلین ہین۔ اُس غلطی اور مغالطہ کا بیان ہی جس سے بعض سابقین حکما اور اُنکے مقلد ہنود نے تناسخ کو اپنا مذہب قرار دیا ہی اور اسی مین دلائل اثبات معاد اور اعادۂ معدوم کی بحث بھی ہی۔

؎ل ثبوت تناسخ کا پہلا جواب سنہ ۱۹۰۴ء مین لکھا گیا تھا جو گم ہوا۔ دوسرا جواب (یعنی کتاب ہذا کا مسودہ) جسکو حضرت مصنف نے نہایت سخت علالت کی حالت مین جبکہ چلنا پھرنا محال اور ہاتھ مین قلم پکڑنا بھی ایک وبال تھا۔ صرف ایک ماہ کے عرصہ مین لکھا تھا جو سنہ ۱۹۱۶ء مین پورا ہو چکا تھا۔ مگر اب سے پہلے اُسکے طبع کرانے کا کوئی انتظام نہ ہو سکا تھا۔ (غلام الحسنین پانی پتی)

؎ت "ثبوت تناسخ" "کلیات آریہ مسافر" مطبوعۂ لاہور سنہ ۱۹۰۴ء کے صفحہ ۱۳۱ سے صفحہ ۲۴۲ مین چھپا ہی اسی لیے کتاب ہذا مین "کلیات آریہ مسافر" کے صفحات کا حوالہ دیا گیا ہی (من شاء الاطلاع فلیرجع الیہا) (غلام الحسنین پانی پتی)

باب اول مین پانچ فصلین ہین فصل اول مین نفس اور روح کی حقیقت کا بیان ہی فصل دوم مین نفس ناطقہ یعنی روح کے حدوث کا بیان ہی فصل سوم مین اثبات حدوث مادہ کے دلائل بیان کیے گئے ہین فصل چہارم مین موالید ثلاثہ کے انواع مختلفہ ہونیکا بیان ہی فصل پنجم مین تناسخ کے ابطال کی دلیلین مذکور ہین۔

باب دوم مین اُن تمام دلائل اور تحریرات کا رد ہی جنھین پنڈت لیکھرام صاحب آنجہانی نے اپنی کتاب کے دوسرے باب مین درج کیا ہی اور تفصیل بتایا گیا ہی کہ پنڈت صاحب کے دلائل بالکل کمزور اور ناقابل اعتنا ہین اور غلط فہمی پر مبنی ہین۔ یہ مضمون سات فصلون مین بیان ہوا ہی۔ خاتمہ مین تناسخ کے متعلق قدما کے خیالات اور دلائل بیان کرکے اُنکا رد کیا گیا ہی۔ کتاب کے ختم ہونے کے بعد ایک لحاقہ کے لاحق کیے جانے کی ضرورت محسوس ہوئی جس مین عقیدۂ تناسخ کا ایک وحشتناک نظارہ دکھایا گیا ہی۔ اب بحمداللہ یہ کتاب ہر پہلو سے مکمل ہوگئی اور غالباً کسی مزید بحث کی ضرورت نہین رہی۔ والحمد للہ علی ذلک۔

السید محمد ہارون ممتاز الافاضل زنگی پوری

مقدمہ کتاب

تقسیم مضامین مقدمۂ کتاب

۸۔ اس مقدمہ مین تین فصلین ہین پہلی فصل مین یہ بیان ہی کہ ہنود نے آواگون کس بنا پر تسلیم کیا ہی دوسری فصل مین اثبات معاد کے دلائل لکھے گئے ہین اور تیسری فصل مین اعادۂ معدوم کی بحث ہی۔

فصل اول ہنود نے تناسخ کو کیون مانا؟

تناسخ کے ماننے کے دو سبب

۹۔ جہانتک غور و تامل سے معلوم ہوتا ہی۔ ہنود کے مسئلۂ تناسخ کو ماننے کے دو سبب قوی ہین ایک سبب عام ہی اور دوسرا خاص۔

پہلا سبب پنڈتونکی تخویف اور تہدید

۱۰۔ سبب عام تو یہ ہی کہ دنیا مین ہر وہ شخص جو خدائے واحد قدیر و حکیم کے وجود کا قائل ہی

اور اُسے خالق و رازق و عادل جانتا ہی۔ نیکی اور بدی اور اعمال کی خوبی و خرابی کی جزا
کو بھی ضرور تسلیم کرتا ہی۔ یعنی دنیا مین جو کوئی آیا ہی اور وہ اچھے یا بُرے کام کرتا ہی۔ ضرور
اچھا یا برا بدلہ خدا تعالی کی طرف سے ملیگا۔ اس بنا پر ہنود کے ریفارمرون اور پنڈتو
نے جو متکفل عوام الناس کی تعلیم و ہدایت کے تھے اس سے اچھا طریقہ کوئی نہین پایا کہ
نیکی کی طرف راغب کرنے اور بدی کیطرف سے ہٹانے کے لیے آواگون کا مسئلہ تعلیم کیا
یعنی جو کوئی نیکی کریگا وہ مرنے کے بعد دوبارہ کی زندگی مین بادشاہ یا وزیر یا حسین
توانا آدمی ہوگا اور اگر بدی کریگا تو دوبارہ زندہ ہونے پر چوہے۔ چھچھوندر۔ مکھی
مکوڑے کی صورت مین جنم لیگا۔ جس سے عوام الناس کے دلونکو نیکی کی طرف لائین اور بدی
سے پھیرین حالانکہ یہ کلام اُنکا محض بصورت تہدید و تخویف تھا نہ مبنی بر واقعیت
جس طرح ہندوستان وغیرہ مین اکثر مائین اپنے بچونکو جبکہ وہ زیادہ روتے اور ضد کر
خوفناک چیزون سے ڈراتی ہین اور کہتی ہین دیکھو وہ دیوار کے پیچھے فلان جانور بیٹھا
تمھارے رونے کی آواز سنیگا تو پکڑ لیگا اور کاٹ کھائیگا۔ حالانکہ واقعًا وہان کوئی
نہین ہوتی۔ رفتہ رفتہ امتداد زمان سے یہ بات دلون مین راسخ ہوگئی اور اس تہدید اور
واقع دھمکی کو اصلی سمجھنے لگے خصوصًا جبکہ وہ یہ دیکھتے تھے کہ ہمارے بزرگ اور بڑھے
رشیِ مُنی لوگ ایسا کہتے ہین جس طرح وہ بچہ جسے اُسکی مان نے صغرسنی مین بلی شیر
وغیرہ غیر واقع چیزون سے ڈرایا تھا۔ بڑے ہوجانے پر بھی اندھیرے اُجالے مین ڈرنے
لگتا۔ اور تنہا کسی مقام پر جانے سے خوفزدہ ہوتا ہی۔ یہانتک کہ بعضے نوجوان ہوکر بھی
اور کم ہمت رہتے ہین اور بچپنے کی تعلیم کا اثر اُن مین پختہ ہوجاتا ہی اور پھر کسی طرح اُنکے
سے ہزار سمجھانے پر بھی نہین نکلتا۔ یونہین ہنود کے معلمین کی تعلیم کا بھی اثر ہوا۔ اور
اُنکے دلون مین یہ بات راسخ ہی کہ روحون کا تناسخ ہوتا ہی۔ حالانکہ نہ اسپر اُنکے پاس
چشمدید شہادت ہی اور نہ کوئی بُرہانی دلیل اور نہ کوئی اقناعی بیان۔

۱۱۔ دوسرا سبب جو خاص ہی وہ مسئلہ قیامت و معاد کا سمجھ مین نہ آنا ہی جو
ان لوگون نے ضرورت حشر و نشر و معاد جسمانی کو سمجھا ہی نہین جو صرف اسی ضرورت

دوسرا سبب
مسئلہ معاد کا

جزا کے لیے خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہی- لہذا اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے مسئلہ
تناسخ کے قائل ہو گئے تاکہ کوئی رستہ سزا و جزا کا نکالین یعنی چونکہ ہر عمل و فعل پر سزا یا جزا
کا ملنا ضروری ہی- لہذا کوئی صورت ایسی پیدا کرنی چاہیے جس سے یہ ضرورت پوری ہو
چونکہ معاد پر انھین یقین نہین اسلیے آواگون ہی کو ذریعہ اس ضرورت کی انجام دہی
کا تصور کیا- حالانکہ اس مین جو جو خرابیان ہین وہ بیشمار ہین جیساکہ آئندہ کسی قدر اسی
کتاب سے معلوم ہونگی اور معاد کے تسلیم کرنے مین کوئی خرابی نہین-

یہ دونون سبب کمزور ہین

ان دونون وجہون کی کمزوری ایک حکیم اور ذی دراک پر مخفی نہین وجہ اول کا ضعف
اسی سے ظاہر ہی کہ معلمین نے بغیر مشاہدہ اور دلیل کے ایسی بات لوگون کے دلون مین
جاگزین کر دی جسکا کچھ اثر اور کوئی وجود نہین محض وہمی اور خیالی بلکہ شاعرانہ اور خطابی بات ہی
جسے کوئی حکیم تسلیم نہین کر سکتا- رہی دوسری وجہ اُسے ہم یون بتاتے ہین کہ سزا و
جزا کے لیے صرف قیامت و حشر و نشر اور معاد جسمانی ہی کی ضرورت ہی آواگون ہرگز اس
ضرورت کے لیے کافی نہین ہو سکتا- جسکے وجوہ فصل دوم مین مذکور ہوتے ہین-

فصل دوم ضرورت معاد کے وجوہ عقلیہ

تمہید ثبوت معاد شان خداوندی اور شان انسانی کا ایک نظارہ

نمبر ۱۳- یہ یقینی بات ہی کہ خدا تعالیٰ (جل مجدہ و عز ذکرہ و عظم کبریاؤہ) سے عظیم تر کوئی
مالک و سلطان نہین- وہی ہر شی کا خالق ہی اور وہی سب کا مالک- اُسی سے سب کی ابتدا
اور اُسی تک سب کی انتہا- وہی سلطان السلاطین ہی- وہی ملک الملوک اور وہی جبار
جبابرہ ہی- اُسکی عظمت سب سے بالاتر ہی اور وہی کل کا بڑے سے اعظم و اکبر- اسی طرح کل مخلوقات
علوی و سفلی مین انسان سے بزرگتر کوئی نہین- اسی کو اشرف المخلوقات مانا گیا ہی
اور اسی کو نتیجۂ کائنات- چونکہ احکام الٰہیہ کا تعلق اس سے بیشتر ہی- اسی وجہ سے

فی الحقیقت جزا و سزا کا مقصد تناسخ کے ذریعہ سے حاصل ہی نہین ہو سکتا اور قواعد تناسخ محض
وہمی بے ربط- نہایت مکروہ اور وحشت انگیز ہین جیساکہ فاضل مصنف نے اس کتاب کے
... مین نہایت خوبی کے ساتھ ثابت کیا ہی- (غلام الحسنین پانی پتی)

یہی معرض امتحان اور مورد جزاو سزا بھی ہی۔

جزاو سزا کا عام قاعدہ اور اسکی مثال

۱۴۔ اب ہم پوچھتے ہین کہ ایسا اشرف المخلوقات و عاقل و زیرک اگر اتنے بڑے ملک الملوک کی موافقت یا مخالفت کرے تو اُسکو کیسا بدلہ ملنا چاہیے؟ عالم کا عام قاعدہ ہی کہ جزاو سزا بحیثیت دہندہ اور گیرندہ کے ہوا کرتی ہی جو شخص جس مرتبہ کا ہوگا ویسی ہی سزاو جزا بھی دیگا۔ اور پانے والا جس مرتبہ کا ہوگا ویسی ہی جزا و سزا اُسکو دی جائیگی اس مثال سے یہ بات اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہی کہ سکندر ایک مرتبہ کسی سے خوش ہوا اور کہا "مجھ سے انعام طلب کر" اُسنے کہا "مجھے ایک درہم دے" سکندر نے کہا "یہ تو میری شان اور حیثیت سے بہت کم ہی۔ مین ایک درہم انعام مین نہین دیسکتا۔" اُسنے کہا "اچھا ایک ملک دیدے۔" اُسنے کہا "یہ تیری حیثیت اور شان سے زیادہ ہی تو اسکے قابل نہین"۔ اگرچہ یہ حکایت ہی مگر اس سے عالم کی رفتار کا اندازہ ہوتا ہی اور سمجھ مین آسکتا ہی کہ ہمیشہ انعام یا سزا حسب حیثیت پانیوالے اور دینے والے کے ہونی چاہیے اگر ایک بادشاہ کسی کام کے صلہ مین کسی کو ایک پیسہ دیدے تو نہایت درجہ قابل ملامت ہوگا اور اگر ایک کم حیثیت آدمی کو ایک ملک کا بڑا حصہ دیدے تب بھی قابل نفرین اہل عقل قرار پائیگا۔

اثبات معاد کے پانچ وجوہ

پہلی وجہ جزاو سزا حسب حیثیت ہونی چاہیے

۱۵۔ جب یہ قانون عقلی ہی کہ جزاو سزا مین حیثیت کا لحاظ رکھنا ضروری ہی تو کوئی وجہ نہین کہ اسکی مخالفت دربارۂ انسان اور پروردگار عالم کے ہو۔ لازم ہی کہ جب کوئی انسان (جو اشرف کائنات اور اہل عقل ہی) اُس پروردگار عالم کی (جو اعظم عظما ہی) مخالفت یا موافقت کرے۔ تو اسے بدلہ بھی دونوں کی حیثیت کا ملے۔ نہ یہ کہ دونوں کی حیثیت ملحوظ نہ رہے۔

۲: آواگون کے ذریعہ سے جزاو سزا پوری نہین ہوسکتی

۱۶۔ اب مین دریافت کرتا اور انصاف طلب کرنا چاہتا ہون کہ جن عقلاے ہنود نے آواگون کو بربنا جزاو سزا کے مانا ہی۔ کیا اس سے انسان کے اعمال کی جزاو سزا پوری ہوسکتی ہی؟ ہرگز نہین۔

دنیا مقام جزاو سزا نہین ہوسکتی

۱۷۔ دنیا اور راحت و ایذاے دنیا دونون فانی اور بے اعتبار ہین۔ کسی کا قیام

نہین جسپر اعتماد کیا جاسکے آج ایک شخص بادشاہ ہو تو کل گدا ہو۔ آج ایک صحیح ہو تو کل بیمار ہو۔ آج توانا ہو تو کل ضعیف ہو۔ آج توانگر ہو تو کل فقیر ہو۔ آج زندہ ہو تو کل مردہ ہو۔ ایسی حالت مین کیا یہی شان ایسے ملک الملوک و سلطان السلاطین کی ہو جو ازلی و ابدی غیر فانی ہو۔ کہ انسان جیسے اشرف المخلوقات کو جو اگرچہ ازلی نہین مگر اکثر حکماء کی ... ابدی ضرور ہو۔ ایسی سزا و جزا دے جو بالکل بے اعتبار فانی اور محض غیر مستقل ہو؟ یہ تو بالکل قانون عقل کے خلاف ہو جسکے خلاف ہو نہین سکتا۔

آواگون عقل کے خلاف اور معاد عقل کے موافق ہو

۱۸ جب مسئلہ آواگون بر بناے سزا و جزا خلاف عقل ٹھہرا تو ضرور ہوا کہ اسکے واسطے کوئی اور ... ہونا چاہیے جس مین سزا و جزا کا مسئلہ مطابق قانون عقل کے ہو اور وہ سوا اسکے کہ قیامت کے دن کو تسلیم کیا جائے جس مین سزا و جزا کا بدلہ دینے والے اور پانیوالے کی حیثیت کے موافق ... کوئی صورت نہین ہو سکتی۔ لہذا معاد کا ماننا ضروری ہوا۔ وہو المطلوب۔

دوسری وجہ سزا و جزا کیلیے احساس کی ضرورت ہو

۱۹۔ دوسری وجہ ضرورت معاد کی یہ ہو کہ جزا یا سزا ایسی ہونی چاہیے جسکا احساس ... والے کو ہو سکے اور وہ سمجھ سکے کہ مجھے فلان نیک یا بد کام کے معاوضہ مین یہ بدلہ ملا ... لیکن اگر وہ اُسے نہ سمجھ سکا تو جزا و سزا لغو و بیکار ہو۔ ہمارے برادران وطن ہنود صاحبان ... ایسی ہی صورت مین سزا و جزا کو تجویز کرتے ہین جسکا احساس و ادراک پانیوالے کو بالکل نہو ... آدمی جو بادشاہ کے گھر مین پیدا ہو کر بادشاہ ہوا اُسے کیا خبر ہو کہ مین نے گذشتہ زندگی ... کے فلان عمل کے معاوضہ مین یہ بادشاہی پائی ہو؟ یا ایک قوی و توانا آدمی کب احساس ... کرتا ہو کہ مین فلان کام کے بدلہ مین قوی و توانا بنایا گیا ہون؟ اسی طرح ایک مچھر یا مکھی کو ... تنبہ ہوتا ہو کہ کس عمل بد کے بدلہ مین اُسے مچھر یا مکھی بنایا گیا ہو؟ ایسی صورت مین وہ سزا ... و جزا محض بے معنی ہو۔

یہ ضرورت معاد سے پوری ہوتی ہو نہ کہ آواگون سے

۲۰۔ برخلاف سزا و جزاے قیامت کے کہ اس مین انسان از سر نو زندہ ہو کر اپنے ... قوی و آلات کے ساتھ جزا یا سزا پائیگا جسے وہ ادراک و احساس بھی کریگا لہذا معلوم ہوا ... آواگون بر بناے جزا و سزا بالکل غلط ہو اور معاد و قیامت برحق۔

تیسری وجہ جزا و سزا ابتک غفلت نہ دینی چاہیے بلکہ انسان کو اپنے عمل کا علم ہونا چاہیے

۲۱ تیسری وجہ قیامت کے برحق ہونے کی یہ ہو کہ تمام اہل مذاہب نے مان لیا ہو کہ انسان

مکلف ہی یعنی اُسکو خود بذریعۂ وحی و الہام یا انبیاء کے یا اوتارون یا رشیون کے ذریعہ
سے کچھ احکام کی تعمیل کا حکم دیا گیا ہی۔ پس جبکہ وہ احکام کسی نہ کسی انسان کامل کے ذریعہ
سے پہنچے تو لازم ہی کہ اُن احکام پر عمل کی تصدیق یا تکذیب کے واسطے بروقت سزا و جزا
اُس شخص کو موجود ہونا چاہیے جسکے ذریعہ سے وہ احکام پہنچے ہین تاکہ کسی شخص کو عذر کا
موقع نہ رہے اور مجرم پر حجت پوری ہو جائے۔ لیکن در صورت آواگون سزا و جزا کے وقت
نہ تو وہ نبی موجود ہوتا ہی۔ نہ کوئی اوتار اور نہ کوئی رشی۔ اور نہ کسی انسان کو اپنی جزا
و سزا کا علم ہوتا ہی اور نہ مجرم پر حجت تمام کی جاتی ہی لہذا ایسی غفلت کی جزا و سزا دہی بالکل
خلاف عقل ہوگی۔ ہان بنا بر اصول اسلام چونکہ تمام امتین اور اُنکے انبیا ایک وقت مین موجود
ہونگے جو اپنی امتون کی تعمیل کی تصدیق یا تکذیب کر سکینگے اور ہر شخص کو اسکے نیک
بد اعمال جتا دیے جائینگے جسکے بعد کسی کو عذر نہو سکیگا۔ اسلیے معاد کا ہونا ضرور ہی نہ آواگون

چوتھی وجہ قیامت کے حق مین انبیا کی شہادت نہایت باوزن اور باوقعت ہے

۲۲۔ چوتھی وجہ یہ ہی کہ ضرورت قیامت کے قائل وہ لوگ ہین جنکی صداقت مین کوئی
شبہہ نہین ہو سکتا یعنی انبیا علیہم السلام جنھون نے اپنے خوارق اور معجزات اور
باہرات اور اخلاقی و روحانی حالات سے دنیا پر ثابت کر دیا تھا کہ وہ خدا تعالیٰ
کی طرف سے محض ہدایت خلائق کے لیے بھیجے گئے ہین اور مسئلۂ آواگون کے وہ لوگ
قائل ہین جنکو بلا واسطہ پروردگار عالم سے کوئی تعلق نہ تھا فقط اپنی راے اور عقل کے
مقلد تھے جن پر معاملات مذہبیہ مین اعتماد نہین ہو سکتا[ا]۔ پس خواہ مخواہ انبیا کے اقوال
کے مقابلہ مین دوسرے لوگون کے اقوال پر بلا دلیل اعتماد کرنیکی کوئی وجہ نہین کیونکہ
بدلائل قاہرہ معلوم ہو چکا ہی کہ انبیا علیہم السلام جو کچھ کہتے تھے وہ خداے تعالیٰ کا
پیغام ہوتا تھا۔ لہذا اُسکا سچ ہونا ضرور ہی اور وہ معاد کی ہی تعلیم دیتے تھے نہ تناسخ کی

پانچوین وجہ آواگون کا بطلان دلیل اثبات معاد ہے

۲۳۔ پانچوین وجہ یہ ہی۔ کہ اولاً ہر عاقل کو اتنا ضرور معلوم ہی کہ انسان ابتدا اور دنیا

[ا] تناسخ کی بابت انتہائی خیالات معلوم کرنے ہون تو منوسمرتی کا بارھوان باب قابل ملاحظہ ہی جس سے صاف ظاہر ہی کہ آواگون کی بنیاد محض وہم و گمان پر ہی نہ کہ وحی و الہام پر۔ یہ مضمون لحاقۃ الکتاب میں جو کتاب ہذا کے آخر مین ملحق ہی) بحوالہ منوسمرتی مفصل بیان کیا گیا ہی۔ (غلام الحسنین پانی پتی)

محل جزا و سزا ہی - کیونکہ اُسے اُسکے خالق نے **مکلف** بنایا ہی پس لامحالہ اسے جزا و سزا کہین نہ کہین ملنی چاہیے - جسکے طریقے صرف دو ہی تجویز ہو سکتے ہین - اہل تناسخ نے اسکا طریقہ تناسخ ارواح تجویز کیا ہی اور پیغمبر اسلام اور دیگر انبیاؑ نے اسکا طریقہ معاد و حشر و نشر کو بتایا ہی لیکن ہم نے چونکہ آئندہ روز روشن کی طرح واضح کر دیا ہی کہ تناسخ باطل ہی لہذا اب کوئی دوسرا طریقہ سواے معاد جسمانی کے تسلیم کرنے کے باقی نہ رہا - اسلیے معاد برحق ہی

فصل سوم اعادۂ معدوم کی بحث

معاد پر ایک شبہہ اور اُسکا جواب

۲۴ - یہان ایک شبہہ پیش کیا جاتا ہی کہ حشر و نشر مین معدوم چیز کا دوبارہ پیدا کرنا لازم آتا ہی اور وہ محال ہی - معدوم ہو کر کوئی چیز موجود نہین ہو سکتی - اس شبہہ کا جواب کئی طرح سے حکماے اسلام نے دیا ہی اور نیز خود پروردگار عالم نے اپنے قرآن محکم مین کئی آیتون کے ذریعہ سے اس شبہہ کو باطل فرما دیا ہی -

اعادۂ معدوم کے دو معنی (۱) فناے مطلق (۲) انتشار اجزا

۲۵ - تقریر اس مطلب کی یہ ہی کہ معدوم کے دو معنی ہین - ایک یہ کہ وہ بالکل فنا ہو جائے اور اُسکے اجزا یا اجزاے اجزا بھی باقی نہ رہین دوسرے یہ کہ اُس شی کے اجزاے ترکیبیہ متفرق ہو جائین اور وہ شی وہ شی نہ رہے مثلاً درخت کو اگر ریزہ ریزہ کر دیا جائے تو وہ درخت درخت نہ رہیگا اور معدوم کہا جائیگا - لیکن اجزا اُسکے موجود ہونگے -

قیامت مین اعادۂ معدوم یعنی اجزاے متفرق کا اجتماع ہوگا

۲۶ - اہل اسلام قیامت مین جس اعادۂ معدوم کے قائل ہین وہ معدوم اِسی دوسرے معنی سے ہی - کیونکہ انسان وغیرہ قیامت مین جو زندہ کیے جائینگے وہ اس سے پہلے معدوم محض نہین ہوے تھے - بلکہ صرف اُنکے اجزاے جسم متفرق ہو گئے تھے - اسلیے کہ مرنے کے بعد عناصر جسمی اپنے اپنے عنصر مین چلے جاتے ہین مثلاً پانی پانی مین اور ہوا ہوا مین - مٹی مٹی مین - اور آگ آگ مین - ایسا نہین ہوتا کہ از سر فنا ہو جائین پس ایسی صورت مین اُنکو دوبارہ جمع کر کے صورت انسانیہ مرتب کر لینی کچھ دشوار نہین جس طرح کوئی انسان کسی مکان کو ڈھا کر معدوم کر دے اور پھر اُسی کی مٹی اور خشت اور چونے سے دوبارہ اُسکو اُٹھا دے یہ بات بالکل ممکن اور مشاہدہ ہی - علی ہذا القیاس انسان بھی قیامت مین اسی طرح زندہ کیے

جائینگے جس سے کوئی محال عقلی لازم نہین آئیگا۔

اعادہ معدوم کی قرآنی مثالین

پہلی مثال حضرت ابراہیم کے سامنے مردہ پرندون کا زندہ ہونا

۲۷۔ قرآن مجید مین خدا تعالی نے چند واقعات بیان کر دیے ہین اور بتا دیا ہی کہ جس طرح ہم آج بعد تفریق اجزا کے کسی جاندار کو زندہ کر سکتے ہین۔ اسی طرح قیامت کے ... بھی زندہ کرینگے۔ چنانچہ ایک مقام پر فرماتا ہی۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ط قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ط وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (البقرہ ۲/۲۶۲)

جبکہ ابراہیم (پیغمبر) نے کہا کہ ای میرے پروردگار مجھے دکھادے کہ کیونکر (قیامت مین) مردونکو زندہ کریگا۔ (خدا نے) فرمایا کیا تم ابھی (اس بات پر) ایمان نہین لائے عرض کیا (ایمان تو لایا ہون) لیکن چاہتا ہون کہ آنکھون سے ... دیکھ لون) تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے (خدا نے) کہا تو ... لو (اور) انکو ٹکڑے ٹکڑے کر لو پھر انکی صورت پہچان ... ایک ایک جزو کو ہر پہاڑ پر ڈال دو۔ پھر انھین بلاؤ ... دوڑتے ہوے چلے آئینگے اور جان لو کہ خدا تعالی غالب حکیم ہی

دوسری مثال کئی ہزار آدمیونکا مرکر دوبارہ زندہ ہونا

۲۸۔ دوسری مثال بھی سورہ بقرہ مین بیان کیگئی ہی۔ جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ (بقرہ ۲/۲۴۴)

(ای پیغمبر!) کیا تم نے اُن لوگون کے حال پر نظر نہین کی ... اپنے گھرون سے نکلے اور وہ ہزارونکی تعداد مین تھے بس خدا نے اُنسے کہا کہ مرجاؤ (وہ مر گئے) پھر انکو زندہ کیا بیشک ... آدمیون پر فضل کرنیوالا ہی لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہین ...

اعادہ معدوم محض کے امکان پر قرآنی دلائل

۲۶۔ ان دونون آیتون مین پروردگار عالم نے دکھلا دیا ہی کہ بروز حشر و نشر اعادہ معدوم محض نہین ہوگا بلکہ انسان کے مرنے کے بعد جو اجزاے مادہ جدا جدا ہو گئے ہونگے انکو سمیٹ کر پھر جسم تیار کیا جائیگا۔ اور اسمین انکی روح داخل کی جائیگی لیکن ہم اس سے زیادہ ترقی کر کے کہہ سکتے ہین کہ اگر بالفرض انسان مرنے کے بعد معدوم محض بھی ہو جائے تو کیا خدا تعالی اس بات پر قادر نہین کہ دوبارہ انکو زندہ کر سکے؟ جس پروردگار عالم نے ...

عالم محض سے انکو نکالکر وجود بخشا وہ بالضرور اس امر بھی قادر ہوگا کہ معدوم کر دینے کے بعد پھر انکو موجود کر دیگا۔

پہلی دلیل انسان کی ابتدائی خلقت کا مطالعہ

۳۰۔ ایک مقام پر پروردگار عالم فرماتا ہی۔

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ (لقمان ۳۱/۲۸)	"تمھارا پیدا کرنا اور تمھین دوبارہ مرنے کے بعد زندہ کرنا نہیں ہی مگر مثل ایک نفس کے"۔

یعنی جس طرح اول عدم محض سے خدا تعالی تم کو وجود مین لایا ہی اسی طرح عدم ثانی سے وجود مین لائیگا

دوسری دلیل پیدائش نباتات کا مشاہدہ

۳۱۔ پھر دوسرے مقام پر فرماتا ہی۔

وَآيَةٌ لَّهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ (یسین ۳۶/۳۳)	"ایک نشانی قیامت کی منکرین قیامت کے لیے مردہ زمین بھی ہی کہ ہم نے اُسے زندہ کیا اور اُس سے دانہ نکالا۔ پس وہ لوگ اُس مین سے کھاتے ہین"۔

یعنی ہر سال ہی منکرین قیامت و ملحدین حشر و نشر دیکھتے ہین کہ زمین مردہ ہو جاتی ہی پھر پانی پاکر زندہ ہوتی اور دانے اُگاتی ہی۔ جنکو لوگ روزانہ اپنے استعمال مین لاتے ہین پھر بھی قیامت کے منکر ہوتے ہین۔ کیا یہ ممکن نہین کہ جس طرح زمین مردہ زندہ ہو جاتی ہی اُسی طرح انسان مردہ جسمین غالب اجزا زمین ہی کے ہین مر کر زندہ ہو جائے۔

تیسری دلیل زمین و آسمان کی خلقت پر غور و خوض۔

۳۲۔ پھر ایک مقام پر فرماتا ہی۔

أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۚ بَلَىٰ وَهُوَ	"کیا جس نے آسمانون کو اور زمین کو پیدا کیا۔ وہ اس بات پر قادر نہین ہی کہ اُنکے مثل کو پیدا کرے۔ ہان ضرور

---

(۱) عدم محض سے پیدا کرنیکا مطلب یہ ہی کہ قبل از پیدائش وہ شی موجود بوجود خارجی نہ تھی مگر پروردگار عالم کے علم مین اُسکا وجود ضرور تھا۔ کیونکہ کوئی شی معدوم ہو یا موجود۔ مخفی ہو یا ظاہر۔ اُسکے علم سے باہر نہین ہو سکتی اور اس علمی وجود کو خارجی وجود پر قیاس کرنا غلط ہی۔ خداوند عالم اپنی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ سے جب چاہتا ہی کسی امر یا کسی چیز کو پیدا کرتا ہی اور جب چاہتا ہی فنا کرتا ہی الغرض عدم سے وجود مین لانا یا معدوم کو موجود کر دینا خداوند قادر کے سوا کسی غیر کا فعل نہین ہو سکتا۔ خالق اور مخلوق کی قدرت مین ایک خاص مابہ الامتیاز یہ امر بھی ہی۔ اس مضمون کو زیادہ تفصیل کے ساتھ دیکھنا ہو تو ناظرین "مجموعۂ رسائل حدوث مادہ" (مصنفہ آنریبل خواجہ غلام الثقلین) کا مطالعہ کرین خصوصاً حصۂ اول کے پہلے دو بابون کو غور سے پڑھ جائین (غلام الحسنین پانی پتی)

الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ۝ (یسین ۳۶/۸۱)

قادر ہی) اور وہ بڑا خالق وعلیم ہی۔"

اس سے پہلے فرماتا ہی۔

قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمُ ۙ ۝ (یسین ۳۶/۷۹)

"(ای ہمارے رسول) کہدو کہ ان بوسیدہ ہڈیونکو وہی زندہ کریگا جسنے انکو پہلی مرتبہ (جبکہ یہ بالکل لاشی تھین) پیدا کیا اور وہ ہر قسم خلقت کے انداز کو خوب جانتا ہی۔

چوتھی دلیل حیات اور ممات کے روزانہ مشاہدات

۳۳۔ پھر ایک مقام پر فرماتا ہی۔

قُلِ اللّٰهُ یُحْیِیْكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یَجْمَعُكُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَا رَیْبَ فِیْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ (جاثیہ ۴۵/۲۵)

"کہدو (ای رسول) کہ اللہ تم کو زندہ کرتا ہی پھر تم کو مارتا ہی پھر تم کو زندہ کریگا۔ پھر تم کو قیامت کے دن جمع کریگا لیکن اکثر لوگ اسے نہین جانتے اور انکار کر بیٹھتے ہین۔

پانچوین دلیل مردہ سے زندہ کی اور زندہ سے مردہ کی پیدائش اور زمین کی از سر نو زندگی

۳۴۔ اور ایک مقام پر فرماتا ہی۔

یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَیُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝ (روم ۳۰/۱۸)

"خدا تعالیٰ زندہ کو مردہ سے نکالتا ہی اور مردہ کو زندہ سے اور زمین کو بعد اسکے مرنے کے زندہ کرتا ہی اور اسیطرح تم بھی مرنے کے بعد زمین سے (زندہ کرکے) نکالے جاؤگے"

ان آیات نے بہت صاف وصریح لہجہ مین بتایا ہی کہ انسان کا مرنے کے بعد زندہ ہونا اسیطرح ہوگا جیسے زمین کی زندگی بعد موت کے ہوتی ہی اور جس طرح بے جان سے جاندار پیدا ہوتے ہین اور جاندار سے بیجان ہو جاتے ہین۔ علی ہذا القیاس اور بھی آیتین ہین جن سے ثابت ہوتا ہی کہ معدوم کرنے کے بعد پھر زندہ کرنا ایسے قادر مطلق کی شان سے ہرگز بعید نہین جسنے آسمان و زمین مادہ وصورت۔ روح وبدن۔ حیوانات ونباتات اور جمادات کو پیدا کیا جبکہ اُنکا کہین نام ونشان بھی نہ تھا۔

تیسری مثال حضرت عزیر کا سو برس کے بعد دوبارہ زندہ ہونا

۳۵۔ دوبارہ زندہ ہونے کی ایک اور مثال قرآن مجید مین موجود ہی۔

اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ

"یا مانند اُس شخص کے جو ایک قریہ پر سے ہوکے گذرا اور وہ قریہ اوندھا پڑا تھا تو اس (عزیر نبی) نے کہا کہ کیونکر خدا تعالیٰ انکو زندہ کریگا پس خدا تعالیٰ نے اُنکو

اللہُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ط قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ط قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ط قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ج وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ط فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللہَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

(البقرہ ۲/۲۶۱)

سو برس تک (مرے پڑے رہے) پھر اُنھین زندہ کیا۔ پوچھا کتنے دنون اس حالت مین رہے (عزیر نے) کہا ایکدن یا ایکدن کا کچھ حصہ (خدا نے) فرمایا بلکہ تم ایکسو برس تک اس حالت مین رہے۔ پس اب اپنے آب و طعام کو دیکھو کہ وہ سڑا نہین حالانکہ سو برس کا زمانہ گذر گیا یہ بھی قدرت خدا کی ایک دلیل ہی اور اپنے حمار کو دیکھو کسطرح وہ زندہ کیا جاتا ہی اور تاکہ ہم تم لوگون کے لیے (جو منکرین قیامت ہین) نشانی اور علامت بنائین اور ہڈیون کو دیکھو کیونکر اُنکو مرکب کرتے اور اُٹھاتے ہین۔ پھر اُنھین گوشت کا لباس پہناتے ہین۔ تو جب یہ بات (عزیر پر) ظاہر ہو گئی کہا کہ مین تو جانتا ہون کہ بالضرور خدا تعالی ہر چیز پر قادر ہی۔"

اجزاے متفرقہ کا اجتماع بالکل ممکن ہی بلکہ انسان بھی ایک حد تک اس امر پر قادر ہی

۳۶۔ اس مثال مین بھی پہلے دعوے کا ثبوت ہی یعنی تفریق اجزا کے بعد انکو جمع کرنا اور دوبارہ ویسی ہی صورت مین لانا اور جبکہ اس قسم کے امور پر انسان بھی ایک حد خاص تک قادر ہی مثلاً کسی شی کے اجزا متفرق کر دینا اور پھر جوڑ کر اُنکو ویسی ہی شکل بنا دیتا ہی تو کیون خدا تعالی جل مجدہ کی نسبت اسکو بعید سمجھا جاتا ہی؟

یہ قرآنی مثالین مقام استدلال مین کیون قابل وثوق ہین؟

۳۷۔ یہ مثالین اور آیتین ہم نے موقع استدلال مین منقولات کی حیثیت سے پیش کی ہین اور دکھایا ہی کہ مسلمانون کا اعتقاد بنا بر فرمودۂ قرآن مجید معاد کی نسبت کیا ہی؟ وہ اعادۂ معدوم کو کس طرح تسلیم کرتے ہین؟ اور اسکے ساتھ یہ بھی دکھانا مقصود ہی کہ اس اعتقاد سے ہرگز کوئی محال عقلی لازم نہین آتا بلکہ اسکا امکان مشاہدہ اور محسوس ہی۔ اب ان آیات کے مقابلہ مین ناظرین اُن کہانیون اور قصون کو ملاحظہ فرمائین جنھین پنڈت لیکھرام صاحب

لہ دیکھو کتاب ہذا کے دوسرے باب کی دوسری فصل جس مین پنڈت لیکھرام صاحب کے "مشاہدات تناسخ" کا رد کیا گیا ہی۔ پنڈت صاحب نے اُن بے سروپا قصون اور لغو افسانون کو "مشاہدات تناسخ" کے نام سے نامزد کیا ہی۔ انّ ہذا لشیءٌ عُجاب۔ (غلام الحسنین پانی پتی)

آنجہانی نے اپنی کتاب "ثبوت تناسخ" مین لکھا ہی۔ اگر وہ بے سند اور خلاف عقل باتین قابل اعتبار ہو سکتی ہین تو یہ آیتین جنکے بیان کی واقعیت کے امکان پر دلائل عقلیہ بھی ہو چکے ہین بطریق اولیٰ قابل وثوق ہین اور پنڈت صاحب کو اُنسے انکار کرنے کی کوئی وجہ نہین ہی۔

اس بحث کا نتیجہ تناسخ ناقابل تسلیم ہی

۳۸- خلاصۂ بحث یہ ہی کہ جب قیامت کا ہونا عقلاً ممکن ہی بلکہ اُسکے ہونے پر دلائل عقلیہ بھی موجود ہین جیسا کہ ہم نے سابقاً ذکر کیا۔ تو کوئی وجہ اس سے انکار کی نہین بلکہ اُسکا انکار عقل سے لڑنا اور دلائل و براہین سے دھینگا مُشتی کرنی ہی۔ رہا آواگون چونکہ اس مین سزا وجزا کا مسئلہ بالکل ناتمام رہتا ہی بلکہ آئندہ کے دلائل سے معلوم ہوگا کہ وہ ناممکن بھی ہی لہٰذا اُسے تسلیم کرنا صریح بے عقلی اور عقل صحیح کے حکم کو رد کرنا ہی جو کسی عاقل کا کام نہین۔

باب اول روح اور مادہ کا بیان

اس باب مین پانچ فصلین ہین

فصل اول نفس ناطقہ (روح) کا بیان

لفظ روح کے گیارہ معانی

۳۹- معلوم ہونا چاہیے کہ روح عربی لفظ ہی۔ اُردو یا فارسی نہین ہی۔ جسکی تحقیق کے لیے لازم ہی کہ زبان عرب ہی سے مدد لیجائے۔ یہ لفظ زبان عرب اور بالخصوص قرآن واحادیث مین چند معنون مین بولا گیا ہی۔

(۱) پھونکنا۔ جیسا کہ شاعر کہتا ہی ؎

فَقُلْتُ لَهَا ارْفَعْهَا اِلَيْكِ وَاَحْيِهَا　　بِرُوحِكِ وَاجْعَلْهَا قِتَةً قَدْرًا

(۲) بمعنی قرآن مجید بھی آیا ہی جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہی۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا | اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے قرآن کی وحی تم پر نازل کی۔

(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بھی روح کا اطلاق ہوا ہی جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہی وَرُوْحٌ مِّنْهُ (نساء ع ۲۳ آیت ۱۶۹)

(۴) بمعنی وحی بھی آتا ہی جیسا کہ قرآن مین فرمایا ہی۔

یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ (مومن ۲۴/۱۵)	خدا تعالیٰ اپنے بندون مین سے جسپر چاہتا ہی اپنے حکم سے وحی نازل کرتا ہی۔

(۵) بمعنی ایمان بھی آتا ہی جیسا کہ قرآن مجید مین فرمایا گیا ہی۔

وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ ط (مجادلہ ۵۸/۲۲)	خدا نے اونکی مدد ایمان سے کی۔

(۶) بمعنی نور بھی استعمال ہوا ہی جیسا کہ کہا گیا ہی۔

خَرَجَ مِنْہُ رُوْحُ الْاِیْمَانِ	اُس شخص سے نور ایمان نکل گیا۔

(۷) بمعنی رحمت بھی آیا ہی جیسا کہ بعض نے اس آیت کی تفسیر مین لکھا ہی۔

یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَۃَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِہٖ (نحل ۱۶/۲)	خدا تعالیٰ فرشتونکو اپنی رحمت کے ساتھ نازل فرماتا ہی

(۸) جبرئیل پر بھی اسکا اطلاق ہوا ہی جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہی۔

قُلْ نَزَّلَہٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّکَ (نحل ۱۶/۱۰۴)	(ای رسول) کہدو کہ اس قرآن کو روح القدس (یعنی جبرئیل) تمھارے پروردگار کی طرف سے لایا ہی۔

(۹) ائمہ اہل بیت سے مروی ہی کہ روح اُس فرشتہ کو بھی کہتے ہین جو جبرئیل و میکائیل سے بھی عظیم تر ہی اور آنحضرت اور ائمہ علیہم السلام کے ساتھ ساتھ رہتا تھا۔

(۱۰) قوت حیات کو بھی روح کہتے ہین جسکی تین قسمین بیان کی گئی ہین۔

(۱۱) اُس لطیفۂ قدسیہ کو بھی روح کہتے ہین جسے حکماء نفس ناطقہ کہتے ہین۔

ہماری بحث روح کی پچھلی دو قسمون سے اور خصوصاً آخری قسم یعنی نفس ناطقہ سے متعلق ہی۔

روح بمعنی قوت حیات اور اسکی تین قسمین

۴۰۔ وہ روح جو قوت حیات ہی۔ اُس لطیف بخار کو کہتے ہین جو اخلاط یعنی سودا صفرا بلغم اور خون کے لطیف اجزا سے اُٹھتا ہی۔ اور چونکہ دل ہی بادشاہ بدن ہی۔ اسلیے اس روح کا محل و مقام جسپر بقاے حیات جسم انسان ہی دل کا بایان حصہ ہی۔ اس روح کے تین درجے ہین اعلیٰ ادنیٰ اور اوسط۔ اعلیٰ کو روح نفسانی کہتے ہین۔ ادنیٰ کو روح طبعی اور اوسط کو روح حیوانی۔

روح نفسانی روح طبعی حیوانی اور انکے کام

۴۱۔ ان تینون سے تین قسم کی ضرورت جسم کی پوری ہوتی ہی روح نفسانی جو لطیف تر ہی

بہ نسبت دو باقیون کے اُسکے اجزا دماغ تک چڑھکر باعث حس و ادراک جسدی کا ہوتا
روح طبعی کا کام غذا دہی اور نمو و تولید ہی یعنی اس روح کی قوت سے جسم بڑھتا ہی
کا مشتاق ہوتا ہی اور باعث تولید مثل ہو روح حیوانی کا کام ہوا اور نفس کا پھیپھڑے
ذریعہ جسم کے اندر پہنچانا اور نکالنا ہی۔

روح حیات کی تولید

۴۲۔ جالینوس کا خیال ہو کہ روح الحیات اُس ہوا سے پیدا ہوتی ہی جو سانس کے ذریعہ
کھنچکر پھیپھڑے مین جاتی ہو۔ لیکن یہ قول ضعیف ہی۔ اسلیے کہ اگر ایسا ہوتا تو انسان کو بعض
اوقات ضعف اور بعض اوقات قوت نہ محسوس ہوتی۔ کیونکہ ہوا برابر سانس سے کھنچتی رہتی ہی
حالانکہ ہم دیکھتے ہین جبکہ انسان کو بعض اوقات غذا نہین پہنچتی تو کمزور ہو جاتا ہی اور جیسے ہی
غذا کھا لیتا ہی توانا ہو جاتا ہی۔ اگر محض ہوا سے اس روح کی تولید ہوتی تو غذا کی کمی بیشی سے
ضعف و قوت کا اثر نہ پیدا ہوتا۔ لہذا معلوم ہوا کہ اخلاط ہی کے بخارات سے اسکی تولید ہی
جسوقت غذا کافی طور پر پہنچتی ہو اور اخلاط صحیحہ پیدا ہوتے ہین اُسوقت انسان کے
بدن مین زیادتی روح الحیات کی وجہ سے قوت رہتی ہو اور جبکہ غذا کافی نہین پہنچتی اور اخلاط
کے بخارات کم اُٹھتے ہین اُسوقت روح الحیات کی کمی کی وجہ سے ضعف رہتا ہی۔

روح بمعنی نفس ناطقہ

۴۳۔ روح بمعنی دوم یعنی نفس ناطقہ وہ ہی جسے ہم کبھی لفظ "انا" "مین" اور "من" سے
تعبیر کرتے ہین اور کہتے ہین "انا مشیت" "من راہ رفتم" "مین راہ چلا" اسے ہر شخص حس
سے ضرور پہچانتا ہی۔ لیکن اسکی حقیقت سے کوئی بھی سوائے خداتعالی کے مطلع نہین ہو
حتمی طور پر کوئی نہین کہہ سکتا کہ جو کچھ اسنے سمجھا ہو وہی اُسکی حقیقت ہی۔ البتہ بعض حالات
عوارض سے اسکی تعریف کیگئی ہی جسکا منشا صرف ایک گونہ معرفت ہی نہ حقیقت کو جاننا۔

نفس ناطقہ کے بعض حالات

۴۴۔ اسکے بیان مین صرف اسی قدر کہا جا سکتا ہی کہ یہ روح (نفس ناطقہ) ایک مجرد جوہر
ہی جسکی حقیقت مین مادہ کی ترکیب کو بالکل دخل نہین۔ نہ تو یہ جزو بدن ہی اور نہ
جسم مین حلول کیے ہوے ہی۔ جیسے پانی مین شکر۔ بلکہ بدن سے اسکا تعلق ایسا ہی جیسا بادشاہ
کو ملک سے ہوتا ہی۔ تدبیر و تصرف جسم کے اندر اسی کا کام ہو جتنے قوی جسم مین ہین خواہ
غاذیہ ہو یا نامیہ۔ ماسکہ ہو یا جاذبہ۔ مولدہ ہو یا مصورہ۔ سامعہ ہو یا باصرہ۔ شامہ ہو

...وغیرہ وغیرہ) سب کی اصلاح و تدبیر اسی سے متعلق ہی - تمام جسمانی کام اُسکے ذریعہ سے
...ہوتے ہین - اور جسوقت یہ جسم سے علٰحدہ ہو جاتی ہی - اُسوقت جسم کو مردہ کہا جاتا ہی
...حکماے اشراقین کی ہی اور متصوفہ اسلام و متکلمین مسلمین اور محققین امامیہ
...شیخ مفید و بنی نوبخت) اور محققین اشاعرہ (مثل راغب اصفہانی - فخر رازی - امام ابو حامد
...بھی یہی راے رکھتے ہین -

نفس ناطقہ نہ جسم ہی اور نہ جسمانی - نہ مادہ ہی اور نہ مادی

...یہی وہ روح (نفس ناطقہ) ہی - جو جسم کے فنا ہو جانے سے فنا نہین ہوتی - بلکہ
...جسم بھی باقی رہتی ہی - اس مین اور مزاج مین بڑا فرق ہی - جن لوگون نے اُسے جسم کہا ہی
...غلطی مین ہین - اور جو اسے مادی سمجھے ہین اُنھون نے بالکل اسکی قدر نہ کی -

روح انسان کی بابت تعلیم قرآنی

...یہی وہ روح ہی جسکی بابت قرآن مجید مین فرمایا گیا ہی -

...الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا (بنی اسرائیل ۱۷/۸۷)	"کہدو (اے رسول) کہ روح ایک امر پروردگار عالم ہی (اُسکی ایک مخلوق ہی - مگر عجیب مخلوق جسکی حقیقت کا سمجھنا تمھارے فہم سے بالاتر ہی) اور تم کو علم سے بہت کم (حصہ) دیا گیا ہی"

...یہ ہی کہ روح تمھارے حواس ظاہری سے محسوس ہی نہین ہو سکتی اور جس شی کو تم اپنے حواس خمسہ
...نہین کر سکتے اسکی حقیقت و ماہیت کو بھی نہین سمجھ سکتے -

غیر مسلمین کا ایک شبہہ حقیقت روح کی بابت اور اُسکا مُسکت جواب

بیان شبہہ

...جبکہ سائلین نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ) سے روح کا سوال کیا جسکا پتہ قرآن مجید سے چلتا ہی

...وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ	اور یہ لوگ تم سے روح کی بابت سوال کرتے ہین

...آنحضرت نے روح کی حقیقت نہ بتائی اور خدا تعالیٰ کی طرف سے صرف یہ کہکر ٹال دیا -

...الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ	کہدو کہ روح میرے پروردگار کے امر سے ہی

...تو معلوم ہوتا ہی کہ روح کی حقیقت آپ کو بھی معلوم نہ تھی -

معترضین کا قصور فہم

...ہم نے سابقاً بیان کر دیا ہی کہ عربی زبان مین لفظ روح کئی معنون مین استعمال ہوا ہی
...فرشتہ کو بھی روح کہا گیا ہی حضرت عیسی علیہ السلام کو بھی روح کہا گیا ہی - جبرئیل سے عظیم تر
...کو بھی روح کہا گیا ہی - روح الحیات کو بھی روح کہتے ہین نفس ناطقہ یعنی لطیفہٴ قدمیہ کو

بھی روح کہتے ہین - قرآن پر بھی روح کا اطلاق ہوا ہی - رحمت خدا کو بھی روح کہتے ہین وغیرہ - اور
جبکہ روح کے اتنے معنی ہین تو معترضین کو یہ بتانا پڑیگا کہ یہود (سائلین) نے کس معنی سے
روح کا سوال کیا تھا؟ اور سوال بھی یا حقیقت روح سے تھا یا اسکے حدوث وقدم سے
یا اسکی کمیت اور کیفیت سے؟ جبتک معترضین ان امور مین سے کسی کو معین نہ کرینگے اعتراض کا
حق ہی حاصل نہین - اسلیے کہ جب معترض کو منشاے اعتراض ہی نہین معلوم ہی تو وہ کس منہ سے اعتراض کرتا ہی

قرآن مجید کا جواب نہایت جامع ہی

۴۹ - اب مین بتاتا ہون کہ معترضین نے اس سوال مین غلطی کی ہی اور بلاوجہ یہ بات کہی ہی
کہ آنحضرت نے جواب کافی نہین دیا - بالضرور یہ جواب کافی ہی - اسکے سوا اور کوئی جواب ہی نہین
ہو سکتا - اور یہ جواب کہ "روح امر رب سے ہی" ہر پہلو اور ہر اعتبار سے نہایت جامع اور مکمل ہی

جواب مذکور کی توجیہات

پہلی توجیہ نفس ناطقہ کے حدوث کی بابت قطعی فیصلہ

۵۰ - (۱) اگر ان لوگون نے نفس ناطقہ کی بابت سوال کیا تھا کہ وہ حادث ہی یا قدیم
تب بھی جواب بالکل مطابق سوال ہی - کیونکہ جواب مین فرمایا گیا ہی -
الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي (کہدو کہ) روح میرے پروردگار کا ایک حکم ہی -
یعنی اُسکی پیدا کی ہوئی چیز ہی - اور جب خدا کی پیدا کی ہوئی چیز ہی تو حادث ہی ہوگی قدیم نہین ہو سکتی

دوسری توجیہ حقیقت نفس ناطقہ کا جواب

۵۱ - (۲) اگر نفس ناطقہ کی حقیقت سے سوال کیا تھا تب بھی جواب ٹھیک ہی - اس لیے کہ
حقیقت نفس ناطقہ کا ادراک بالکل محال اور محض ناممکن ہی جیسا کہ ہمنے اوپر بیان کیا ہی کیونکہ
جب اسکی ماہیت تمام حواس و ادراک سے بالاتر ہی تو انسان کی عقل اُسے سمجھ ہی نہین سکتی - اور جس
چیز کو انسان نہ سمجھ سکے اُسے بتانا عقل کے خلاف ہی لہذا اس جواب سے بہتر کوئی جواب نہین
ہو سکتا کہ کہدو کہ روح مخلوق الٰہی ہی - اس سے زیادہ یہ لوگ سمجھ نہین سکتے -

تیسری توجیہ روح بمعنی حضرت عیسیٰ وغیرہ کا جواب

۵۲ - (۳) اگر حضرت عیسیٰ - جبرئیل - یا فرشتہ عظیم تراز جبرئیل کو پوچھا تھا - تب بھی
یہی جواب ٹھیک ہی یعنی کہدو کہ جبرئیل - عیسیٰ اور وہ فرشتہ بحکم پروردگار ہین اور حادث ہین
واجب الوجود نہین ہین (جیسا کہ عیسائی حضرت عیسیٰ کو سمجھتے ہین) بلکہ وہ بھی ایک بندہ ہین
بندگان خدا سے -

چوتھی توجیہ یہودیون کے منصوبے کا ابطال

۵۳ - (۴) تفسیرون مین یہ بھی لکھا ہی کہ یہود نے آپس مین مشورہ کیا تھا کہ آؤ چلو محمد سے

پاس اُس سے روح کی بابت سوال کرین - اگر وہ اسکی حقیقت نہ بتائے اور صرف اتنا ہی کہدے
جتنا توریت سے معلوم ہوا ہی کہ وہ مخلوق الٰہی ہی - تب تو ہم اسکی نبوت کو مان لین اور اگر وہ کچھ
اسکی حقیقت اپنی طرف سے بیان کرے تو سمجھ لینگے کہ جھوٹا نبی ہی - چنانچہ وہ آئے اور روح کی بابت
سوال کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ نے وہی جواب دیا جو اُنکے منشاے سوال کے مطابق تھا یعنی کہدو
کہ روح مخلوق الٰہی ہی - پس اس لحاظ سے بھی یہ جواب بالکل مطابق سوال ہی -

تقریر مذکور کی توضیح

۵۴ - اس تقریر کی توضیح یہ ہی کہ انسان صرف اُن چیزون کی حقیقت معلوم کر سکتا ہی جسکو اسکی
آنکھ نے دیکھا - کان نے سنا - زبان نے چکھا - ہاتھ نے چھوا - اور ناک نے سونگھا ہی - لیکن جو
چیزین ان مشاعر سے بالاتر ہین انکو ہرگز نہین سمجھ سکتا - ہان صرف اعراض و لواحق سے قدرے
تمیز کر سکتا ہی - اور یہی وجہ ہی کہ انسان آجتک پروردگار عالم کی حقیقت کو معلوم نہ کر سکا اور
نہ کبھی معلوم کر سکتا ہی - مدتون سر مارے اور ٹھوکرین کھائین مگر اس عقبۂ روح فرسا کو طی نہ کر سکا -
اور نہ کبھی طی کر سکتا ہی ؎

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار   کہ پیدا نہ شد تختہ بر کنار

کیونکہ اسکی ذات قدسیہ کو نہ تو آنکھین دیکھ سکتی ہین - نہ کان سن سکتے ہین - نہ ناک سونگھ سکتی ہی
نہ ہاتھ مس کر سکتا ہی اور نہ زبان چکھ سکتی ہی - اور نہ وہم و گمان ہین اسکا عکس اُتر سکتا ہی -
لہذا کنہ باریتعالی تک رسائی محال ہی -

حقیقت روح کا نہ سمجھنا خالق کی قدرت اور عظمت کی بہت بڑی دلیل ہی

۵۵ - یہ بھی عظیم ترین دلائل ربوبیت اور اسکی عظمت سے ہی کہ اسکی ایک ادنی مخلوق نفس ناطقہ
(یعنی روح قدسی) کو جب انسان نہین سمجھ سکتا تو اُسکے خالق کی کنہ کو کیونکر سمجھ سکتا ہی - اور اسکی
حقیقت واقعیہ تک کیونکر پہنچ سکتا ہی - ؟

روح کی بابت مختلف خیالات اور مباحث

۵۶ - بہرحال یہی وہ روح ہی جسکی بابت قدیم الایام سے بحثین چلی آتی ہین - بعض کہتے ہین کہ
روح مزاج کا نام ہی - بعض کا خیال ہی کہ روح اور جسم دونون ایک ہی ہین - بعض کا خیال ہی کہ وہ
علاوہ جسم کے کوئی اور مرکب ہی اور محققین کی راے ہی کہ روح (یعنی نفس ناطقہ) محض مجرد ہی -
ہرگز مادی نہین - اور نہ مزاج ہی اور نہ جسم ہی بلکہ ایک ایسی مخلوق ہی جو جسم کے فنا ہو جانے کے
بعد باقی رہنے والی ہی - پھر ایک بحث دوسری پیش آتی ہی کہ باقی رہنے کی حالت مین کوئی دوسرا

قالب جسمانی بدلتی ہی۔ یا بالکل جسم مادی سے الگ رہتی ہی۔

اہل تناسخ اور اہل اسلام کے عقائد متعلقہ روح

۵۷۔ اہل تناسخ تبادلۂ اجسام کے قائل ہوے ہین۔ اُنکا دعوی یہ ہی کہ روح قدیم ہی ہمیشہ سے مختلف قالب اختیار کرتی رہتی ہی اور ہمیشہ یہی سلسلہ جاری رہیگا۔ مگر محققین اسلام روح کو حادث جانتے ہین اور موت کے بعد اس جسم سے اُسکا علیحدہ رہنا مانتے ہین اور قیامت مین اُسکا جسم کے ساتھ جزا و سزا پانا تسلیم کرتے ہین۔ تناسخ کے بطلان سے تو آیندہ بحث ہوگی جو مفصل طور پر انشاء اللہ گوش گذار سامعین کی جائیگی۔ یہان صرف روح یا نفس ناطقہ سے بحث ہی کہ وہ کیا شی ہی۔ اور حق واقع اور قول فیصل اسکے معاملہ مین کس کے ہاتھ مین ہی۔

نفس ناطقہ کے متعلق تین دعوے

نفس ناطقہ ایک بسیط چیز ہی مزاج سے بالکل علیحدہ ہی اور بدن سے بھی

۵۸۔ اس مقام پر تین قسم کے دعوے ہین۔ ایک یہ کہ نفس ناطقہ مادہ سے مرکب نہین غیر مادی اور بسیط ہی۔ دوسرے یہ کہ مزاج اور نفس ناطقہ دونون علیحدہ علیحدہ دو چیزین ہین تیسرے یہ کہ نفس ناطقہ بدن انسان کے علاوہ ایک جوہر مجرد ہی۔ اگرچہ پہلے دعوے کے ثابت ہونے کے بعد تیسرا دعوی خودبخود ثابت ہو جاتا ہی لیکن چونکہ متکلمین نے ہر ایک دعوے کو الگ کرکے لکھا ہی۔ لہذا ہم نے بھی علیحدہ علیحدہ ذکر کیا۔

پہلا دعوی نفس ناطقہ کی بساطت اور اُس کے دلائل

پہلی دلیل علم بسیط ہی لہذا اُسکا محل بھی بسیط ہونا چاہیے

۵۹۔ پہلے دعوے کی ایک دلیل یہ ہی کہ نفس ناطقہ ہی کا کام علم و ادراک ہی۔ جیسا کہ بداہۃً معلوم ہی۔ ہر شخص جانتا ہی کہ مرجانے کے بعد جسم تو موجود رہتا ہی مگر علم و ادراک سے محروم ہو جاتا ہی کیونکہ اسکے اندر سے نفس ناطقہ نکل کر علیحدہ ہو گیا۔ اب یہ ظاہر ہی کہ علم و ادراک بسیط چیزون کا بھی بسیط ہی۔ مرکب نہین ہی اور جب بسیط ہی تو اُسکا محل (یعنی جاے حلول) جو نفس ناطقہ ہی اُسے بھی بسیط یعنی لاترکیب ہونا لازم ہی۔ کیونکہ موجود خارجی جو بسیط ہی کسی مرکب اور مادہ مین حلول نہین کرسکتا۔ ورنہ اسکو بھی مرکب ماننا لازم ہوگا۔ لہذا نفس ناطقہ بسیط یعنی غیر مادی ہوگا

دوسری دلیل اشیاے بسیطہ کا علم ناقابل تقسیم ہی لہذا اُسکا محل بھی غیر منقسم ہونا چاہیے

۶۰۔ دوسری دلیل یہ ہی کہ علم اشیاے بسیطہ کا قابل تقسیم نہین۔ کیونکہ قبول تقسیم مادہ کی شان ہی اور علم مادی نہین پس یہ علم بسیط۔ غیر منقسم جس محل مین حلول کریگا۔ اُسے بھی غیر منقسم ہونا چاہیے۔ اسلیے کہ اُسکا محل اگر قابل تقسیم ہوگا تو اُسکی تقسیم سے علم کی تقسیم بھی

لازم آئیگی حالانکہ اُسکا غیر قابل تقسیم ہونا معلوم ہو چکا ہی۔

۶۱۔ تیسری دلیل یہ ہی کہ جسم اور جسمانیات کی قوتین محدود و متناہی ہین اور اُنکے افعال بھی محدود و متناہی ہین۔ بخلاف نفس ناطقہ کے کہ اُسکے معلومات اور مدرکات غیر متناہی اور غیر محدود ہین۔ باین معنی کہ انسان اُنکی کوئی حد معین نہین کر سکتا۔ لہذا نفس ناطقہ کو مادی نہونا چاہیے اسلیے کہ غیر محدود قوت سوائے بسیط کے اور کسی مین نہین ہو سکتی پس اگر جسم مادی ہی تو نفس ناطقہ ضرور بسیط ہی۔

تیسری دلیل نفس ناطقہ کے معلومات کا غیر محدود ہونا

۶۲۔ چوتھی دلیل یہ ہی کہ نفس ناطقہ اگر مادی ہو اور کسی محل مین مثل قلب یا دماغ کے ساکن ہو تو ضرور ہی کہ یا تو ہر وقت اُسے اُس محل یعنی قلب و دماغ کا علم رہیگا یا کسی وقت نہوگا اسلیے کہ اگر وہ محل اور اس مین نفس ناطقہ کا قیام حصول علم کے لیے کافی ہی تو چاہیے کہ نفس کسی وقت قلب یا دماغ سے غافل نہ رہے۔ اور اگر کافی نہین ہی تو کسی وقت اُسے اُسکا علم نہونا چاہیے۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہین کہ نفس ناطقہ کسی وقت تو قلب و دماغ کی طرف متوجہ ہوتا ہی اور اُسے جانتا ہی اور کسی وقت بالکل اُس سے غافل ہوتا ہی۔ لہذا معلوم ہوا کہ اُسکا تعلق مادی شے سے نہین ہی اور وہ قلب یا دماغ وغیرہ مقامات مین ساکن نہین ہی پس لامحالہ بسیط یعنی غیر مرکب ہوگا۔

چوتھی دلیل نفس ناطقہ کا جسم کے کسی حصہ میں ساکن نہ ہونا

۶۳۔ پانچوین دلیل یہ ہی کہ نفس ناطقہ کو اپنے افعال مین مادہ کی احتیاج نہین کیونکہ اُسکا فعل ادراک و علم ہی اور جب وہ اپنے نفس کا علم حاصل کرتا ہی۔ اسوقت اُسے کسی آلۂ جسمانی کے استعمال کی ضرورت نہین پڑتی اور جب وہ اپنے کام مین مادہ کا محتاج نہین تو لامحالہ بسیط ہوگا۔

پانچوین دلیل نفس ناطقہ کا اپنے افعال مین مادہ کا محتاج نہونا

۶۴۔ چھٹی دلیل یہ ہی کہ اگر نفس ناطقہ مادی ہوتا تو چاہیے تھا کہ جسم کے کمزور ہونے کے ساتھ ساتھ وہ بھی کمزور ہوتا جاتا۔ حالانکہ ایسا نہین ہی بلکہ جسم کمزور ہوتا جاتا ہی۔ اور نفس قوی ہوتا جاتا ہی۔ لہذا معلوم ہوا کہ نفس جسمانی اور مادی نہین۔

چھٹی دلیل نفس ناطقہ کا باوجود جسم کی کمزوری کے قوت حاصل کرنا

۶۵۔ ساتوین دلیل یہ ہی کہ نفس ناطقہ کثرت عمل سے قوی ہوتا ہی جسقدر اُسکے کام یعنی ادراکات بڑھتے جاتے ہین۔ اُسی قدر اُس مین قوت آتی جاتی ہی اور جسم جسقدر کام کرتا ہی اُسی قدر تھکتا اور کمزور ہوتا جاتا ہی۔ لہذا معلوم ہوا کہ جسم اور روح کی اصلیتون مین

ساتوین دلیل نفس ناطقہ کا کثرت عمل سے قوی ہونا۔

فرق اور مباینت ہی۔ اگر جسم مرکب اور مادی ہی تو روح بسیط اور لا ترکیب ہی۔

آٹھوین دلیل جسمانی قوت کی غیر معمولی ترقی نفس ناطقہ کو ضعیف کرتی ہی

۶۶- آٹھوین دلیل یہ ہی کہ جسم اگر غذاے مادی نہ پائے تو تحلیل ہو کر فنا ہو جائے یا اگر اسکی غذاے مادی اسکی ضرورت سے کم پہنچائی جائے تو ضعیف و کمزور ہو جائے لیکن نفس ناطقہ کی حالت بالکل اسکے برخلاف ہی عموماً مشاہدہ مین آتا ہی کہ جسم کی غذا کو کم کرنا باعث زیادتی قوت نفس ناطقہ کے لیے ہوتا ہی۔ جسقدر ثقل اور کثافت جسمانیہ کم ہوتی جائیگی اُسی قدر روح قدسی یعنی نفس ناطقہ انسانی روشن ہوتا جائیگا یہان تک کہ اس صورت مین بعض اوقات غیب کے امور پر اطلاع حاصل کرنے لگتا ہی۔ اور جسقدر جسم ثقیل اور کثیف ہوتا ہی اور اُسکی قوت بڑھتی ہی اُسی قدر نفس ضعیف تاریک اور کم علم ہوتا جاتا ہی۔ لہذا معلوم ہوا کہ جسم کی اصل کچھ اور ہی اور نفس کی کچھ اور اگر ایک ہی اصل ہوتی تو دونون کی حالت یکسان ہوتی اور چونکہ یقینی بات ہی کہ جسم مادی ہی لہذا نفس بالضرور بسیط ہوگا۔

نوین دلیل نفس ناطقہ مین عدم تفاوت

۶۷- نوین دلیل جو چیز مرکب ہی اُسکے اجزا مین تفاوت ضرور ہی مثلاً گیند کہ اُسکے بعض اجزا فوقانی ہین اور بعض تحتانی۔ یا مثلاً پانی کہ بعض حصہ اُسکا گرم ہوتا ہی اور بعض سرد لیکن نفس ناطقہ مین اس قسم کا تفاوت نہین۔ لہذا وہ بسیط ہی۔

دسوین دلیل نفس ناطقہ کا صاحب شعور ہونا

۶۸- دسوین دلیل۔ مادی اشیا خود اپنا احساس و ادراک نہین کر سکتین۔ کیونکہ مادہ لاشعور ہوتا ہی۔ حالانکہ نفس کو اپنا احساس اور اپنا علم ہر وقت ہی لہذا بسیط ماننا اُسکا لازم ہی۔ ورنہ ثابت کرنا پڑیگا کہ مادہ بھی شعور و ادراک رکھتا ہی۔

گیارھوین دلیل نفس ناطقہ کا خود ہی عالم اور معلوم ہوتا

۶۹- گیارھوین دلیل۔ کوئی مادی شی وقت واحد مین فاعل و مفعول نہین ہو سکتی درانحالیکہ روح و نفس کے تعلق سے الگ ہو مگر نفس وقت واحد مین فاعل و مفعول یعنی عالم و معلوم دونون ہوتا ہی یعنی اپنے آپ کو جانتا ہی پس اس لحاظ سے کہ جانتا ہی عالم ہی اور اس لحاظ سے کہ اپنے تئین جانتا ہی معلوم ہی لہذا معلوم ہوا کہ نفس مادی و جسمانی نہین

بارھوین دلیل نفس ناطقہ کا بغیر قرب کے محسوسات و غیر محسوسات مین موثر ہونا

۷۰- بارھوین دلیل۔ ہر مادی اور مرکب چیز کے افعال مماست اور اشتمال سے ہین یعنی جب تک کسی شے سے اُسکا اتصال نہو اور کسی محسوس چیز سے اسکو تعلق نہو

اس مین اثر نہ ڈالے فاعل و مؤثر نہین ہوسکتا۔ لیکن نفس ناطقہ بغیر قریب ہوے کسی محسوس کے اس مین فاعل ہوتا ہی۔ اور اُس کا ادراک کر لیتا ہی۔ نیز غیر محسوس چیزون کو بھی ادراک کرتا ہی پس معلوم ہوا کہ وہ مادی و جسمانی نہین بلکہ بسیط ہی۔

نفس ناطقہ کی بساطت کی بابت پنڈت جی کے دلائل ناکافی ہین

۱ ۷۔ واضح ہو کہ اس دعوے مین ہم اور پنڈت لیکھرام صاحب دونون متفق ہین وہ بھی نفس ناطقہ کو (جسے وہ بار بار روح کہتے ہین) مادہ سے علیحدہ اور بسیط مانتے ہین اور ہم بھی مگر اس مقام پر اس دعوے کو مع دلائل کے لکھنے کی یہ ضرورت ہوئی کہ پنڈت صاحب نے جو اپنے ایجادی دلائل لکھے ہین وہ بالکل ناکافی ہین مسائل فلسفیہ مین فلسفہ ہی کے رستہ سے چلنا چاہیے نہ بے راہ اس بیان سے مقصود یہ ہی کہ بساطت نفس کے لیے اِن دلیلون کی ضرورت ہی نہ اُنکی جو کتاب "ثبوت تناسخ" مین لکھی گئی ہین۔

دوسرا دعوی نفس ناطقہ اور مزاج کا باہم مختلف ہونا اور اُسکے دلائل

دوسرا دعوی جس سے پنڈت صاحب نے کوئی بحث نہین کی

۲ ۷۔ دوسرا دعوی یہ ہی کہ نفس ناطقہ اور مزاج بدن دونون ایک نہین ہین بعض حکما کی جو طبقہ اطبا مین ہین یہ راے ہی کہ نفس ناطقہ اور مزاج ایک ہی شی ہین۔ حالانکہ یہ غلط ہی اس دعوے کو پنڈت صاحب نے نہین لکھا اور نہ اُسپر کوئی دلیل پیش کی۔ حالانکہ جب نفس کی بحث شروع کی تھی تو اُسکے متعلقات کو بھی لکھنا مناسب تھا۔

دعوی مذکور کی تین دلیلین

۳ ۷۔ بہر حال ہمارے پاس اس دعوے پر چند دلیلین ہین جن سے ثابت ہوتا ہی کہ نفس ناطقہ اور مزاج ایک شی نہین ہین۔ بلکہ دو مختلف چیزین ہین۔

دلیل اول نفس ناطقہ اور مزاج کے محل کا ہمیشہ یکسان نہونا

۴ ۷۔ دلیل اول مزاج اُس کیفیت کو کہتے ہین جو عناصر کی ترکیب کے بعد حاصل ہوتی ہی پس اگر نفس ناطقہ اور مزاج دونون ایک ہون تو چاہیے کہ دونون کا فعل بھی ایک ہی ہو۔ حالانکہ ایسا نہین ہی۔ اکثر ایسا ہوگا کہ نفس ناطقہ کی خواہش کچھ اور ہو گی اور مزاج کا اقتضا کچھ اور۔ مثلاً انسان کے مزاج کا مقتضا یہ ہی کہ اگر بلندی پر ہو تو پستی کی طرف آوے لیکن اُسی وقت ہم دیکھتے ہین کہ نفس ناطقہ بلندی کی طرف جانے کی خواہش کرتا ہی اور زینون کے ذریعہ سے زمین سے بلند ہو جاتا ہی یا مثلاً مزاج انسانی کا مقتضا یہ ہی کہ زمین پر ٹھہر ساکن رہے۔ کیونکہ اس مین زمین کا جزو غالب ہی۔ لہذا وہ اپنے اصلی حیز مین قائم

رہنے کو مقتضی ہوگا۔ مگر ہم دیکھتے ہین کہ نفس ناطقہ جب خواہش چلنے کی کرتا ہی تو ہ...
یعنی بدن حرکت کرنے لگتا ہی۔ اور جبکہ دونون کا مقتضا الگ الگ ہوا تو ہرگز دونون
ایک شی نہین ہوسکتے۔

نفس ناطقہ کی خاصیت مین تغیر نہین ہوتا

۷۵ - دلیل دوم - مزاج وقتاً فوقتاً تغیر پذیر رہتا ہی۔ یعنی کبھی حرارت زیادہ کبھی برودت
کبھی یبوست کم کبھی رطوبت - اور علی ہذا القیاس مگر نفس ناطقہ مین اس قسم کا تغیر نہین
اُسکے ادراک کی شان ہر حالت مین باقی رہتی ہی[لے]۔

تیسری دلیل اگر نفس ناطقہ اور مزاج ایک ہوتے تو کسی شی کا علم حاصل ہی نہ ہوسکتا

۷۶ - دلیل سوم - اگر نفس ناطقہ اور مزاج دونون ایک ہی ہون تو چاہیے کہ کبھی کسی
کا کسی کو علم نہ حاصل ہوسکے۔ اسلیے کہ علم ہمیشہ بذریعۂ انفعال و تاثر کے ہوتا ہی جیسا
کہ ایک فریق حکما کی راے ہی؛ اور جب کسی شی سے انفعال ہوگا تو مزاج ضرور بدل جائیگا
اور ایک دوسری کیفیت علاوہ کیفیت اولی کے حاصل ہوگی اور جب پہلا مزاج بدل گیا
اور وہ باقی نہ رہا تو کسی شی کا مدرک بھی نہوگا۔ رہی دوسری کیفیت جو اب پیدا ہوئی وہ
بعد انفعال و تاثر کے پیدا ہوئی ہی۔ حالانکہ علم خود انفعال سے حاصل ہوتا ہی لہذا یہ بھی
مدرک نہوئی۔ اور جب دونون کیفیتین مدرک نہ ہوئین تو چاہیے کہ کبھی کوئی علم ہی حاصل
نہو۔ حالانکہ ایسا نہین ہی بلکہ ہر شخص کو آناً فاناً علم حاصل ہوتا رہتا ہی پس معلوم ہوا
نفس ناطقہ اور مزاج دونون ایک نہین ہین۔

تیسرا دعوی نفس ناطقہ اور جسم کا ایک نہونا اور اُسکے دلائل

تیسرے دعوے کا بیان

۷۷ تیسرا دعوی یہ ہی کہ نفس ناطقہ اور بدن انسانی دونون ایک چیز نہین۔ اگرچہ ...

[لے] نیند کی حالت مین بھی نفس ناطقہ اپنے فعل سے باز نہین رہتا۔ اور بیدار ہونے کے بعد کبھی تو حالت نوم
کے ادراک کا اثر باقی رہتا ہی اور کبھی نہین رہتا۔ یہی وجہ ہی کہ انسان کو خواب کی بعض باتین یاد رہتی ہین
اور بعض فراموش ہوجاتی ہین اگرچہ جسمانی و دماغی قوتون کی کمی و بیشی کی وجہ سے نفس ناطقہ کے ادراک مین
ضعف یا قوت کے آثار نمایان ہوتے ہین مگر نفس ادراک مین فرق نہین آتا۔ یہانتک کہ اس جسم سے بالکل آزاد اور
بے تعلق ہونے کے بعد اُسکے ادراک مین بہت زیادہ ترقی ہوجاتی ہی (جیسا کہ حکما نے ثابت کیا ہی) مگر مزاج جو
اعضاے جسم کی خاص قسم کی ترتیب و ترکیب کا نتیجہ ہی انسان کے مرنے کے بعد فوراً فنا ہوجاتا ہی۔ اس سے
معلوم ہوا کہ نفس ناطقہ اور مزاج دو مختلف چیزین ہین۔ (غلام الحسنین پانی پتی)

دعوے کے ثبوت کے بعد اس دعوے کے اثبات کی ضرورت نہین معلوم ہوتی تاہم اسپر بھی
دونون امرون پر مستقل دلیلین بیان کرتے ہین۔

دلیل اول انسان کا اپنے جسم سے غافل ہو جانا مگر اپنی ذات سے غافل نہ ہونا

۷۸- دلیل اول - اکثر ایسا ہوتا ہی کہ انسان اپنے سر و پا سے غافل ہو جاتا ہی بلکہ اگر
اسکے جسم کو کوئی ایذا پہنچے تو اُسکی بھی خبر نہین ہوتی - حالانکہ وہ خود اپنی خودی اور ذات سے
غافل نہین ہوتا۔ اگر بدن اور نفس ناطقہ دونون ایک ہوتے تو لازم تھا کہ کسی وقت آدمی
کو اپنی کسی حالت بدن سے غفلت نہ ہوتی۔

دلیل دوم افراد انسان کا تفاوت باعتبار نفس

۷۹- دلیل دوم جسم کے لحاظ سے زید، عمرو، بکر سب برابر ہین جنسیت سب مین یکسان
ہے پھر وہ کیا چیز ہی جسکی وجہ سے زید اپنے تئین عمرو کا غیر سمجھتا ہی اور عمرو اپنے تئین بکر
کا غیر معلوم ہوا کہ علاوہ جسم کے اس مین کوئی اور شی ہی جسکی وجہ سے دونون مین افتراق
ہو گیا اور وہ وہی شی ہی جو اپنے تئین "مین" اور "من" یا "انا" سے تعبیر کرتی ہی جسکو ہم نفس
ناطقہ یا روح کہتے ہین اور ظاہر ہی کہ جسکی وجہ سے مشارکت ہی وہ اور ہی اور جسکی وجہ سے
افتراق و امتیاز ہی وہ اور شی ہی - پس نفس اور بدن دونون جدا جدا چیزین ہوئین۔

دلیل سوم زندگی اور موت کی حالت کا اختلاف

۸۰- دلیل سوم - ہر شخص سمجھتا ہی کہ انسان اپنی زندگی اور موت کی حالت مین ایک طرح
نہین زندگی مین وہ بولتا ہی سمجھتا ہی اور ادراک کرتا ہی چلتا پھرتا ہی مگر موت کی حالت مین
باوجودیکہ بدن وہی ہی مگر اُن افعال مذکورہ مین سے کوئی اُس سے صادر نہین ہوتے معلوم
ہوا کہ زندگی کی حالت مین اس جسم کے اندر علاوہ اس جسم کے کوئی اور شی بھی تھی جس سے وہ
افعال تھے اور جسکے نہونے کی حالت مین بدن بیکار رہا - وہی دوسری شی جو علاوہ جسم کے
تھی نفس ناطقہ ہی - پس دونون ایک دوسرے کے غیر ہوئے۔

فصل دوم - دلائل اثبات حدوث نفس ناطقہ

روح اور مادہ کی بابت آریون اور مسلمانونکا اختلاف

۸۱- آریہ صاحبان نفس ناطقہ کو (جسے وہ روح کہتے ہین) اور مادہ کو بھی قدیم کہتے ہین یا تو
وہ لفظ قدیم کے معنی ہی نہین سمجھے ہین اور یا اگر سمجھے ہین تو وہ قدیم کے محال ہونے کے
مسئلہ کو نہین سمجھے - بہر صورت ہمارا دعوی یہ ہی کہ سوائے ذات قیوم واجب ا[illegible]

ابدی۔ سرمدی کے کوئی قدیم نہین۔ خواہ مادہ ہو یا روح۔ خواہ ملائکہ ہون یا نفوس خواہ بسائط ہون یا عنصریات خواہ فلکیات ہون یا ارضیات۔

قدامت روح و مادہ کے ثبوت مین پنڈت لیکھرام صاحب نے کوئی عقلی دلیل پیش نہین کی

۸۲۔ یہان چونکہ اور چیزون کے قدیم ہونے سے بحث نہین بلکہ صرف مادہ اور نفس ناطقہ کے قدیم ہونے سے بحث ہی۔ اسلیے ہم بھی صرف ان ہی ہر دو کے حدوث کو بیان کرتے ہین۔ اگرچہ پنڈت لیکھرام صاحب نے ان دونون مین سے کسی کے قدیم ہونے پر کوئی عقلی دلیل قائم نہین کی سوائے ایک دو منقولات کے جو بمقابلہ خصم پذیرا نہین ہوسکتے کیونکہ انھون نے اپنے ہی مسلمات کو پیش کیا ہی مثلاً سری کرشن جی کے ایک قول کو یا وید کی ایک عبارت کو جنکو اہل اسلام تسلیم نہین کرتے لیکن ہم آیندہ دکھائینگے کہ پنڈت صاحب کا دعوی بالکل قابل قبول نہین۔

ابطال قدامت نفس ناطقہ پر عقلی دلائل

۸۳۔ اولاً نفس ناطقہ (روح) کے قدیم نہ ہونے کے دلائل لکھتے ہین۔ ہمارا دعوے یہ ہی کہ نفس ناطقہ حادث ہی۔ اب ہم اس دعوے کا ثبوت بدلائل عقلی پیش کرتے ہین۔ اسقدر تو ہر مذہب والے کو تسلیم ہی (سوائے دہریین کے) کہ ذات پروردگار عالم قدیم ہی۔ اب رہی یہ بات کہ اسکے علاوہ اور بھی کوئی شی قدیم ہی یا نہین مختلف فیہ ہی۔ بعضون نے (مثل آریہ صاحبان کے) مادہ اور نفس ناطقہ کو بھی قدیم مانا ہی اور اکثر حکما و اور عموماً اہل اسلام نے خدا تعالی کے سوا سب کو حادث کہا ہی اور یہی حق ہی۔

پہلی دلیل ایک سے زیادہ قدیم ماننے سے کوئی بھی قدیم نہین رہتا

۸۴۔ پہلی دلیل۔ جو معروف و مشہور ہی مگر اسکا سمجھنا کسی قدر دشوار ہی۔ ہم اُسے عام فہم کرکے سمجھانا چاہتے ہین۔ وہ یہ ہی کہ اگر ایک قدیم کے سوا کوئی اور بھی قدیم مانا جائے تو لازم آئیگا کہ دونون قدیم نہ رہین۔ چہ جائیکہ تین یا چار قدیم۔

اس دلیل کی توضیح و تشریح

۸۵۔ تقریر دلیل یہ ہی کہ اگر دو یا تین قدیم ہونگے تو ضرور ہی کہ وہ سب کسی ایسے امر مین مشترک ہون جسکی وجہ سے قدیم کہے جاسکین۔ مثلاً زید۔ عمرو۔ بکر تینون انسان کہے جاتے ہین۔ کیونکہ تینون انسانیت مین شریک ہین اور پھر یہ بھی ضرور ہی کہ ان مین ایک ایسی چیز پائی جائے جس سے باہم تمیز ہوسکے۔ جیسے زید۔ عمرو۔ بکر مین علاوہ انسانیت کے ایک صورت تشخصیہ ایسی ہی جس سے زید کو زید۔ عمرو کو عمرو۔ بکر کو بکر کہتے ہین اور جب ایسی

ہوگا تو وہ دونون یا تینون قدیم اپنے وجود مین اس جزو مشترک اور اس جزو ممیز کے محتاج ہونگے اور جو شی اپنے وجود مین کسی کی محتاج ہو ضرور ہی کہ محتاج الیہ سے بعد ہو اور جبتک وہ محتاج الیہ نہ پایا جائے تب تک یہ محتاج بھی نہ پایا جائے۔ اس صورت مین وہ محتاج الیہ پہلے ہوگا اور یہ محتاج اُسکے بعد۔ پھر کوئی بھی قدیم نہ رہیگا۔

دلیل مذکور کا نتیجہ

۸۶۔ معلوم ہوا کہ اگر دو یا تین قدیم مانے جائینگے یعنی خدائتعالی کے ساتھ مادہ اور نفس ناطقہ کو قدیم مانا جائیگا تو عقلاً لازم ہوگا کہ خدائتعالی کی قدامت سے بھی دست برداری کیجائے! اور مانا جائے کہ وہ بھی قدیم نہین (معاذاللہ) حالانکہ اُسے ہر اہل ملت قدیم ازلی مانتا ہی۔ لہٰذا لازم ہی کہ صرف ایک ذات لم یزلی خدائے تعالی کو قدیم مانا جائے اور نفس ناطقہ اور مادہ کو حادث وہو المطلوب۔

دوسری دلیل قدیم کا ہر حیثیت سے کامل ہونا ضروری ہی

۸۸۔ دوسری دلیل۔ جو شی قدیم ہی یعنی اُسکا وجود کسی کے سبب سے نہین بلکہ اُسکی ذات اُسکی موجودیت کے واسطے کافی ہی اُسکے لیے لازم ہی کہ ہر حیثیت سے کامل ہو ہر طرح مستغنی ہو۔ کسی کی محتاج نہ ہو۔

روح ناقص ہی اور جسم کی محتاج لہٰذا قدیم نہین ہوسکتی

۸۸۔ اب ہم دیکھتے ہین کہ ہر روح ونفس اپنے استکمال مین مادہ یعنی جسم کی محتاج ہی جب تک جسم مین داخل نہو تب تک اُسکے اعمال و افعال پورے نہین ہوتے جب تک آلات جسمانیہ کو اپنے استعمال مین نہ لائے تب تک کوئی کام اُسکا انجام نہین پاتا اور جو شی کسی کی محتاج ہی وہ کبھی قدیم نہین ہوسکتی۔ لہٰذا روح یا نفس ناطقہ بھی قدیم نہین۔

تیسری دلیل نفس ناطقہ کی تدریجی ترقی

۸۹۔ تیسری دلیل۔ یہ بات بداہۃً ثابت ہی یعنی کسی دلیل کی اسپر ضرورت نہین کہ نفس ناطقہ نقص سے کمال کی جانب بڑھتا ہی ضعف سے قوت کی طرف آتا ہی۔

نفس ناطقہ کی ترقی کے چار مدارج

۹۰۔ غور کرو انسان کا نفس (روح) ابتدائے ولادت کے زمانہ مین بظاہر لایعقل ہوتا ہی اور ادراک کی شان بہت کم محسوس ہوتی ہی جسقدر بڑھتا جاتا ہی اسی قدر اُسکے ادراکات بڑھتے جاتے ہین یہانتک کہ حد کمال کو پہنچتا ہی۔ اسی وجہ سے حکماء نے اسکی قوت کے چار درجے رکھے ہین عقل ہیولانی عقل بالملکہ عقل بالفعل عقل مستفاد جب وہ بچہ ہوتا ہی اُسوقت محض اس مین عقل ہیولانی ہوتی ہی جب کچھ اور بڑھتا ہی

اسوقت رفتہ رفتہ ہر چیز کے جاننے کی عقل بالملکہ حاصل ہوتی ہی جب اس سے بھی زیادہ ترقی کرتا ہی تو اُسکے علوم بالفعل ہو جاتے ہین جب اس سے بھی زیادہ ترقی کرتا ہی تو اس مین عقل مستفاد کا درجہ حاصل ہوتا ہی۔

نفس ناطقہ کا تنزل اور اُسکے قوی کا تعطل

۹۱- اسی طرح کبھی قوت سے ضعف اور ترقی سے تنزل کی طرف بھی مائل ہوتا ہی مثلاً جبکہ انسان کے دماغ مین سودا وبیت پیدا ہو جاوے۔ یا آلات دماغیہ مین کچھ خلل پیدا ہو جائے۔ اُسوقت نفس ناطقہ اپنے کام سے قاصر ہو جاتا ہی۱

نتیجہ- ہر تغیر پذیر شی حادث ہی لہذا نفس ناطقہ بھی حادث ہی

۹۲- یہ بات ظاہر ہی کہ جو چیز تغیر پذیر ہی وہ قدیم نہین ہو سکتی لہذا نفس ناطقہ (روح) بھی قدیم نہین۔ یہ ایک واضح دلیل ہی حدوث روح کی۔

چوتھی دلیل نفوس وغیرہ کو قدیم ماننے سے خدا کا وجود بیکار ہو جاتا ہی

۹۳- چوتھی دلیل۔ نفوس اگر قدیم ہون اور اسی طرح مادہ بھی جیسا کہ افلاطون وغیرہ کی رائے ہی اور اسی کو پنڈت لیکھرام صاحب بجہانی نے بھی تسلیم کیا ہی تو لازم آتا ہی کہ خدا تعالی کا وجود بیکار ہو۔ بلکہ اُسکے ماننے کی ضرورت ہی باقی نہ رہے۔

اس دلیل کی تقریر اور تشریح

۹۴- تقریر اس دلیل کی یہ ہی کہ مادہ جب پہلے ہی سے موجود ہی اور نفوس بھی اور یہ بھی معلوم ہی کہ عالم کی تمام چیزین (جہانتک ہم کو علم ہی) یا تو ان ہر دو سے مرکب ہین یا صرف ارواح ہین۔ اور یا صرف مادہ۔ تو جب مادہ مین قابلیت روح کے قبول کرنیکی ہوگی فوراً روح اس مین داخل ہو جائیگی۔ اسوجہ سے کہ بنا بر بیان پنڈت صاحب کے روح معطل نہین رہ سکتی۔ اور جبکہ مادہ مین اُسکی ازلی خاصیت کی بنا پر کسی وقت قبول روح کی استعداد پیدا ہو گئی اور اُسنے ایک خاص جسم کی صورت اختیار کر لی تو اُسکے مناسب حال روح اُس مین خود بخود داخل ہو جائیگی۔ اور خدا تعالی کا واسطہ تحصیل حاصل ہوگا اور تحصیل حاصل محال ہی۔ جیسا کہ فنون فلسفیہ مین طی پا چکا ہی اور جب اُسکا واسطہ ہونا تحصیل حاصل

۱ نفس ناطقہ کو خدا تعالی نے صاحب ادراک بنایا ہی اور اُسکے ادراک مین حسب مشیت الٰہی کمی وبیشی ہوتی رہتی ہی۔ یہان اُسکے تغیر سے یہی مراد ہی۔ نہ یہ کہ وہ صفت ادراک سے بالکل بے بہرہ ہو جاتا ہی چنانچہ فاضل مصنف نے اس سے پہلے باب اول فصل اول مین نفس ناطقہ کے متعلق دوسرے دعوے کی دوسری دلیل مین اس مضمون کو بیان کیا ہی۔ (غلام حسنین پانی پتی)

ہو تو اُسکا وجود ہی عبث ہی۔

۹۵- علاوہ برین اس صورت مین خدا تعالی کی معرفت اور اُسکے وجود کا یقین ہونا ہی محال ہو اسلیے کہ اسکی معرفت اُسکے افعال و اُسکے صنائع و بدائع سے ہوتی ہی جنھین وہ پیدا کرتا ہو اور جبکہ کوئی شی مادی و بسیط اُسکی مخلوق ہی نہین تو کیونکر معلوم ہو اکہ خدا کا وجود ہی؟ اور کیا دلیل اسکی موجودیت پر ہوگی؟ آریہ صاحبان غور کرین۔

اس عقیدہ کی بنا پر خدا کی معرفت اور اُسکے وجود کا یقین محال ہو

۹۶- پانچوین دلیل۔ اسقدر یقینی ہو کہ نفس ناطقہ یعنی روح کا کام اور اُسکا اقتضاء ادراک ہو اور علم۔ اگر جسم مین روح نہو تو جسم کو کسی شی کا علم نہین ہو سکتا۔ اب ہم پوچھتے ہین کہ اگر روح قدیم ہی تو آیا جسم مین داخل ہونے سے پہلے عالم ہی یا نہین (۱) اگر عالم ہی تو جسم مین آنے کے بعد بھی اُسے ہر وقت عالم ہونا چاہیے۔ حالانکہ یہ بات بداہت اور مشاہدہ کے بالکل خلاف ہی بچے عموماً ابتدائے زمان ولادت مین باوجودیکہ نفس و روح رکھتے ہین مگر عالم نہین ہوتے اور (۲) اگر عالم نہین ہی تو لازم آتا ہو کہ جو اُسکی ذات کا لازمہ ہی وہ اُس سے جدا ہو جائے۔

پانچوین دلیل روح کے لازم ذات کا عدم تھین اُسکے حدوث کی دلیل ہو

۹۷- لازم ذات کبھی اس ذات سے جدا نہین ہو سکتا مثلاً آگ کے لیے حرارت کا ہونا لازم ہی۔ جب تک وہ آگ ہی اور کبھی از خود اُس سے زائل نہین ہو سکتی۔ اسی طرح جب علم لازم ذات روح ہوا تو ممکن نہین کہ اس سے جدا ہو۔ حالانکہ اس بنا پر لازم آتا ہو کہ روح کا لازم ذات اُس مین نہ پایا جائے اور اس سے جدا ہو جائے۔

لازم ذات کا نفس ذات سے جدا ہونا محال ہو

۹۸- خلاصہ یہ ہو کہ جب روح کا لازم ذات عالم یا لاعالم ہونا محال ہوا تو اُسکا قدیم و ازلی ہونا بھی محال ہوگا[۱]

اس دلیل کا خلاصہ اور نتیجہ کہ روح قدیم نہین ہو سکتی

[۱] اگر علم کو روح کا لازم ذات مانا جائے تو ان دو باتون مین سے ایک بات ماننی پڑیگی (۱) یا تو عدم العلم کو روح کا لازم ذات تسلیم کرنا ہوگا (۲) یا یہ کہا جائیگا کہ اسکا لازم ذات نہ علم ہی نہ عدم العلم بلکہ ان دونون مین سے کسی ایک حالت کا پایا جانا ممکن ہی یعنی ممکن ہو کہ روح قدیم ہو۔ اور قبل از تعلق جسم اسکو علم حاصل ہو۔ مگر کسی جسم سے تعلق پیدا کرتے ہی اُسکی تمام ادراکی و علمی کیفیات دفعةً زائل ہو جاتی ہون اور جسم انسانی سے تعلق پیدا کرنے کے بعد پھر از سر نو بذریعہ کسب بتدریج علم حاصل ہوتا ہو صورت اول مین یہ خرابی لازم آئیگی کہ روح انسانی کو کبھی کوئی علم حاصل ہی نہو۔ کیونکہ جب اسکا لازم ذات عدم العلم قرار دیا گیا جو بدل نہین سکتا تو علم کے حاصل ہونے کی کوئی سبیل نہ رہی [illegible] بداہةً باطل و خلاف مشاہدہ ہی ہم روزمرہ دیکھتے ہین کہ روح انسانی بتدریج کسب علوم کرتی ہی صورت دوم مین یہ اشکال پیدا ہوگا کہ روح قابل تغیر اور محل حوادث ہو جس سے اُسکا قدم باطل و حدوث ثابت ہو جائیگا۔ کیونکہ قدیم قابل تغیر اور محل حوادث نہین ہو سکتا۔ اور اُسکے کمالات بالتدریج حاصل نہین ہوا کرتے۔ بلکہ اُسکی ذات من جمیع الوجوہ کامل بالفعل ہوتی ہی جیسا کہ فلسفۂ الٰہیات مین بدلائل ثابت کیا گیا ہی۔ (غلام الحسنین پانی پتی)

چھٹی دلیل روح اور مادہ کے غیر فانی ہونے سے اُنکے مرکبات کا غیر فانی ہونا لازم آتا ہے

۹۹- چھٹی دلیل- روح اور مادہ اگر قدیم غیر فانی ہون تو لازم آتا ہی کہ جو چیزین اُنسے مرکب ہین وہ بھی قدیم غیر فانی ہون اور انسان تو ضرور ہی قدیم ہو- کیونکہ جب ایک شی کے اجزاے ذاتی قدیم ہین اور اُنھین زوال نہین تو جو اُنسے مرکب ہی اُسے بھی زوال نہین ہونا چاہیے حالانکہ کوئی مرکب انسان وغیرہ قدیم نہین- جیسا کہ بداہۃً معلوم ہی-[له]

ساتوین دلیل روح کا مقتضاے ذات کیا ہی؟ مادہ مین رہنا یا جدا رہنا یہ دونون صورتین بداہۃً غلط ہین

۱۰۰- ساتوین دلیل- اگر مادہ اور روح قدیم ہین اور وجود اُنکا عین ذات ہی تو دو صورتون سے خالی نہین یا یہ کہ روح کا مادہ مین رہنا اُسکا مقتضاے ذات ہوگا یا مادہ سے جدا رہنا- اگر ہمیشہ مادہ مین رہنا مقتضاے ذات ہی تو چاہیے کہ کسی وقت روح مادہ سے علیحدہ نہو ورنہ انفکاک لازم ذات کا ماننا پڑیگا جو محال ہی حالانکہ بداہۃً معلوم ہی کہ روح مادہ سے علیحدہ بھی ہو جاتی ہی اور اگر ایسا نہوتا تو کوئی جاندار کبھی نہ مرتا اور اگر مادہ مین رہنا اسکی ذات کے مقتضا کے خلاف ہی تو مادہ مین اسکا قیام بذات خود ناممکن ہی اسلیے کہ کوئی شی اپنی مقتضاے ذات کو چھوڑ نہین سکتی جبتک کہ وہ شی وہ شی ہی- پس کیونکر کوئی ذی روح پیدا ہو سکتا ہی جبکہ روح کی ذات کا مقتضا مادہ سے علیحدہ رہنا ہی-

ایک اعتراض اور اُسکا جواب

۱۰۱- اگر اس مقام پر کوئی یہ کہے کہ اسکی ذات کا مقتضا تو ضرور مادہ سے علیحدہ رہنا ہی مگر کسی دوسری قوت کے دباؤ اور زور کے سبب سے وہ مادہ مین رہتی ہی تو ہم جواب دینگے کہ اس صورت مین چاہیے کہ روح طبعًا مادہ سے نافر ہو اور کبھی اُس سے اُنس نہ پیدا کرے- کیونکہ اُسکی طبیعت کے خلاف ہی- حالانکہ ہر روح اپنے جسم مین آنے کے بعد اُس سے ایسی مانوس ہوتی ہی کہ اُسے بخوشی نکلنا پسند نہین ہوتا- یہی وجہ ہی کہ انسان موت سے ڈرتا ہی جسکے معنی یہی ہین کہ روح اسقدر جسم سے مانوس ہی کہ اُس سے باہر جانا اُسے گوارا نہین جیسا کہ

[له] آریہ حضرات روح کو قدیم بالذات اور غیر فانی اور لازوال مانتے ہین اور مادہ کی بابت بھی ایسا ہی عقیدہ رکھتے ہین جبکہ روح اور مادہ کو بحیثیت انفرادی غیر فانی اور لازوال تسلیم کر لیا گیا تو کیا وجہ ہی کہ ان دونون کا مجموعہ (یعنی انسان) زوال پذیر اور فانی ہو جائے- دو قدیمون کا مجموعہ بدرجۂ اولی غیر فانی اور لازوال ہونا چاہیے- دو قدیمون کے اجتماع سے ایک حادث وجود کا پیدا ہونا ایک بے معنی بات اور خیال باطل ہی- فافہم وتدبر (غلام الحسنین پانی پتی)

نتیجہ۔ روح کے مقتضائے ذات کا معین نہونا اُسکی قدمت کو باطل کرتا ہی

ہتہً اور مشاہدۃً معلوم ہی۔

۱۰۲۔ المختصر جب دونون صورتین باطل ہوئین۔ یعنی نہ تو روح کا مادہ مین رہنا اُسکا مقتضائے ذات ہوا اور نہ مادہ سے جدا رہنا۔ تو روح کا قدیم ہونا بھی باطل ہوا۔ حالانکہ ...ڈت صاحب اُسے قدیم مانتے ہین۔

آٹھوین دلیل۔ روح مین دو مخالف اور متضاد کامونکی قوت کا پایا جانا اُسکی قدامت کو باطل کرتا ہی

۱۰۳۔ آٹھوین دلیل۔ روح اگر قدیم ہو تو دو صورتون سے خالی نہین یا بسیط ہوگی یا مرکب۔ ...بسیط ہوگی تو لازم ہوگا کہ سوائے ایک قسم کے فعل کے دوسری قسم کے متضاد افعال ...سے صادر نہون۔ اسلیے کہ بسیط مین بحیثیت اپنی بساطت کے صرف ایک ہی قوت ہوتی ...جیسے آگ صرف جلانے کا کام کرسکتی ہی یا پانی صرف بہانے کا۔ وغیرہ وغیرہ حالانکہ حقیقۃً ...بھی بسیط نہین ہین۔ بلکہ بہ نسبت دیگر مرکبات کے قلیل الاجزا ہین۔ اور جو محض بسیط ہی ...س مین کیونکر دو مخالف اور متضاد کامون کی قوت ہوگی حالانکہ ہم دیکھتے ہین کہ روح ...نیک اور بد دونون قسم کے کامون کی فاعل اور عامل ہوتی ہی یہ اسکی بساطت ...کے خلاف ہی۔ اور اگر کہیے کہ مرکب ہی تو قدیم نہ ہوگی۔ کیونکہ کوئی مرکب اپنے اجزا سے پہلے ...موجود نہین ہوسکتا اور جب بعد اجزا کے وجود ہوا تو حادث ہونا اُسکا لازم ہی۔ حالانکہ ...جی نے اُسے قدیم مانا ہی۔

نوین دلیل اگر نفس ناطقہ قدیم ہو یا واحد بالذات ہوگا یا متعدد

۱۰۴۔ نوین دلیل یہ دلیل ارسطاطالیس کی ہی جو کتب فلسفیہ مین مذکور و متداول ہی اور شیخ الرئیس نے اُسے اپنی کتاب نجاۃ مین بھی درج کیا ہی۔ ملخص اُسکا یہ ہی کہ اگر نفس ناطقہ قدیم ہو تو دو حال سے خالی نہین۔ یا یہ کہ ازل سے واحد بالذات ہوگا یا متعدد۔

نفس ناطقہ کا واحد بالذات ہونا محال ہی

۱۰۵۔ اگر واحد ہوگا تو لازم آئیگا کہ تمام انسانون کی روح ایک ہی ہو۔ اور سب کے صفات روح یکسان ہون۔ حالانکہ تمام انسان اپنے صفات نفس مین مختلف ہین لہذا نفس ناطقہ واحد نہین ہوسکتا۔

...روح مین مختلف قوتون کا موجود ہونا خالق روح کی حکمت کی دلیل ہی اور نیک و بد دونون قسم کے کامون کا ...سے صادر ہونا اُس اختیار کا نتیجہ ہی جو پروردگار عالم نے حسب مصلحت اُسکو عطا کیا ہی اس سے روح کا حدوث ...ثابت اور قدم باطل ہوتا ہی۔ (غلام الحسنین پانی پتی)

۱۰۶- اگر متعدد مانا جائے تو دو صورتین ہین (۱) یا بدن مین داخل ہونے کے بعد ہو گیا (۲) یا ابتدا ہی سے متعدد تھا- اگر بعد بدن مین داخل ہونے کے متعدد ہو گیا تو لازم آئیگا کہ روح یا نفس ناطقہ قابل تقسیم ہو اور مرکب ہو- اس صورت مین اسکو حادث ماننا ہوگا- کیونکہ جو چیز مرکب ہی وہ حادث ہی- حالانکہ آپ لوگ اُسکے قدیم ہونیکے قائل

اگر بدن مین داخل ہونیکے بعد متعدد ہو جائے تو اُس کا منقسم یعنی حادث ہونا لازم آتا ہے

۱۰۷- اگر ابتدا ہی سے متعدد مانا جائے تو بھی دو حال سے خالی نہین (۱) یا تو وہ نوعًا مختلف ہونگے (۲) یا متفق- اگر نوعًا مختلف ہونگے تو ضرور ہی کہ مرکب ہون جب مرکب ہونگے تو حادث ہونگے جیسا کہ سابقًا مذکور ہوا-

اگر ابتدا متعدد مانا جائے تو سب نفوس نوعًا مختلف ہونگے یا متفق

۱۰۸- اگر نوعًا متفق ہونگے تو آپس مین متمائز ہونے کے واسطے کسی دوسری شئی کی ضرورت ہوگی جو ہر ایک کو دوسرے سے تمیز دیسکے- کیونکہ اگر تمائز نہوگا تو تعدد بھی نہوگا پس تمیز دینے والی شئی تین صورتون سے خالی نہین (۱) یا تو خود اسکی ماہیت ہوگی (۲) یا کوئی لازم ہوگا (۳) یا اور کوئی عرض مفارق- ماہیت اور لازم ماہیت تو ممیز ہو نہین سکتے کیونکہ وہ تو سب مین مشترک ہین اور جو چیز سب مین مشترک ہو وہ مابہ التمیز نہین ہو سکتی

صورت دوم مین ایک ممیز کی ضرورت ہوگی اور نفوس متعددہ کی ماہیت یا لازم ماہیت کو ممیز نہین کہہ سکتے

۱۰۹- اگر کسی عرض مفارق کو ممیز مان لیا جائے تو عرض مفارق کا لحوق بسبب مادہ کے ہوتا ہی- اور معلوم ہی کہ نفس قابل نہین- کیونکہ قابل مادہ ہوتا ہی نہ کہ نفس- پس ضرور کہ بدن جو کہ مادی ہی اُسکے سبب سے وہ عرض مفارق نفوس کا ممیز ہوگا- اور چونکہ بدن کا وجود ازل مین نہ تھا کہ اسوقت باہم نفوس کو ایک دوسرے سے تمیز دیتا- کیونکہ بدن مرکب ہی اور مرکب ازلی نہین ہو سکتا- لہذا نفوس متعددہ کا وجود بھی ازلی نہ ہوگا- اور جب ازلی نہین تو انھین قدیم کہنا بے معنی ہی-

اگر ممیز کسی عرض مفارق کو مانا جائے تو وہ بدن ہوگا اور بدن ازلی نہین ہی لہذا نفوس ازلی نہ ہوے

۱۱۰- دسوین دلیل یہ ہی کہ اگر نفوس قدیم ہون تو سوال یہ ہی کہ اُنکے اجسام بھی قدیم ہونگے یا نہونگے- اگر اجسام بھی قدیم ہون تو لازم آئیگا کہ کوئی جسم کسی وقت فنا نہو اسلیے کہ قدیم کے لیے فنا ہونا ناممکن ہی اور اگر قدیم نہون بلکہ صرف نفوس ازل مین موجود ہون اور جسم نہ تھے تو نفوس کا تعطل لازم آئیگا (جسے آریہ صاحبان بھی تسلیم نہین کرتے) بہر حال نفوس (روحون) کا قدیم ہونا باطل محض ہی اور جنسے بھی اسکے قدم کی راے اختیار

دسوین دلیل اگر نفوس قدیم ہون تو اُنکے اجسام یا تو قدیم ہونگے یا غیر قدیم

...نے نفوس کی حقیقت کو سمجھا ہی نہین۔

روح کی ابدیت پر ایک سوال

اگر روح کو ابدی مانا جاتا ہی تو اسکو ازلی کیون نا ملنا جائے

۱۱۱-بعض لوگ یہ کہتے ہین کہ روح جب ازلی نہوئی تو ابدی بھی نہو گی۔ پھر مسلمانون کا یہ خیال ...صحیح ہو سکتا ہی کہ روحین ابداً آباد جنت یا دوزخ مین رہینگی۔ علاوہ برین قرآن بھی کہتا ہی کہ بعض گنہگارون اور بعض نیکو کارونکو ہمیشہ ہمیشہ جہنم یا بہشت مین رکھا جائیگا جس سے ...معلوم ہوتا ہی کہ روح ابدی ہی۔ حالانکہ یہ بات قواعد فلسفیہ کے خلاف ہی اگر روح ازلی نہین ہی ...ابدی بھی نہ ہو گی۔

سوال مذکور کا جواب

معترض کی غلط فہمی اور اسکا اتہام

۱۱۲-کوئی مسلمان جو علم و عقل سے بہرہ رکھتا ہو۔ اس بات کا قائل نہین کہ روح ازلی و ابدی ...یا یہ کہ ازلی نہین ہی مگر اسکا ابدی ہونا ضرور ہی۔ یہ ایک اتہام ہی جو مسلمانون پر لگایا گیا ہو کہ ...روح کی ابدیت کے قائل ہین مسلمان ہرگز روح کو ابدی الوجود نہین مانتے۔ پہلے تو ازلی و ابدی ...کے معنی سمجھنے چاہیین پھر انپر بحث کرنی مناسب ہو گی۔

لفظ ازلی کا مفہوم بجز ذات خدا کوئی ازلی نہین

۱۱۳-ازلی وہ ہی جسکا کوئی آغاز نہو۔ اس لحاظ سے وہ چیز جو کسی کی مخلوق نہو اور نہ کسی ...خاص زمانہ مین حادث (پیدا) ہوئی ہو وہ ازلی ہی۔ یہ صفت چونکہ سوائے واجب الوجود خدا کے ...اور کسی مین نہین پائی جاتی اسلیے اسکے سوا کوئی ازلی نہین ہی پس صرف وہ ایک ازلی الوجود ہی

لفظ ابدی کا مفہوم ابدیت مین بھی کوئی خدا کا شریک نہین

۱۱۴-ابدی وہ ہی جسکا خاتمہ نہو اور کبھی فنا نہو سکے۔ یہ بھی صفت خاص خدا تعالی کی ہی ...اس مین کوئی اسکا شریک نہین۔ اب رہی روح اور مادہ۔ یہ دونون چونکہ ازلی نہین ہین ...جیسا کہ ہم نے بیان کر دیا ہی اسلیے وہ ابدی بھی نہین۔ یعنی یہ اعتقاد کہ انکا فنا ہونا محال ہی ...بالکل غلط ہی۔

متکلمین اسلام کا قول کہ ارواح بدن کے فنا ہونیکے بعد باقی رہینگی

۱۱۵-ہان متکلمین اسلام ضرور اس بات کے قائل ہین کہ روحین بدن کے فنا ہونے کے ساتھ ...ہی معدوم اور فنا نہونگی بلکہ اپنے اعمال کی سزا اور جزا پانے کے لیے قیامت تک اور اسکے ...بعد بھی باقی رہینگی۔ لیکن پروردگار عالم کو ہر وقت قدرت ہی اور حق حاصل ہی کہ انھین فنا ...کر دے جیسے اسے یہ حق حاصل تھا کہ جب چاہے انھین پیدا کرے پروردگار عالم فاعل مختار ہی

جسنے اپنے اختیار اور علم و قدرت سے ہر شی کو پیدا کیا ہی اور اپنے اختیار اور علم و قدرت سے اُسے معدوم اور ناپید کرسکتا ہی۔

یہ قول دہریہ بعض فلاسفہ کے خیال کا

۱۱۶-اہل اسلام کا یہ خیال بمقابلہ اُن حکماء کے ہی جو روح کو بخارات خون یا خود خون یا خود جسم سمجھے ہین اور کہتے ہین کہ جسم کے فنا ہوتے ہی روح بھی فنا ہو جائیگی۔ نہ سزا و جزا ہوگی۔ نہ قیامت ہوگی اور نہ تناسخ۔

فنا ہونا اور فنا نہ ہو سکنا دو مختلف مفہوم ہین

۱۱۷-چونکہ یہ راے غلط تھی۔ اسلیے مسلمانون نے اسکے برخلاف دلائل بھی قائم کیے اور بتایا کہ روح جسم کے ساتھ فنا نہو گی۔ بلکہ باقی رہیگی۔ لیکن ابدی لوجود نہین ہی کہ فنا ہی نہو سکے فنا نہو اور فنا نہو سکنا دونون کے مفہوم علٰحدہ علٰحدہ ہین۔ ہم ضرور یہ کہتے ہین کہ ارواح فنا نہوگی مگر یہ نہین کہتے کہ فنا نہین ہوسکتین بلکہ خدا تعالی جب چاہے اُنکو فنا کردے۔

دلائل بقاے روح

پہلی دلیل روح مین تغیر نہین لہذا از خود فنا بھی نہ ہوگی

۱۱۸-اس مطلب پر کہ "روح جسم کے ساتھ فنا نہو گی" کئی دلیلین ہین۔ مگر یہان ہم صرف دو دلیلین بیان کرتے ہین۔ ایک دلیل حکمائی ہی جسکا حاصل یہ ہی کہ فنا و زوال بغیر تغیر کے نہین ہوتا اور تغیر مادہ کی شان ہی جسکے اجزا مین اتصال و انفصال ہوتا رہتا ہی۔ روح چونکہ مادی نہین ہی اسلیے اس مین تغیر بھی نہین ہوتا۔ لہذا از خود فنا بھی نہو گی (خدا کے اختیار کی بات اور ہی وہ جب چاہے فنا کرسکتا ہی)

اس بارہ مین شیخ رئیس کا قول اور اُسکا استدلال

۱۱۹-شیخ الرئیس (بوعلی سینا) نے اپنی کتاب نجاۃ مین لکھا ہی "واما انہا لا تقبل الفساد اصلا فاقول ان لہ سببا آخر لا یعدم بہ النفس البتۃ۔ و ذلک ان کل شئ من شانہ ان یفسد بسببٍ ما ففیہ قوۃ ان یفسد وقبل الفساد فیہ فعل ان یبقی ومحال ان یکون من جہۃ واحدۃٍ فی شئ واحدٍ قوۃ ان یفسد وفعل ان یبقی بل تہیاہ للفساد لیس لعلۃ ان یبقی فان معنی القوۃ مغائر لمعنی الفعل۔ واضافۃ ہذہ القوۃ مغائر لاضافۃ ہذا الفعل لان اضافۃ ذلک الی الفساد واضافۃ ہذا الی البقاء فاذاً الامرین مختلفین یوجد ہذان المعنیان۔ فنقول ان الاشیاء المرکبۃ والاشیاء البسیطۃ التی ہی قائمۃ فی المرکبۃ یجوز ان یجتمع فیہا فعل ان یبقی وقوۃ ان یفسد واما فی

الاشیاء البسیطۃ المفارقۃ الذات فلایجوز ان یحتمل ہذان الامران۔ واقول بوجہ اخر مطلق انہ لایجوز ان یجتمع فی شئ احدی الذات ہذان المعنیان وذلک لان کل شئ یبقی ولہ قوۃ ان یفسد فلہ ایضاً قوۃ ان یبقی لان بقائہ لیس بواجب ضروری واذا لم یکن واجباً کان ممکناً۔ والامکان ہو طبیعۃ القوۃ فاذاً یکون لہ فی جوہرہ قوۃ ان یبقی وفعل ان یبقی لامحالۃ لیس ہو قوۃ ان یبقی وہذا بیّنٌ۔ فیکون اذا فعل ان یبقی منامراً یعرض للشئ الذی لہ قوۃ ان یبقی منہ فتلک القوۃ لاتکون لذاتٍ ما بالفعل بل للشئ الذی یعرض لذاتہ ان یبقی بالفعل لا انہ حقیقۃ ذاتہ فیلزم من ہذا ان تکون ذاتہ مرکبۃ من شئ اذا وجد لہ کان بہ ذاتہ موجودا بالفعل وہو الصورۃ فی کل شئ ومن شئ حصل لہ ہذا الفعل وفی طباعہ قوتہ ومادّتہ فان کانت النفس بسیطۃ مطلقۃ لم تنقسم الی مادۃ وصورۃ فلم تقبل الفساد۔"

قول مذکور کا حاصل مطلب نفس ناطقہ کی بساطت و اُسکا احدی الذات ہونا اُسکے بقا کی دلیل ہے

۱۲۰۔ حاصل عبارت مذکورۂ بالا یہ ہے کہ:۔

(۱) "نفس ناطقہ (روح) فساد یعنی فنا کو قبول نہین کرتا۔ جسکا سبب یہ ہے کہ جس شی کی یہ شان ہو کہ فاسد اور فانی ہو جائے اُس مین قوت فساد بھی ہو گی اور قبل فاسد ہونے کے اس مین فعل بقاء بھی ہو گا۔ اور یہ بات بالکل ناممکن ہے کہ کسی ایک شی مین ایک ہی جہت سے قوت فنا اور فعل بقاء دونون ہون۔ بلکہ قوت فنا و فساد اس وجہ سے نہو گی کہ وہ باقی ہے کیونکہ فعل اور قوت دونون علیحدہ علیحدہ چیزین ہین اور قوت و فعل دونون کے متعلق بھی علیحدہ علیحدہ ہین ایک کا متعلق فساد و فنا ہے۔ اور دوسری کا بقا۔ پس خواہ مخواہ دونون قوتین دو مختلف چیزون کے سبب سے ہونگی۔ قوت فنا کا سبب اور کوئی ہو گا اور فعل بقاء کا سبب اور کوئی۔

(ب) اب ہم کہتے ہین کہ مرکب اشیاء ہین اور ان بسیط اشیا ہین جو کسی مرکب کے اندر قائم ہین۔ ممکن ہے کہ بقاء کی فعلیت اور فنا کی قوت موجود ہو۔ لیکن جو اشیاء کہ بالکل بسیط اور مادہ سے علیحدہ ہین اور اُسکے اندر قائم نہین ہین اُن مین ممکن نہین کہ فعلیت بقا اور قوت فنا موجود ہو۔ تو نفس چونکہ بسیط محض ہے اس مین قوت فنا نہو گی۔ لہذا بعد موجود ہونیکے از خود فنا نہو سکیگا

(ب) اسکو ہم دوسری طرح بھی کہتے ہین کہ جو شی بالکل احدی الذات ہی۔ اس مین یہ دونون باتین (یعنی بقاء کا بالفعل ہونا اور فناء کی قوت کا موجود ہونا) جمع نہین ہوسکتین۔ اسلیے کہ جو چیز بالفعل باقی ہو اور اس مین قوت فساد بھی ہو تو اس مین قوت بقا بھی ہو گی۔ کیونکہ بقاء اُسکا واجب تو ہی نہین کہ ہمیشہ فعلیت ہی رہے۔ اور جبکہ وہ ممکن ہو اور امکان قوت ہی سے پیدا ہوتا ہی تو لامحالہ اس مین قوت بقا ہو گی۔ اور فعلیت بقا اور قوت بقا دونون آپس مین مغایر ہین

(د) لہذا اس مین فعلیت بقا کا ہونا ایک امر عارضی ہو گا جس مین قوت بقا ہی اور ظاہر ہی کہ یہ قوت بقا اس ذات مین نہ پائی جائیگی جس مین فعلیت بقا ہی بلکہ اس مین پائی جائیگی جسے فعلیت بقا عارض ہی۔ لہذا اُسے لازم ہو گا کہ دو چیزون سے مرکب ہو۔ ایک وہ جسکی وجہ سے وہ بالفعل موجود ہی اور وہ صورت ہی۔ دوسرے وہ جسکو یہ فعلیت حاصل اور عارض ہی اور جسکی طبیعت مین قوت فعلیت ہی اور وہ مادہ ہی۔ پس چونکہ نفس مرکب نہین بلکہ بسیط ہی اسلیے وہ مادہ اور صورت کی طرف منقسم نہوگا۔ لہذا فاسد اور فانی بھی نہو گا"۔

دوسری دلیل نیکی اور بدی کا کوئی معاوضہ نہ ملنا عقلاً قبیح ہی

۱۲۱۔ دوسری دلیل۔ اسلامی اصول کے بموجب یہ ہی کہ انسان چونکہ عبث نہین پیدا کیا گیا ہی بلکہ اس سے تکلیفات الٰہیہ متعلق ہین۔ مثلاً خدا کی معرفت حاصل کرنا اور عبادت کرنا۔ احکام خدا پر عمل کرنا۔ اصلاح اخلاق کرنا۔ وغیرہ وغیرہ۔ تو ضرور ہی کہ اسکو اپنے خالق کی اطاعت اور معصیت پر جزا و سزا بھی دیجائے۔ ورنہ تکلیف عبث ہو گی۔ حالانکہ عقلاً قبیح ہی کہ کوئی عاقل بااختیار کسی کو کسی کام کا حکم دے اور پھر اسکی تعمیل یا عدم تعمیل پر کوئی معاوضہ نہ دے اور چونکہ باریتعالےٰ حکیم اور عادل ہی۔ اسلیے ناممکن ہی کہ اسکی تکلیفات پر کوئی معاوضہ مترتب نہو۔

اس بنا پر اجسام کے فنا ہونیکے بعد ارواح کا باقی رہنا ضروری ہی

۱۲۲۔ پس اگر ہم مان لین کہ بدنون کے فنا کرنے کے ساتھ ساتھ ہی پروردگار عالم روحون کو بھی فنا کردیگا تو اس قاعدۂ عقلائیہ کی مخالفت لازم آئیگی جسے ہم نے سابقاً بیان کیا حالانکہ پروردگار عالم کبھی کسی قاعدۂ حکیمانہ کی مخالفت نہین کرتا۔ لہذا یہ ماننا لازم ہو گا کہ ابدان کے ساتھ روحین نہین فنا ہوتین بلکہ باقی رہتی ہین اور رہینگی۔ اب خواہ کوئی شخص اُنکی سزا وجزا بطریق تناسخ جانے یا بطریق حشر و معاد جسمانی۔ لیکن چونکہ ہم نے تناسخ کا باطل ہونا ثابت کردیا ہی جیسا کہ ہمارے گذشتہ اور آئندہ بیان سے معلوم ہوا اور ہو گا تو لامحالہ

قیامت تک اُن روحون کا باقی رہنا ضروری ہی۔ بلکہ اس کے بعد بھی تاکہ وہ اپنے اعمال کا پورا بدلہ پالین۔ اور عدل خداوندی کی مخالفت لازم نہ آئے۔

خدا عادل اور حکیم ہی اسلیے بھی روح کا باقی رہنا ضروری ہی

۱۲۳۔ ہان اگر انسان کی خلقت بخت و اتفاق کے طور پر مانی جائے جیسا کہ اکثر دہریون کا خیال ہی کہ تمام کائنات عالم کے ساتھ آدمی کی نوع کو بھی از خود بطریق اتفاق پیدا شدہ مانتے ہین تو البتہ کہا جاسکتا ہی کہ ایسے حادث کو سزا و جزا کی ضرورت ہی نہین۔ کیونکہ جب وجود پروردگار عالم ہی سے انکار کردیا اور عالم کے وجود کو اتفاقی مانا تو پھر انسان آزاد ہی جو رلے چاہیے اختیار کرے لیکن خدائے واحد قیوم عادل حکیم کے وجود تسلیم کرنے اور انسان و دیگر موجودات کو اسکی مخلوق ماننے کے بعد یہ جرأت کبھی نہین ہوسکتی کہ کوئی شخص انسان کی روح کو بدن کے ساتھ معدوم ہوجانے والا تسلیم کرے۔

فصل سوم براہین اثبات حدوث مادہ

ہم نے پچھلی فصل مین جو دلائل نفس ناطقہ کے حدوث پر قائم کیے ہین۔ اُن مین سے بعض مادہ کو بھی حادث ثابت کرنے کے لیے کافی ہین۔ اس فصل مین صرف مادہ کو حادث کرنے کے لیے چند براہین درج کیے جاتے ہین۔

پہلی برہان دو چیزونکو قدیم ماننے سے دونون کا حادث ہونا لازم آتا ہی

۱۲۴۔ پہلی برہان۔ حدوث مادہ پر تو وہی ہی جو سابقاً مذکور ہوئی کہ دو قدیم کا ہونا محال ہی جب خدا تعالی کو قدیم مان لیا تو اسکے ساتھ دوسرا کوئی قدیم نہین ہوسکتا اور اگر دوسرا بھی قدیم مانا جائیگا تو دونون کا حادث ہونا لازم آئیگا۔ جو محال ہے اور خلاف مفروض

دوسری برہان مادہ متغیر ہوتا رہتا ہی اور متغیر حادث ہی

۱۲۵۔ دوسری برہان یہ ہی کہ مادہ اسکو کہتے ہین جو برابر متغیر ہوتا ہے اور بحسب قوت و ضعف مختلف صورتین قبول کرتا رہتا ہے۔ اور جو شی متغیر ہی وہ حادث ضرور ہی۔ لہذا مادہ بھی حادث ہی۔

تیسری برہان مادہ کا محتاج صورت ہونا اسکے حدوث کی دلیل ہی

۱۲۶۔ تیسری برہان۔ فن طبعیات کے حکماء نے مان لیا ہی کہ کوئی مادہ بغیر صورت جسمیہ کے موجود نہین رہ سکتا۔ اور وہ اپنی بقا مین اُسکا محتاج ہی۔ اور جو شی کسی کی محتاج ہی اُسکا وجود بغیر شی محتاج الیہ کے نہین ہوسکتا۔ اور جو شی ایسی ہو کہ جسکا وجود کسی دوسری شی پر موقوف ہو۔ وہ اپنے موقوف علیہ کے بعد ہوگی۔ اور جب بعد ہوگی تو حادث ہوگی لہذا مادہ

حادث ہی۔ اسلیے کہ اُسکا وجود صورت موقوف علیہا[۵۱] کے بعد ہی۔

چوتھی برہان مادہ کا نقص اُسکو حادث ثابت کرتا ہی

۱۲۷۔ چوتھی برہان۔ جو شی قدیم ہی اُسکا وجود عین ذات ہو اور جسکا وجود عین ذات ہی اُسکو بالذات روشن با ادراک و با احساس اور کامل ہونا چاہیے۔ کیونکہ وجود ہی نور الانوار ہی اور جب وہ اس مین پایا جاتا ہی تو کوئی وجہ نہین کہ ادراکات و شعور سے خالی ہو۔ حالانکہ مادہ تمام ادراکات و شعور سے خالی ہی۔ اور محض تاریک جو اُسکی ذات مین بڑا نقص ہی۔ لہذا قدیم نہو گا۔ اب پنڈت صاحب بتائین کہ مادہ کس طرح قدیم ہی؟

مادہ کے حدوث پر ایک شبہہ

آیۂ کن فیکون سے مادہ کی قدامت پر غلط استدلال

۱۲۸۔ قرآن مجید مین خدا تعالی فرماتا ہی:—

اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ (یٰسین $\frac{۳۶}{۸۲}$)	خدا تعالی کا امر تو یہی ہی کہ جب وہ ارادہ کرتا ہی کسی شی کا تو اُس سے کہتا ہی "کن" (یعنی ہو جا) تو وہ شی ہو جاتی ہی

اس سے معلوم ہوتا ہی کہ مادہ قدیم ہی۔ ورنہ معدوم مطلق کی طرف "کن" سے خطاب کرنا کیونکر صحیح ہو گا؟ حکم دینا ہی دلیل اسکی ہی کہ کوئی شی پہلے سے موجود ہی جس سے وہ فرماتا ہی "ہو جا"

اس شبہہ کے چند جوابات

پہلا جواب لفظ کن مادہ کے وجود پر کسی قسم کی دلالت نہین کرتا

۱۲۹۔ جواب اس شبہہ کا کئی طرح سے دیا جا سکتا ہی جن سے رگ شبہہ بالکل منقطع ہو جائے اور پھر محل تردد باقی نہ رہے۔ اوّلاً یہ کہ لفظ کُن مین کسی قسم کی دلالت مادہ کے وجود پر نہین۔ نہ تو دلالت مطابقی ہی نہ تضمنی اور نہ التزامی۔ پھر اس سے وجود مادہ پر دلیل لانا کیا معنی۔

دوسرا جواب اسی آیت سے ثابت ہی کہ خدا مادہ وغیرہ کا محتاج نہین ہی

۱۳۰۔ ثانیاً یہ کہ اس آیت مین خود اس شبہہ کا جواب موجود ہی اور وہ یہ کہ خدا تعالی فرماتا ہی کہ "جب وہ ارادہ کرتا ہی کسی چیز کا تو کہتا ہی "ہو جا" وہ شی ہو جاتی ہی" جس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالی کو کسی چیز کے پیدا کرنے مین کسی مادہ وغیرہ کی ضرورت نہین بلکہ اُسکا اتنا ارادہ ہی کافی ہی کہ وہ شی موجود ہو جائے۔ اس سے زیادہ اُسکو ضرورت نہین اسی لیے اُسنے

---

[۵۱] مادہ ہمیشہ کسی نہ کسی صورت مین پایا جاتا ہی۔ بغیر صورت کے مادہ کا وجود نہین ہو سکتا۔ یا یون کہو کہ صورت مادہ کی ذات سے جدا نہین ہو سکتی اور چونکہ صورت متغیر اور حادث ہی۔ اسلیے مادہ کی ذات بھی (جو محتاج صورت ہی) ضرور متغیر اور حادث ہونی چاہیے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مادہ قدیم نہین ہی۔ (غلام الحسنین پانی پتی)

فرمایا کہ "جب ہم کسی شی کی ایجاد کا ارادہ کرتے ہین تو اُس شی کو کہدیتے ہین "ہو جا" وہ ہو جاتی ہی"

دفع دخل مقدر جس آیت مین معدوم مطلق کی طرف خطاب نہین کیا گیا

۱۳۱ - اگر اس مقام پر کوئی یہ کہے کہ جب وہ شی معدوم مطلق ہی تو اُس سے کہا کیونکر؟ تو اُسکا جواب ہم یہ دینگے کہ معدوم مطلق وہ ہی جو کسی طرح تصور مین بھی نہ آئے اور اسکا ادراک کسی وجہ پر نہوا ہو۔ لیکن جبکہ خدا تعالی نے کسی شی کا ارادہ کیا تو یقیناً اسکا علم بھی اسکو ہو چکا اسلیے کہ ارادہ بغیر علم کے ناممکن ہی۔ اور جب کوئی شی معلوم ہو چکی۔ خواہ بعلم حصولی یا بعلم حضوری اسکی طرف توجیہ خطاب محال نہین پس یہ خطاب اس شی کی طرف ہی جسکو پیدا کرنا چاہتا ہی نہ مادہ کی طرف اور چونکہ وہ شی علم الٰہی مین موجود ہی لہذا معدوم مطلق کی طرف خطاب نہوا۔

آیۂ زیر بحث کے سیاق سے مضمون مذکور کی توضیح

۱۳۲ - علاوہ برین عبارت کا انداز بھی اس سے زائد کی رہنمائی نہین کرتا۔ کیونکہ آیت مین ہی کہ اذا ارادشیئاً ان یقول لہ کن فیکون (یسین ۳۶/۸۲) اس مین ضمیر مجرور "لہٗ" اور ضمیر مذکر غائب "یکون" کی۔ دونون لفظ "شیئاً" کی طرف راجع ہین یعنی جب کسی شی کا ارادہ کرتا ہی تو اُس شی کو حکم دیتا ہی کہ "ہو جا" بس وہ شی ہو جاتی ہی۔ اس کلام مین تمامتر خطاب اُس مخلوق سے ہی جسے پیدا کرنا چاہتا ہی نہ کسی اور شی سے علاوہ اس مخلوق کے۔ پھر اس سے مادہ کا سابق ہونا کیونکر معلوم ہو سکتا ہی۔

اس آیت کی ہم مضمون چند اور آیتین

۱۳۳ - اسی سوق و انداز کی اور بھی آیتین قرآن مجید مین موجود ہین مثلاً:—

(۱) بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ (بقرہ ۲/۱۱۱)	پروردگار عالم آسمانون کا اور زمین کا پیدا کرنیوالا ہی جب وہ کسی امر کو طی کرلیتا ہی کہ ہو جائے (یعنی اپنی حکمت کاملہ سے کسی شی کو کسی وقت خاص پر پیدا کرنیکا قصد کرلیتا ہی) تو فرما دیتا ہی "ہو جا" تو وہ شی ہو جاتی ہی

ایک اور مقام پر فرماتا ہی:—

(۲) قال کذٰلک اللہ یخلق ما یشاء اِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ (آل عمران ۳/۴۲)	خدا نے فرمایا کہ اسی طرح اللہ پیدا کرتا ہی جسے چاہتا ہی جب وہ فیصلہ کرلیتا ہی کسی چیز کا تو اُس چیز کو حکم دیتا ہی کہ "ہو جا" پس وہ ہو جاتی ہی۔

پھر ایک اور مقام پر فرماتا ہی:—

وَهُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ	وہی ایسا قادر ہی جس نے سموات و ارض کو برحق

بِالْحَقِّ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ (انعام ۶/۷۲) | پیدا کیا اور جسدن کہیگا "ہوجا" وہ ہوجائیگا۔

علی ہذا القیاس اور ایسی آیتین ہین جن سے روے خطاب اُسکی مخلوق کی طرف ثابت ہوتا ہی جنکے خلق کا ارادہ فرمایا گیا ہی۔ نہ کسی اور شی کی طرف۔

تیسرا جواب یہ کلام بطریق تمثیل ہی اور مطلب یہ ہی کہ خدا کا ارادہ ہی کسی کلام کے کرنیکے لیے کافی ہی

۱۳۴۔ ثالثًا یہ کہ کلام بطریق تمثیل ہی یعنی جس طرح کوئی کسی سے کہے "اُٹھ جاؤ"، اور وہ اُٹھ جائے۔ نہ اُس کے حکم مین کوئی دشواری ہو اور نہ اُٹھنے والے کے اُٹھنے مین اسی طرح پروردگار عالم کا فعل ہی کہ جب وہ کسی کام کو کرنا چاہتا ہی تو صرف اُسکا ارادہ ہی کافی ہوتا ہی جیسے تم مین سے کسی کا کہنا "کن" اور معًا اُس شی کا ہوجانا۔ حاصل یہ ہوا کہ اس آیت مین خدائتعالی نے اپنی انشاء وایجاد واحداث کی آسانی کو بیان فرمایا ہی کہ ہمارے لیے پیدا کرنا کسی شی کا بہت آسان ہی عام اس سے کہ وہ آسمانی ہو یا زمینی ستارے ہون یا ذرات نباتات ہون یا جمادات۔ انسان ہون یا حیوانات۔ مادیات ہون یا روحانیات۔ نہ یہ کہ حقیقۃً کسی کی طرف "کن" سے خطاب کرنا مقصود ہی۔

چوتھا جواب اظہار قدرت و اخبار ملائکہ کے لیے لفظ کن استعمال کیا گیا ہی

۱۳۵۔ رابعًا۔ قرآن مجید کی آیات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ بعد خلقت اشیا بھی محض اظہار قدرت و تمکن اور اخبار ملائکہ کے لیے لفظ "کن" ارشاد فرمایا ہی۔ مثلاً جناب آدم کے متعلق فرمایا

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (آل عمران ۳/۵۲)	عیسیٰ کی مثال خدا کے نزدیک ایسی ہی ہی جیسے آدم کہ خدا نے اُنکو مٹی سے پیدا کیا پھر کہا "ہوجا" تو وہ ہوگئے۔

بعد خلقت "کن" فرمانا بظاہر تحصیل حاصل ہی۔ پھر اس کلام کا صدور حکیم مطلق سے کیونکر ہوا اُسکا جواب یہ ہی کہ ملائکہ اور دیگر مخلوقات کے اخبار و اعلام کے واسطے یہ کلام کہا گیا ہی حقیقۃً کسی سے خطاب نہین ہی۔

پانچوان بیان لفظ کن سے قول مجازی مقصود ہی

۱۳۶۔ خامسًا۔ قول حقیقی اس مقام پر مراد نہین بلکہ قول مجازی مقصود ہی یعنی صورت حال کا ظاہر کرنا۔ باین معنی کہ جسوقت وہ کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہی۔ تو وہ شی موجود ہوجاتی ہی۔ گویا اُس سے کہدیا کہ "ہوجا" وہ ہوگئی۔ یعنی اُس شی کا ارادہ کرنا اور حسب ارادہ فورًا اُسکا موجود ہوجانا گویا زبانی کسی سے کہنے اور اُسکی اطاعت کرنے کے برابر ہی۔

قول مجازی کا استعمال کلام عرب مین

۱۳۷- اس طرح کا محاورہ عرب کے کلام مین بھی موجود ہی۔ شاعر کہتا ہی ؎

وقالت له العینان سمعا وطاعة

اس مصرع کا ترجمہ یہ ہی کہ "آنکھون نے اُس سے کہا کہ ہم نے سن لیا اور اطاعت کرنے پر تیار ہین" حالانکہ آنکھین نہین بولتین اور کوئی قول اُن سے حقیقۃً نہین صادر ہوتا مگر چونکہ آنکھون کے انداز سے سمع واطاعت ظاہر تھی اسلیے شاعر نے اس ظہور کو قول سے تعبیر کیا۔

قول مجازی کا ثبوت کلام مجید کی ایک آیت سے

۱۳۸- اسی طرح خدا تعالی نے ایک مقام پر فرمایا ہی:-

فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ۭ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ (حم سجدہ ۲۴/۱)	پھر اُس (پروردگار) نے آسمانون سے اور زمین سے کہا کہ تم موجود ہو جاؤ۔ خواہ خوشی خوشی ہو یا کراہت ہو اُن دونون نے کہا کہ ہم باطاعت موجود ہین۔

ظاہر ہی کہ آسمان و زمین قوت کلام نہین رکھتے۔ جو کہہ سکین "اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ" مگر انکی صورت حال اور انکا بجبر دارادہ موجود ہو جانا ایسا تھا جیسے کوئی کسی عاقل متکلم سے کہے کہ "میرے پاس آؤ" اور وہ کہے "لبیك لبیك"

اظہار کا ثبوت ایک اور آیت سے

۱۳۹- اسی طرح آیۂ ذیل کا حال ہی:-

يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (حشر ۲۴/۵۹)	جو مخلوقات آسمانون اور زمین مین ہی وہ سب اُسکی تسبیح کرتی ہی

بیشتر موجودات زبان نہین رکھتے کہ تسبیح لفظی کر سکین مگر اُنکا اس حیثیت اور شان مین ہونا جس سے معلوم ہو کہ اُنکا کوئی خالق ضرور ہی اور وہ حکیم و قدیر و منزہ عن العیوب ہی قائم مقام ہو اُنکے کلام لفظی کا۔ اسی کو کلام حالی اور تسبیح حالی کہتے ہین یعنی صورت حال کا کسی بات کو ظاہر کرنا

قول مجازی کا استعمال دیگر زبانون مین بھی ہو

۱۴۰- یہ محاورہ کچھ عرب ہی کی زبان تک محدود نہین۔ بلکہ ہر زبان مین موجود ہی۔ اُردو زبان مین بھی بولتے ہین "فلان کی رفتار نے بتا دیا" "فلان کی آنکھون نے کہہ دیا"[۱] وغیرہ وغیرہ۔ اور جبکہ "کن" سے لفظ "یقول" یا لفظ "کن" اور قول حقیقی نہین مراد ہی تو خطاب بھی نہ پایا گیا جس سے یہ شبہہ کیا جائے کہ کس سے ردے کلام ہو اور جب یہ بات نہین ہی تو مادہ کی

---

[۱] ایک اُردو کے شاعر کا قول ہی ؎

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے	کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

(غلام الحسنین پانی پتی)

سبقت پر اسکو دلیل ٹھہرانا محض بمعنی ہی۔

چھٹا جواب لفظ کن محض بغرض تفہیم ہے

۱۴۱۔ سادساً خدائتعالی کی قدرت اس سے اجل و ارفع ہی کہ اُسے کسی شی کے پیدا کرنے مین "کن" وغیرہ الفاظ کی ضرورت ہو وہ اقدر القادرین اور احکم الحاکمین ہی۔ اس صورت مین محض ہماری تفہیم کی غرض سے لفظ "کن" فرمایا ہی۔ کیونکہ اُسکے ارادہ کی حقیقت کو انسان نہین سمجھ سکتا۔ پس ایسے الفاظ مین اسے سمجھانا چاہیے جسے وہ سمجھ سکے۔

اس امر کی سند کلام حضرت علی مرتضیٰ سے

۱۴۲۔ اسی مطلب کو جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا ہی یقول ولا یلفظ و یرید ولا یضمر یعنی پروردگار کا کلام و قول لفظی نہین اور نہ اسکا ارادہ ضمیر ہی۔ اُسکے لیے زبان نہین جس سے بولے اور نہ اُسکے لیے دل ہی جس سے وہ سوچے۔ بلکہ محض فعل اور محض صنعت کو قول سے تعبیر کیا ہی۔

یہی بات کا ثبوت آپکے دوسرے کلام سے

۱۴۳۔ حضرت ایک اور خطبہ مین ارشاد فرماتے ہین انما کلامہ سبحانہ فعل منہ انشاہ یعنی خدائتعالی کا فرمانا یہی ہی کہ اُسنے کسی شی کو پیدا کر دیا۔ اسکا کلام عین فعل و انشا ہی۔

یہی مطلب کی دلیل قول امام رضا سے

۱۴۴۔ اسی مطلب کو جناب امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے فرمایا ہی کن منہ صنع وما یکون بہ المصنوع یعنی "کن" سے مراد اُسکی صنعت اور اُسکا فعل ہی اور "مایکون" سے مراد مصنوع ہی مقصود یہ ہی کہ اپنی صنعت کا اظہار اُسنے لفظ "کن" سے فرمایا ہی۔ اور اپنے مصنوع کا اظہار "یکون" سے

یہی تفسیر کی تائید امام محمد باقر کی روایت سے

۱۴۵۔ پھر تفسیر جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی مروی ہی کہ لا بصوت یقرع ولا بندا یسمع یعنی اس قول سے مراد یہ نہین ہی کہ کوئی آواز آئی جو کانون تک پہنچی۔ یا اُس سے کوئی ندا پیدا ہوئی جو مسموع ہو سکی۔ بلکہ محض ایجاد۔ ابداع۔ احداث اور خلق کی یہ تعبیرین ہین جو ان الفاظ مین ادا کی گئی ہین۔

اس بحث کا خلاصہ اور نتیجہ

۱۴۶۔ بہرحال جب جملہ "کن فیکون" مین اتنے پہلو موجود ہین اور مادہ کا کہین ماقبل یا مابعد یا خود اس جملہ مین ذکر بھی نہین تو اس سے یہ سمجھنا کہ خواہ مخواہ مادہ ہی کو مخاطب فرمایا ہی انداز عقل سے بعید ہی۔ اور جبکہ حضرت علیؑ مرتضیٰ حضرت امامؑ رضا اور حضرت امام محمدؑ باقر جیسے عالمان علوم قرآنی کی تفسیر موجود ہی۔ تو اسکے برخلاف ہر ایک قول مردود ہی۔

فصل چہارم ۔ موالید ثلثہ کا مختلف الانواع ہونا

حیوانات ۔ نباتات اور جمادات وغیرہ مختلف نوعین ہین

۱۴۷۔ یہ فصل اس امر کی تحقیق مین ہی کہ اس زمین پر جتنے مکونات اور موجودات ہین جنکو موالید ثلثہ بھی کہتے ہین اور جنھین دوسرے لفظون مین حیوانات ۔ نباتات اور جمادات بھی بولتے ہین ۔ ہر ایک ان مین سے مختلف الانواع چیزین ہین ۔ کوئی ان مین سے دوسری نوع کی فرد نہین ہو سکتا ۔ علی ہذا القیاس عناصر اربعہ یعنی آگ ۔ ہوا ۔ پانی اور مٹی بجاے خود علٰحدہ علٰحدہ نوعین ہین ۔

لفظ نوع کا علمی مفہوم

۱۴۸۔ نوع سے میری مراد وہی ہی جسے اہل منطق و فلسفہ نوع کہتے ہین یعنی ایسی شی جو مرکب ہو دو چیزون سے (جنس و فصل) اور اپنے ماتحت کے تمام افراد پر برابر صادق آئے جیسے انسان کہ اس مین دو چیزین ہین جن سے یہ مرکب ہی ۔ ایک حیوانیت ۔ دوسرے ناطقیت ۔ اور اپنے افراد زید ۔ عمرو ۔ بکر ۔ خالد ۔ محمود ۔ احمد وغیرہ وغیرہ پر برابر بولا جاتا ہی ۔ اگر پوچھین کہ "زید کیا ہی" تو جواب مین یہی کہا جائیگا کہ "انسان ہی" اسی طرح اگر پوچھین کہ "عمرو کیا ہی؟" تو بھی یہی جواب ہوگا کہ "انسان ہی" اور اگر کئی فردونکو ملا کر پوچھین مثلاً "خالد محمود اور احمد کیا ہین؟" تب بھی یہی کہا جائیگا کہ "انسان ہین" یہی معنی صحیح نوع کے ہین ۔

ایک نوع کے افراد دوسری نوع مین شامل نہین ہو سکتے

۱۴۹۔ اب ہم کہتے ہین کہ انسان ۔ گاے ۔ بیل ۔ ہرن ۔ شیر ۔ بکری ۔ بھیڑ ۔ لومڑی ۔ خرگوش ۔ سانپ اور بچھو وغیرہ ہر ایک بجاے خود ایسے ہی ہین ۔ گاے کی جتنی فردین ہونگی وہ سب گاے کہی جائینگی ۔ اور ہرن کی جتنی فردین ہونگی وہ سب ہرن ۔ شیر کے جتنے افراد ہونگے وہ سب شیر ہی کہے جائینگے ۔ اور بھیڑیے کے جتنے افراد ہونگے وہ سب بھیڑیے ۔ شیر کی کوئی فرد بھیڑیا نہین ہو سکتی ۔ اور بکری کی کوئی فرد ہرن نہین ہو سکتی ۔ کبوتر کی فرد مرغ کے افراد مین شمار نہین کیجا سکتی اور نہ مرغ کی فرد کبوتر کے افراد مین ۔ علی ہذا القیاس نباتات اور جمادات مین بھی مختلف نوعین ہین اور ہر نوع کی فرد اسی نوع کے ماتحت رہیگی نہ یہ کہ دوسری کسی نوع کے افراد مین داخل ہو جاے ۔ حاصل یہ ہوا کہ بالضرور ہر ایک نوع مین ان انواع سے کوئی نہ کوئی شی ایسی پائی جاتی ہی جو دوسرے مین نہین جسکی وجہ سے عقل کے نزدیک جائز نہین کہ ایک کو دوسرے مین داخل کرے

مخلوقات کی ہر نوع مین مابہ الاشتراک اور مابہ الامتیاز موجود ہی

۱۵۰۔ ہم یقیناً جانتے ہین کہ انسان۔ ہاتھی۔ گھوڑے اور اونٹ وغیرہ مین باہم ایک مشترک چیز ہی۔ اور وہ مثلاً جسم ہونا یا حیوان ہونا ہی کیونکہ یہ سب کے سب جسم بھی ہین اور حیوان بھی۔ بااینہمہ کوئی فرد انسان کی اونٹ کی فرد نہین ہو سکتی۔ اور نہ اونٹ کی کوئی فرد انسان کی فرد ہو سکتی ہی جس سے یہ بھی یقین ہوا کہ ان مین سے ہر ایک مین علیحدہ کرنیوالی بھی کوئی شی ہی۔ جیسے انسان کو انسان اور ہاتھی کو ہاتھی اور شیر کو شیر بنا رکھا ہی۔ اور جسکی وجہ سے باہم انتہا درجہ کا تفرقہ دنیا مین ہی۔ امر مشترک کو مابہ الاشتراک و امر فارق کو مابہ الامتیاز کہتے ہین۔

ہر نوع کی روح جداگانہ ہی اور ہر شی کے خواص طبعی جداگانہ ہین

۱۵۱۔ اس مقام پر اگر ہم زیادہ سے زیادہ غور و فکر سے کام لین تو اس سے آگے نہین جا سکتے کہ ان سب جانداروں کی روحین خاص خاص طور کی بنائی گئی ہین اور ہر ایک شی کا خاصہ جدا جدا ہی۔ نہ تو انسان کی روح مین شیر کی روح کے خواص پائے جاتے ہین اور نہ شیر کی روح مین انسان کی روح کے۔ اسی طرح ہر نوع کی روح جداگانہ ہی۔ اور ہر ایک شی کا خاصہ طبعی اور ہر ایک کے افعال اور ہر ایک کے قویٰ بالکل دوسرے سے نرالے ہین۔ یہی وجہ ہی کہ ہر ایک کی غذائین الگ الگ ہین ہر ایک کی رفتار علیحدہ۔ ہر ایک کی بسر برد زندگی کا طریقہ جداگانہ ہی۔ وہ حیوانات جو نباتات کھا کر زندگی بسر کرتے ہین کبھی گوشت خوار نہین ہو سکتے۔ اور گوشت کو اپنی غذا بنانے والے نبات خوار نہین بن سکتے۔ اور اگر بجبر ایسا کیا جائیگا تو اُنکی ہلاکت کا موجب ہوگا اور وہ بہت جلد تباہ ہو جائینگے علیٰ ہذا القیاس جمادات و معدنیات و نباتات وغیرہ جملہ انواع مخلوقات بھی اسی قاعدہ کے ماتحت ہین یعنی ہر ایک کے قویٰ و خواص و افعال جدا جدا ہین اور وہ ایک دوسرے کی نوع مین داخل نہین ہو سکتے۔

بیان مذکور کا نتیجہ انسان و غیر انسان کی روحون کا مختلف اجسام مین تبادلہ نہین ہو سکتا

۱۵۲۔ کیا بیان مذکور کے بعد نہایت آسانی سے ہم اس نتیجہ پر نہین پہنچ سکتے کہ جب ہر ذیحیات کی روح دوسرے ذیحیات کی روح سے بالکل جداگانہ اور مختلف ہی؟ تو ہرگز نہین ہو سکتا کہ آدمی کی روح بیل کے جسم مین رہ سکے۔ اور بیل کی روح آدمی کے جسم مین گھوڑے کی روح بندر مین چلی جائے اور بندر کی روح گھوڑے مین۔ اگر ایسا ممکن ہوگا تو مثلاً جانتے ہین

کہ ہم بندر کو گھوڑا کہین اور گھوڑے کو بندر۔ انسان کو نیولا کہین اور نیولے کو انسان۔ چیونٹی کو ہاتھی کہین اور ہاتھی کو چیونٹی۔ لیکن بداہتہً معلوم ہی کہ ہرگز ایسا نہین کہا جا سکتا۔ اور اگر کوئی شخص اس قول پر جرأت کرے تو البتہ تمام اہل عقل اسکو سفیہ اور نادان بتائینگے اور کبھی اُسکے کلام کو بگوش دل نہ سنین گے۔

اس مضمون کی تائید کلام ارسطاطالیس سے

روح انسانی اور روح حیوانی کے اختلاف پر ارسطاطالیس کا قول اور اُسکا استدلال

۱۵۳۔ یہی وہ مطلب ہی جسے دوسری لفظون مین معلم اول صدر حکماء مشائین حکیم ارسطاطالیس نے یون ادا کیا ہی۔ اور جسے حکیم عبدالکریم شہرستانی نے اپنی کتاب ملل و نحل مین اس طرح نقل کیا ہی
قال النفس الانسانیة لیست بجسم ولا قوة فی جسم وله فی اثباتها ماخذ منها الاستدلال علی وجودها بالحرکات الاختیاریة ومنها الاستدلال علیها بالتصورات العقلیة اما الاول فقال لا یشك ان الحیوان یتحرك الی جهات مختلفة حرکة اختیاریة اذ لو کانت حرکاته طبیعیة او قسریة لتحرکت الی جهة واحدة لا تختلف البتة فلما تحرکت الی جهات متضادة علم ان حرکاتها اختیاریة والانسان مع انه مختار فی حرکاته کالحیوان الا انه یتحرك لمصالح عقلیة یراها فی عاقبة کل امر فلا یصدر عنه حرکاته الا الی غرض وکمال هو معرفته فی عاقبة کل حال والحیوان لیست حرکاته بطبعه علی هذا المنهج فیجب ان یتمیز الانسان بنفس خاص کما یتمیز الحیوان عن سائر الموجودات بنفس خاص واما الثانی وهو المعلول علیه قال لا نشك انا نعقل ونتصور امرا معقولا صرفا مثل تصورنا من الانسان انه انسان کلی یعم جمیع اشخاص النوع ومحل هذا المعقول جوهر لیس بجسم ولا قوة فی جسم او صورة لجسم فانه لو کان جسما فاما ان یکون محل الصورة المعقولة طرفا منه لا ینقسم او جملته المنقسمة وبطل ان یکون طرفا منه غیر منقسم فانه لو کان کذلك لکان المحل کالنقطة التی لا تمیز لها فی الوضع عن الخط فان الطرف نهایة الخط والنهایة لا یکون لها نهایة اخری والا تسلسل القول فیه فیکون النقط متشافعة ولکل نهایة وذلك محال وان کان محل المعقول من الجسم شیئا منقسما فیجب ان ینقسم

المعقول بانقسام محله ومن المعلومات ما لا ینقسم البتّة فان ما ینقسم یجب ان
یکون شیئا کالشکل والمقدار والانسانیۃ الکلیۃ المتصورۃ فی الذھن لیس کشی
قابل للقطع ولا کمقدار قابل للفصل فتبین ان النفس لیست بجسم ولا صورۃ
ولا قوۃ فی الجسم۔"

کلام ارسطاطالیس کی توضیح وتشریح

ارسطاطالیس کی دو دلیلین

۱۵۴- اس عبارت کا ترجمہ حسب ذیل ہی مطلب کی توضیح خطوط وحدانی مین کی گئی ہی
ارسطاطالیس کہتا ہی کہ " نفس انسانیہ (روح آدمی) نہ تو جسم ہی اور نہ کوئی قوت جسمیہ ہی
اس امر کے اثبات مین اُس (ارسطاطالیس) کے پاس چند دلائل ہین منجملہ اُنکے ایک دلیل اس کی
حرکات ارادیہ سے ہی اور دوسری تصورات علمیہ سے۔

پہلی دلیل حرکات ارادی اور حیوانات کی ارادی حرکتونکی کیفیت

۱۵۵- "حرکات اختیاریہ سے وہ یہ دلیل پیش کرتا ہی کہ اس مین بالکل شبہہ نہین کہ حیوانات مختلف
جہات کی طرف حرکت کرتے ہین اور اُنکی یہ حرکتین اختیاری ہوتی ہین (مطلب یہ ہی کہ ہر جاندار
اپنے ارادہ سے جدھر چاہتا ہی حرکت کرتا ہی) اسلیے کہ اگر یہ حرکتین طبیعی ہوتین یا کسی دوسرے
کے سبب سے ہوتین تو یقیناً ایک ہی سمت مین ہوتین (جیسے فلک اور سیارات کی حرکت
چونکہ طبیعی ہی اسی وجہ سے صرف ایک طرف کو ہی مثلاً مشرق سے مغرب کی طرف۔ اور گیند
جب اوپر کی طرف پھینکا جاتا ہی تو وہ سیدھا بلندی کی جانب جاتا ہی۔ کیونکہ یہ حرکت اُسکی
اختیاری نہین ہی۔ لیکن حیوانات کے حرکات ایسے نہین۔ وہ جدھر چاہتے ہین بارادہ
اختیار خود جاتے اور آتے ہین) اور جب یہ معلوم ہو گیا کہ جانداروں کے حرکات مختلف جہات
مین ہوتے ہین تو یہ بھی یقین ہو گیا کہ وہ اختیاری ہین (مگر انسان مین اور دیگر حیوانات مین
بھی فرق ہی۔"

انسان کی ارادی حرکات دبخلاف حیوانات مصالح عقلی پر مبنی ہی

۱۵۶- علاوہ اسکے کہ انسان اپنی حرکات مین مختار ہی جسطرف چاہتا ہی بارادہ و اختیار
خود جاتا آتا ہی۔ یہ بھی اس مین ایک زیادتی ہی کہ اُسکے حرکات مصالح عقلیہ کے ساتھ
ہین۔ جنکو وہ ہر امر مین جانتا ہی۔ (اور جو حرکت بھی کرتا ہی وہ یہ سوچکر کرتا ہی کہ اُسکا نتیجہ
کیا ہوگا اور اُسے اُن حرکات کا انجام اور اُن چیزون کا انجام بھی معلوم ہوتا ہی جنکے لیے وہ

حرکت کرتا ہی) اسوجہ سے کوئی حرکت ارادی اسکی بے غرض اور بیفائدہ نہین ہوتی - بلکہ فائدہ اور
تحصیل کمال کے لیے ہوتی ہی - مگر دیگر حیوانات کے حرکات ایسے نہین اور نہ طبعًا اُن مین انجام
بینی اور فائدہ فہمی پائی جاتی ہی -

نیتجہ دلیل انسان مین کوئی خاص روح ہی جو حیوانات مین نہین پائی جاتی

۱۵۔ اسلیے لازم ہوا کہ انسان مین کوئی روح ایسی مانی جائے جو دیگر حیوانات مین نہین اور
جس سے وہ دیگر حیوانات سے متمیز ہو سکے جسطرح باقی جاندار - دیگر موجودات (نباتات و جمادات)
سے خاص خاص نفوس کے لحاظ سے متمیز ہین (چنانچہ ہم یقینًا جانتے ہین کہ نباتات مین جو قوت
ہے وہ جمادات مین نہین اور جو حیوانات مین ہی وہ نباتات مین نہین - بالضرور کوئی نہ کوئی
خاص بات حیوانات مین ہی جو درختون مین نہین ہی - اور بالضرور کوئی خاص بات درختون مین
ہی جو کنکرون پتھرون مین نہین - اور وہ سوا اسکے کوئی نہین کہ نباتات مین صرف روح
نباتی پائی جاتی ہی اور حیوانات مین علاوہ روح نباتی کے ایک بالارادہ حرکت دینے
والی روح بھی ہی -

دوسری دلیل تصورات علمیہ انسان (بخلاف حیوانات) خالص عقلی چیزون کا بھی تصور کرسکتا ہی

۱۵۔ اسکے بعد ارسطو نے (انسان اور دیگر حیوانات کے تفرقہ کے لیے) یہ بھی کہا ہی
بے شبہہ ہم خالص عقلی چیزون کا بھی تصور کرتے ہین - مثلاً ہم اس بات کو اچھی طرح سمجھتے اور
جانتے ہین کہ انسان کا مفہوم کلی ہی جو تمام افراد و اشخاص انسانیہ مین پایا جاتا ہی (وہ اس بات
پر) قادر ہی کہ دو چیزون کے فائدونکو سمجھ کر اُن مین باہم ترکیب دیسکے - وہ سوچتا اور سمجھتا ہی
کہ ہم اسطرح فلان کام کرینگے تو اس سے یہ فائدہ مترتب ہوگا - وہ کلیات کو جزئیات پر
ترتیب دیسکتا ہی - وہ جزئیات کو کلیات پر مترتب کرسکتا ہی - اسی وجہ سے آدمی ہزارون
طرح کی صنعتین ایجاد کرتا ہی - سینکڑون قسم کی کلین بناتا ہی - ہر شی کی کمی اور زیادتی - کمال اور
نقص کو بخوبی سمجھتا اور اس سے نیتجہ اخذ کرتا ہی - وہ مجہول چیزونکو معلوم چیزون سے دریافت
کرنے کی کوشش کرتا ہی - چنانچہ اس مین کامیاب بھی ہوتا ہی جسکا تھوڑا سا نمونہ سائنس کی
ترقی ہی - مثلاً تار برقی کی ایجاد - انجنون اور کلون کا اختراع اور ایک ہی چیز کو مختلف
شکلون اور صورتون سے نمایان کرتا ہے - بخلاف حیوانات کے کہ وہ ان مین سے کسی ایک بات
پر بھی قادر نہین - نہ اسوجہ سے کہ اُنکے اجسام کمزور ہین بلکہ اسوجہ سے کہ ان مین ویسی روح

نہین جیسی انسان مین پائی جاتی ہی"

ادراک معقولات کا محل جسم نہین ہی

۱۵۹- حکیم ارسطو کہتا ہی کہ "انسان جو اس بات کو سمجھتا ہی کہ فلان شی کلی ہی اور فلان
جزئی- تو اس معقول اور سمجھی ہوئی چیز کا محل ایک ایسا جوہر ہی جو خود جسم نہین- نہ قوت جسمیہ
اور نہ صورت جسمیہ (ادراک کلیات وجزئیات کا مقام جسم یا جسمانی قوت یا جسمانی صورت

جسم کا کوئی غیر منقسم حصہ محل ادراک نہین ہو سکتا

۱۶۰- اگر جسم اس علم وتصور کا محل ہوگا تو دو حالتون سے خالی نہین- یا اُسکا محل جسم
کا کوئی غیر منقسم حصہ ہوگا- یا منقسم حصہ- جسم کا غیر منقسم حصہ تو اس علم کا محل ہو نہین سکتا
اسلیے کہ اگر ایسا ہوگا تو وہ محل مثل نقطۂ غیر منقسمہ کے ہو جائیگا- جیسے خط سے اشارۂ حسیہ
تمائز نہین حاصل (وہی ایک اشارۂ حسیہ جو خط کی طرف ہوتا ہی نقطہ کی طرف بھی ہو جاتا ہی
اسوجہ سے خط اور نقطہ مین تمائز حسی اشارۂ حسیہ کے ذریعہ سے نہین ہو سکتا) اسلیے کہ نقطہ
خط کے انتہائی حصہ کا نام ہی- اور انتہا کے لیے کوئی دوسری انتہا نہین ہوتی ورنہ
تسلسل لازم آئے- جو محال ہی (حالانکہ ہم اپنے علوم واحساسات ذہنیہ مین باہم تمائز کرتے
ہین اسیوجہ سے ہمارا کوئی علم واحساس دوسرے علم واحساس سے مشتبہ نہین ہوتا)

جسم کا کوئی منقسم حصہ بھی محل ادراک نہین ہو سکتا

۱۶۱- اگر علوم ومعلومات کا محل جسم کا کوئی منقسم حصہ ہو تو لازم آئیگا کہ محل کے تقسیم سے
علم کی بھی تقسیم ہو جائے- حالانکہ بعض معلومات ایسے ہین جنکی تقسیم ناممکن ہی (مثلاً خدا
تعالی اور اُسکا علم یا ملائکہ اور اُنکا علم) اور جو چیز تقسیم ہو سکتی ہی اُسے لازم ہی کہ یا تو صاحب
شکل کے ہو یا مقدار (طول وعرض وعمق) رکھتی ہو- لیکن انسانیت کلیۂ ذہنیہ نہ
شکل ہی جو قابل قطع ہو- اور نہ مقدار جو قابل فصل ہو (پھر کیونکر اسکی تقسیم ہو سکیگی
محل منقسم مین اُسکے ہونے سے حال کی بھی تقسیم لازم آتی ہی) لہذا معلوم ہوا کہ نفس انسانی
نہ جسم ہی نہ صورت اور نہ قوت جسمیہ-

خلاصۂ کلام ارسطاطالیس

موالید ثلثہ جدا جدا انواع ہین

۱۶۲- اس کلام کا لب لباب اور خلاصہ یہ ہی کہ نباتات اور جمادات اور حیوانات
ہر ایک انواع علحدہ ہین- ہر ایک مین ایک ایسی بات پائی جاتی ہی جو دوسرے مین نہین

جمادات مین صرف قوت اتصال ہی

۱۶۳- جمادات مین صرف اتنی قوت ہی کہ اُنکے اجزاے جسمیہ باہم ملے رہسکین

زیادہ نہ اُن مین کوئی حس ہی نہ طبعی حرکت۔ کوئی تپھر حرارت یا برودت کا احساس خود نہین کرسکتا۔ اور نہ قطع وکسر کا۔ ورنہ مثل دیگر حیوانات کے اُسنے وہ حالات محسوس ہوتے جو حیوانات سے محسوس ہوتے ہین۔ مثلاً حیوان کو اگر اُنکی برداشت سے زیادہ سردی یا گرمی پہنچے تو ان مین خاص بیچینی محسوس ہوتی ہی۔ اور وہ اس سے بچنے کی کوشش کرتے ہین۔ مگر جمادات مین ایسا محسوس و مشاہد نہین۔

قوت اتصال کے علاوہ نباتات مین جذب غذا کی قوت بھی ہی

۱۶۴۔ نباتات مین وہ بھی صفت ہی جو جمادات مین پائی جاتی ہی۔ یعنی اجزا کے جسم کا باہم مرتبط اور متصل رہنا۔ علاوہ اسکے جذب غذا۔ اور بڑھنا۔ پھلنا۔ پھولنا اور یہ صفات بھی موجود ہین مگر حرکات ارادیہ سے بالکل خالی ہین۔ اور امور جزئیہ تک کا احساس نہین کرسکتے۔

حیوانات مین جمادی و نباتی قوی کے علاوہ قوت ارادی بھی ہی

۱۶۵۔ حیوانات مین جمادات اور نباتات والی صفتین بھی ہین۔ مثلاً اتصال اجزا اور قوت نمو و تغذیہ۔ انکے علاوہ حرکات ارادیہ کی قوت بھی ہی جس طرف چاہتے ہین باختیار خود جاتے اور آتے ہین۔ اور بالقصد اپنی بقاے نوع و شخص کی تدبیر کرتے ہین۔ مگر وہ فہم و ادراک اور وہ علم و تعقل اُن مین نہین جن سے امور کلیہ کو سمجھ سکین اور ترتیب قضایا کر کے نتیجہ پیدا کرسکین جیسا کہ بداہۃً معلوم ہی۔

انسان مین اُن سب قوتون کے علاوہ اخذ نتائج اور ادراک معقولات کی قوت بھی ہے

۱۶۶۔ انسان مین جمادات و نباتات و حیوانات والی صفتین ہین۔ یعنی اتصال اجزا بھی قوت نامیہ اور غاذیہ بھی اور حس و حرکات ارادیہ بھی۔ انکے علاوہ ایک صفت اور بھی ہی جو اوپر والی چیزون مین نہین اور وہ علم۔ فہم۔ تفکر۔ ادراک تعقل۔ ترتیب معقولات اور اخذ نتائج اور عاقبت بینی ہی۔

نتیجہ بیان انواع مختلفہ کی روحین باہم تبادلۂ اجسام نہین کرسکتین

۱۶۷۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ ہر ایک ان مین سے دوسرے کا مخالف اور اس سے علحدہ صنف یا نوع ہی۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہی کہ انسان کی روح جو بیل یا گاے اور بھینس جو بندر وغیرہ کی روح کے مضاد اور مخالف ہی باہم تبادلۂ اجسام کرسکے؟ اگر ایسا ہوگا تو وہی اعتراض لازم آئیگا کہ ایک کا صدق دوسرے پر ہوسکے۔ آدمی کو بیل کہا جائے اور بیل کو آدمی وغیرہ حالانکہ عقلاً یہ سفاہت محضہ ہی۔

کلام مذکور کی مزید تائید علامۂ طہرانی کے کلام سے

علامہ طہرانی کے کلام سے ایک اقتباس مشتمل بر تکمیل

۱٦٨- علامۂ شیخ محمد رضا طہرانی اپنے رسالۂ "ابطال التناسخ" مین اسی کلام کو اور
زیادہ مستحکم کرتے ہین- علامۂ ممدوح نے اس بیان کی تکمیل تین بحثون مین کی ہی جنکو ہم
بلفظ نقل کرتے ہین-

تکمیل اول- بدانکہ این شعوراتیکہ در انواع حیوانات مشاہدہ میشود اگر از باب در
کلیات و استحصال مجہولات از معلومات باشد پس باید آنہا از انسان اشرف باشند و
باطل ست باجماع و اتفاق جمیع عقلاے عالم- بیان ملازمت این ست کہ با لوجدان
تازہ از حیوان متولد میشوند بعد از تازہ کردن نفس فوراً بہ پستان مادر چسپیدہ مادر خود
و بعقبش گشت میکنند- و ظاہر از حیوانات پلید تر از گوسفند معلوم نشدہ و از جملہ بلادات گو
کہ در بعضی از آوان بودن حقیر در بندر عباس واقعشدہ آنکہ قریب بہ بندر مکانی ست کہ
بہ میناد میباشد- گوسفند شخصی اشبانش بردہ بود بچرانیدن بکوہ و ساعتے شبانش
رفتہ و گوسفندان بچرہ بدین مشغول بودند اتفاقاً یک گوسفندی رسید بر بلندی قطعہ از کوہ
نظرش افتاد بپائین آن بلندی کہ شاید قریب بہ بست یا سی ذراع گودی آن مکان بود
خوشی دیدہ و ملتفت بارتفاع آن مکان نگشتہ خود را از ان بالا بہوای چراگاہ انداخت
دران مکان عمیق اعضایش درہم شکست گوسفند دیگر از عقب رسید نہ ادراک عم
آن مکان نمود و نہ شکستگی اعضای گوسفند اول باوجود دیدن او ملتفت شد و نہ
موت گوسفند اول مشعور باو گردید او ہم مانند گوسفند اول خود را از بالا بزیر انداخت و مانند
اعضای دومی ہم درہم شکست و ہمچنین تا آخر گوسفندان ہر کدام کہ از عقب رسیدہ خود را
سابق ملحق کردند شاید در مدت یکساعت تقریباً قریب بہ یکصد گوسفند یا زیادہ ہلاک شد
مقصود از تطویل کلام تثبیت مرام ست الحاصل با اینہمہ بلادت معلومہ اگر مثلاً
یک وزدہ گوسفند بچہ بزایند و در یک ساعت ہمگی یکجا جمع شوند- ہر بچہ بمادرش میرسد و از پستان
شیر میخورد و گاہی یکی بر دیگری مشتبہ نمی شود و در بعض بلاد مشاہدہ شدہ کہ بچہ
ہنگام میزایند و مادر ہا را دو سہ ساعت بچرہ بدن می برند و پس از دو ساعت باز میگردانند

برگشتن مادرها بچه های خود را و بچه ها مادرهای خود را بدون اشتباه شناخته با یکدیگر مستانس میگردند الا طفل انسان تا مدتها باید پستان بدهانش گزارند و بدو ماه و سه ماه تخمیناً و زیاده وکم مادرهای خود را نمیشناسند پس باید که امزجۂ حیوانیه از امزجۂ انسانیه اشرف باشند۔ و حالانکه مدعی تناسخ و جمیع عقلای عالم متفق اند بر اشرفیت انسان از جمیع مافی الکون یا از جمیع مافی النشأة السفلیة الناسوتیه پس این اتفاق جمیع اہل عقل که درمیان ایشان در ہر ملت بزرگانی هستند که اہل آن ملت سخن آنہارا حقیقةً لوح محفوظ میدانند و بهیچوجه احتمال خطا دربارۂ او راه نمی دہند و شک در سخن ایشان را کفر میدانند و چنین اتفاق عظیم که عظیم تر از ین اتفاقی دیگر متصور نیست واقعست بر اشرفیت انسان و مانند این اتفاق و اجتماع البته ہرگز خطا نخواهد بود پس اگر مانند این اجماع که احدی از انبیاء و اولیاء و عرفاء و علماء و عقلاے عالم ازو مستثنی نیست طرح شود دیگر ہیچیک از ادلۂ عقلیه و نقلیۂ شرعیۂ عادیه را اعتبار نماند و اگر شعوراتیکه مشهود حیوانات ست از اعتبار ساقط شود دیگر ہیچیک از وجدانیات و مشاهدات لائق التفات نباشد پس طرح ہر یک ممتنع و طریق تخلص از برای جمع ہر دو نباشد مگر بتاویل شعور حیوانات بشعورات فطریۂ طبعیۂ جزئیۂ شخصیه در موارد مخصوصه حسب ما یقتضیه المورد۔

و شاہد بر صحت این تاویل آنکه اگر این شعورات کسبیه و مستفاده می بودند پس باید در ابتدائے تولدشان مانند اطفال انسان از جمیع اشعار شعوریه خالی میبودند و کم کم انکشاف بدیہیات اولیه بروی ایشان میشد و بعد بدیہیات ثانویه تا آنکه خورده خورده بمرحلۂ استحصال مجہولات نظریه از معلومات مخصوصه بطریق فکر و نظر میرسیدند نه آنکه از اول با شعورات متولد شده باشند و این شعورات ما فوق قوت نامیه که در آنہا اکمل ست بالفطرة باشند“

تکمیل ثانی۔ و بدانکه معنی جنسی شعور شهوی و معنی جنسی شعور حفظی ما به الاشتراک ست میان جمیع انواع حیوانات اما معنی نوعی شهوی پس ہر کدام نوع بنوعی از شهوات ماکول و غیره مخصوص اند بالفطرة که آن نوع شهوت در نوع دیگر از حیوان موجود نیست مثل شهوت گوسفند بعلفهای مخصوصه و شهوت گرگ بگوشت گوسفند نه این شهوت گرگ در گوسفند است و نه عکس ست پس ہر کدام نوع مشتهای مخصوصۂ ایشان مشعور به مخصوص ایشان خواهد بود

ومشتهای غیر نوع مشعور بایشان نباشد۔ وہمچنین ست معنی نوعی شعور حفظی چونکه هر نوع از حیوانات را موذیات ومضرات مخصوصه میباشد۔ پس تحفظ خاص در مورد خاص از موذی خاص بالطبع اوراعنایت شده مانند تحرز گوسفند از گرگ که مانند این تحفظ از برای گنجشک نسبت بگرگ محل حاجت نیست لهذا در طبعش مقرر نگشت ومانند صعوه وشاهین وتحرز خاصش چون از برای مرغ خانگی نیست لهذا در طبعش مقرر نگشت پس معلوم شد که این شعورات جزئیه از برای هر حیوان در موارد خاصه طبعیات وفطریات ایشان ست نه از باب ادراک معانی کلیه وانطباق کلیات برجزئیات که شان نفس ناطقه ہست ومخصوص بانسان ست۔

تکمیل ثالث۔ چونکه معلوم شد که هر نوعی از حیوان بجهت حفظ آن نوع بشعور خاص مخصوص اند بالطبعیه نه بادراک کلیات وانطباق برجزئیات پس از برای ازدیاد توضیح وتثبیت این مدعا دلیل دیگر آنکه اگر این حیوانات حاوی قوت مدرکه برکلیات وانطباق بر جزئیات میبودند پس بایستی که هر نوع از آنها از ان شعورات مخصوصهٔ خود که طبعی وفطری آنهاست تعدی بتوانند نمود وآنچه بخواهند از اقسام مجهولات نظریه خود که بالفطرة از برای ایشان حاصل نیست بتوانند از معلومات مخصوصه تحصیل نمایند تا آنکه شعوراتیکه مخصوصه بنوع دیگر از حیوانات ست از برای هر یک حاصل آید پس از ان حال بمدرکات انسانیه متصاعد شوند و استفادهٔ اکتساب این نوع را نمایند وحال آنکه بالبداهة فاقد این استعداد اند پس معلوم شد که ادراکات آنها از قبیل ادراکات جزئیهٔ آلیهٔ جسمانیه ہست واین مظروفات بقدر ظرفیت خود از این شعورات جزئیه ممتلی میباشند وزیاده برین ادراکات مخصوصهٔ جزئیه را لیاقت واستعداد ندارند ونظر واکتساب ایشانرا ممکن نیست بجهت صغر ظرفیت ایشان وامتلای آن ظروف از ادراکات شخصیهٔ خاصه وجای زیادتی از برای آنها نیست واین ست مثل شعورات جزئیهٔ فطریهٔ نفوس حیوانیه واما مثل نفس ناطقهٔ انسانیه پس مانند بحر محیط خالی از آب میباشد که از اطراف وکنار رودخانها وشطوط وانهار با متداد دهور واعصار بجانب آن بحر اعظم ساری وجاری گردند البته هیچ عاقل تجویز این نه نماید که در زمانی از ازمنه بحر محیط بجهت تنگی ظرفیت خود و کثرت سیلان میاه عاجز گردد۔ چنانچه علمای متبحرین حکمای متکلمین که در فنون وعلوم حکمت مسلم اہل عالم اند

اگر فرض شود کہ آنہا ابد الآباد عمر دادہ شدند و ہر روزی بعلومی جدیدہ از مبدء فیاض مستفیض یشدند کہ در روز سابق حاوی آن نبودند البتہ از تنگی ظرفیت شاکی نبودند بلکہ بالمشاہدہ والعیان معلوم ست کہ ہر قدر اقتباس و اکتساب علوم بیشتر گردد نفس ناطقہ اوسع آید و بسا مسائلی کہ در ابتدای تعلم ذہن تنگی از قبول آنہا مینماید چون فی الجملہ کمال و ترقی نمود ہزار ہا مانند آن مسائل را باندک اشارہ و باندک تامل دراک نمودہ در زاویۂ حافظہ محفوظ میدارد پس نفس ناطقہ مانند بحر محیط خالی ست و ادراکات انہار کہ از ہر طرف بسویش جاری اند[1]"

کلام علامۂ ممدوح کی توضیح و تشریح

شعور حیوانی اور ادراک انسانی دو مختلف چیزین ہین

۱۶۹- کلام مذکور کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہی۔ مطالب کی توضیح و تشریح حسب ضرورت خطوط وحدانی ہین کی گئی ہی۔

ترجمہ تکمیل اول "جاننا چاہیے کہ سمجھ اور شعور جو تمام حیوانات مین محسوس و مشاہد ہین۔ اگر انھین کا نام امور کلیہ کو سمجھنا اور نا معلوم چیزون کو بدلیل و برہان معلوم چیزون سے ادراک کرنا ہو تو لازم آتا ہی کہ یہ حیوانات انسانون سے اشرف و اعلی ہو جائین (کیونکہ انسان تو ایک مدت بعد جب سن رشد کو پہنچ لیتا ہی۔ اور تکمیل قوت نظریہ کر لیتا ہی تب امور کلیہ کو سمجھتا اور تحصیل مجہول من المعلوم کرتا ہی اور حیوانات بچپنے ہی سے ویسے ہوتے ہین جیسے وہ جوانی یا بڑھاپے مین ہوتے ہین) حالانکہ حیوانات کا آدمیون سے اشرف ہونا تمام دنیا کے عقلا کے نزدیک باطل ہی۔ ہر انسان عاقل حیوانات سے انسان کو اشرف بتاتا ہی اسی بنا پر انسان اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے"

اگر دونو کو ایک مانا جائے تو حیوانات کو انسان سے افضل ماننا پڑیگا

۱۷۰- "وجہ لزوم اشرفیت حیوانات یون سمجھنی چاہیے کہ جو بچے حیوانات سے پیدا ہوتے
۱۷۰- وجہ لزوم اشرفیت حیوانات یون سمجھنی چاہیے کہ جو بچے حیوانات سے پیدا ہوتے
ہین ذرا دم لیتے ہی اپنی ماؤن کے تھنون سے چمٹ جاتے اور دودھ پینے لگتے ہین اور جس طرف وہ جاتی ہین (ہم) انکے پیچھے ہو لیتے ہین (اُنکا وجدان بتا دیتا ہی کہ یہی چیز وہ ہی جس سے

[1] دیکھو رسالہ "ابطال التناسخ" از علامۂ شیخ محمد رضا طہرانی نجفی مطبوعۂ بمبئی سنہ ۱۳۱۱ھ صفحات ۶۸-۷۲ یہ رسالہ ریاست جمون کے ایک دیوان صاحب کے جواب مین لکھا گیا تھا مگر اسکا بھی آجتک جواب الجواب نہین ہوا۔ (غلام الحسنین پانی پتی)

دودھ نکلتا ہی اور وہ ہماری زندگی کا ذریعہ ہی۔ ہماری بھوک کو دفع کرنے والا اور ہمین قوی بنانیوالا ہی پھر اگر اس مان کے علاوہ کسی اور مادہ حیوان کو قریب کیجیے تو ہرگز اُس سے مانوس نہوگا بلکہ اپنی ماں ہی کی جستجو کریگا) اور بظاہر حال تمام حیوانات مین احمق اور بیوقوف بھیڑ ہی جسکی حماقت و بلادت مین سے ایک یہ بھی بات ہی کہ جس زمانہ مین یہ حقیر بندر عباس مین مقیم تھا وہین سے قریب ایک مقام ہی جسے میناد کہتے ہین اُسی جگہ پہاڑ پر کسی کی بھیڑ کو چرواہا چرانے کیلیے لیگیا تھا۔ اتفاقاً تھوڑی دیر کے لیے سو گیا اور بھیڑین پہاڑ پر چر رہی تھین۔ اِن مین سے ایک بھیڑ پہاڑ کے اوپر چڑھ گئی جہان سے ہمکو نشیب کی جانب جسکا فاصلہ بیس یا تیس ہاتھ ہوگا ایک ہرا بھرا سبزہ زار دکھائی دیا۔ اُسے جو بھلا معلوم ہوا تو بغیر اس بات کے غور کرنے کے (کہ اگر اس بلندی سے نیچے کو دیگی تو مر جائیگی) اپنے تئین بلندی سے اُس سبزہ زار مین گرا دیا جسکی وجہ سے اُسکی ہڈیان پسلیان چور ہو گئین۔ اُسکے پیچھے پیچھے دوسری بھیڑ پہنچی۔ اُسنے بھی نہ تو بلندی کا خیال کیا اور نہ پہلی بھیڑ کی ہڈی پسلی ٹوٹنے کو دیکھا اور نہ اُسکی چیخ اور کراہ کو محسوس کر سکی خود بھی اُسی عمیق مقام مین کود پڑی جس سے وہ بھی چور چور ہو گئی اور تمام اعضا اُسکے ٹوٹ گئے۔ پھر کیا تھا بھیڑون نے یکے بعد دیگرے اُسی عمیق مقام مین گرنا شروع کیا اور تقریباً ایک ساعت مین قریب یکسو بھیڑون کے (یا کچھ اس سے زیادہ) گر کر ہلاک ہو گئین۔ خلاصہ یہ کہ اُنکی بلادت اور حماقت تو اس درجہ کی۔ مگر باینہمہ اگر ایک دن مین دس بھیڑین بچے دین اور ایک وقت بھی سب ایک جگہ جمع ہون تب بھی ہر بچہ اپنی ہی مان کے پاس جائیگا اور اُسی کے پستان کا دودھ پیے گا۔ ہرگز کسی دوسری بھیڑ کی طرف (باوجودیکہ وہ بھی اُسی شکل و شباہت اور قد و قامت کی ہوگی) توجہ نکریگا بعض مقامات مین یہ بھی دیکھا ہی کہ چھوٹے بچونکو گھر مین روک رکھتے ہین اور اُنکی ماؤنکو دو تین گھنٹے چرنے کے لیے جنگل مین بھیجدیتے ہین لیکن جب تھوڑی دیر بعد مائین جنگل سے واپس آتی ہین تو وہ ننھے بچے اپنی ہی اپنی ماؤن سے اور مائین اپنے ہی اپنے بچون سے مانوس ہوتی ہین اور کبھی اِن مین سے کسی کو اپنے بچے یا مان کی شناخت مین اشتباہ نہین ہوتا۔ اسکے مقابلہ مین انسان کے بچے کو دیکھیے کہ مدتون اس بات کی ضرورت پڑتی ہی کہ مان اپنے ہاتھ سے اُسکا

منھ پستان سے لگائے۔ تب وہ دودھ پیے۔ علاوہ برین دو تین مہینے تک اپنی ماؤن کی پوری شناخت نہین رکھتے (کہین ایک مدت بعد تو مان کو پھر باپ کو پہچاننے لگتے ہین) تو چاہیے کہ حیوانات کے مزاج انسانی مزاجون سے اشرف و اعلی ہون (اور بھیڑیا یا گدھا مثلاً آدمیون سے افضل و اشرف ہو جائے کیونکہ اسکے بچون کی معرفت انسانی بچون کی معرفت سے کہین زیادہ ہی)

انسان کا اشرف المخلوقات ہونا متفق علیہ ہے

۱۷۱۔ حالانکہ مدعیان تناسخ بلکہ تمام عقلاے عالم کا اسپر اتفاق ہی کہ انسان تمام مخلوقات عالم یا مخلوقات سفلی سے اشرف و اعلی ہی۔ اور یہ بھی معلوم ہی کہ اتنا بڑا اتفاق جس مین ہر قوم اور ہر ملت و مذہب کے عقلا شریک ہون۔ نیز ایسے لوگ بھی جنکے کلام کو اس مذہب والے لوح محفوظ سمجھتے ہین۔ ہرگز غلط نہوگا۔ پھر اگر ایسے اتفاق آراء کو جس مین انبیاء۔ اولیاء۔ عرفا۔ علماء۔ اور عقلاء سب کے سب شریک ہین نہ مانا جائیگا تو دنیا مین کونسی دلیل عقلی یا نقلی۔ شرعی یا عادی پر اعتبار ہوگا اور اگر حیوانات کے ان شعورات کا اعتبار نہ کیا جائے تو دنیا مین کوئی امر وجدانی یا حسی قابل التفات نہ رہیگا۔ بہرحال ان دونونکو نہ ماننا ممکن نہین (یعنی اس امر کا تسلیم کرنا ضروری ہی کہ انسان اشرف المخلوقات ہی اسلیے کہ تمام دنیا کے عقلاء کا اسپر اتفاق ہی اور یہ بھی ماننا لازم ہی کہ حیوانات کے بچون مین شعورات اور احساسات انسانی بچون سے بہت زیادہ ہین)

حیوانی شعورات طبعی اور جزئی ہین اور انسانی ادراکات اکتسابی اور کلی

۱۷۲۔ پس لامحالہ ان دونون باتون کو صحیح قائم رکھنے کا یہی طریقہ ہو سکتا ہی کہ حیوانات کے شعور و ادراکات کو طبیعی اور فطری مانین جو محض جزئیات کے ادراک و شعور تک بعض بعض مواقع خاصہ مین محدود ہین۔ (اور انسان کے ادراکات کو ادراکات اکتسابیہ کلیہ مانین جو کسی موقع کے ساتھ مخصوص نہین بلکہ ہر جگہ اور ہر شی مین جاری ہو سکتے ہین تاکہ انسان کی اشرفیت کا کلیہ باقی رہے)

اس دعوے کا شاہد ہمارا مشاہدہ ہے

۱۷۳۔ اس تاویل کے صحیح ہونے کا شاہد یہ امر ہی کہ اگر عام حیوانات کے شعورات و ادراکات مثل انسان کے اکتسابی ہوتے تو چاہیے تھا کہ ابتداے پیدائش مین یہ بھی مثل انسانی بچون کے لاشعور ہوتے اور آہستہ آہستہ بدیہیات کا انکشاف ان پر ہونا رہتا یہانتک کہ رفتہ رفتہ

اس حد تک پہنچتے کہ امور نظریہ غیر معلومہ کو امور معلومۂ بدیہیہ سے دریافت کرسکتے۔ نہ یہ کہ شروع پیدائش ہی سے باشعور وادراک ہو جاتے۔

حفظ نوعی اور حفظ شخصی کی خواہشین حیوانات مین مشترک ہین

۱۷۴- ترجمۂ تکمیل دوم- خواہش حفظ نوع اور خواہش حفظ شخص تو ہر حیوان مین مشترک ہی (یعنی قدرۃً ہر حیوان مین یہ خواہش موجود ہی کہ جسم کے اندر بدل ما یتحلل پہنچا کر اپنے تئین زندہ رکھے اور اپنے مثل دیگر افراد کسی نہ کسی طریقہ سے پیدا کرے۔

ہر نوع حیوان کی خوراک مختلف ہی اور ہر ایک کو اپنی ہی خوراک کا شعور ہی

۱۷۵- لیکن خوراک وغیرہ کے متعلق ہر ہر نوع حیوان کی خواہش فطرۃً مخصوص و جداہی جو دوسری نوع مین نہین پائی جاتی- مثلاً بھیڑ کو مخصوص مخصوص چارہ کے کھانے کی خواہش ہی اور بھیڑیے کو اس سے مخالف کسی اور شی کی خواہش ہی- نہ تو بھیڑیے کی خواہش طعام بھیڑ مین ہی اور نہ بھیڑ کی خواہش خوراک بھیڑیے مین (بھیڑیا کبھی گھانس کھانے کی خواہش نہ کریگا اور بھیڑ کبھی گوشت کی طرف رغبت نہ کریگی) لہذا معلوم ہوا کہ خوراک کی چیزین ہر ایک کی علٰحدہ علٰحدہ اُنکے مشعور بہ ہین اور دوسرے کی خوراک کی چیزون کا انکو احساس و شعور بھی نہین ہی

ہر نوع کا طریق حفاظت مختلف ہی

۱۷۶- اسی طرح حفظ نوع کا شعور بھی ہر ایک کا علٰحدہ علٰحدہ- چونکہ ہر نوع حیوان کو ایذا اور نقصان پہنچانیوالی چیزین مختلف ہین اسلیے اسکو خاص موقع پر خاص موذی سے خاص طور پر بچاؤ کا طریقہ بالطبع عطا کیا گیا- جسطرح بھیڑ اپنا بچاؤ اور حفاظت بھیڑیے یا کسی اور موذی جانور سے کرتی ہی- وہی خاص طریقہ بھیڑیے کا اپنے بچاؤ کے لیے نہین اور جو طریقہ کنجشک کا اپنی حفظ شخص یا نوع کے لیے مخصوص ہی وہی طریقہ بعینہ شاہین وباز کا نہین- نیز جو طریقہ کنجشک کو باز سے حفاظت کرنیکا ہی وہ بھیڑ کو بمقابلہ بھیڑیے کے نہین ہی کیونکہ اسکو اسکی حاجت نہین- علی ہذا القیاس بھیڑ کے پاس جو ذریعہ حفاظت بھیڑیے سے ہی وہ کنجشک کے پاس بھیڑیے سے حفاظت کا نہین- کیونکہ اسکی اسے حاجت ہی نہین

نتیجہ حیوانی شعورات جزئی ہین اور انسانی ادراکات کلی

۱۷۷- لہذا معلوم ہوا کہ یہ شعوراتِ جزئیہ جو ہر حیوان کو خاص خاص مقامات مین دیے گئے ہین وہ اُنکے طبعی و فطری ہین- نہ ویسے جیسے کہ انسان کے لیے حاصل ہین (کہ بعد حسن ترتیب کلیات کے بعد احکام جزئیہ بطریق نتیجہ حاصل کیا کرتا ہی کیونکہ یہ خاصہ نفس ناطقہ کا ہی اور اُنکے ساتھ مخصوص ہی دیگر حیوانات کے لیے حاصل ہی نہین)

روح حیوانی مین ترقی کی گنجائش نہین

۱۷۸- ترجمہ تکمیل سوم - جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ حیوانات مین سے ہر نوع حیوان کو اپنے حفظ نوع یا حفظ شخص کا شعور مخصوص مخصوص طریقہ پر ہی اور یہ شعور محض فطری و طبعی ہی - بطریقہ "انطباق کلیات علی الجزئیات" تو ہم زیادتی توضیح کے لیے ایک اور بات بیان کرتے ہین وہ یہ کہ اگر ان تمام حیوانات کو اسی طرح قوت ادراک کلیات و "تطبیق کلی علی الجزئی" اور قوت اخذ نتیجہ کی ہوتی تو یہ بھی ممکن ہو سکتا کہ ہر حیوان اپنے خاص طریقہ حفظ نوع اور طریقہ حفظ شخص سے تجاوز کر کے کوئی اور طریقہ بھی اپنے لیے تجویز کر سکتا (مثلاً بھیڑ - شیر کے طریقہ کو کسی طرح برتنے لگتی اور شیر بھیڑ کے طریقہ کو - بھیڑ یا بکری کے طریقہ حفظ نوع و شخص کو اپنی سمجھ اور ادراک سے حاصل کر لیتا - اور بکری بھیڑیے کے طریقہ کو یہانتک کہ آہستہ آہستہ ترقی کرتے ہوے انسانی مدرکات و معلومات کو بھی حاصل کرنے لگتے - حالانکہ بداہۃً معلوم ہی کہ ایسا نہ ہوا ہی اور نہ ہو سکتا ہی - پس معلوم ہوا کہ ان حیوانات کے ادراک و شعورات جزئی جسمانی ہین - ان مین بقدر انکی ظرفیت کے شعورات و ادراکات قدرۃً بھرے ہوے ہین جو بر وقت ضرورت صرف ہوتے ہین - اس سے زیادہ کی ان مین استعداد و قابلیت نہین (اور نہ انکو بدلکر کوئی دوسرا طریقہ اختیار کر سکتے ہین) اور نہ نظر و اکتساب کا طریقہ جو انسان کے لیے ممکن ہی انکے لیے حاصل ہو سکتا ہی - کیونکہ انکے ظروف چھوٹے ہین اور اپنے فطری ادراکات و شعورات سے ایسے بھرے ہوے ہین کہ ان مین دوسری قسم کے شعورات کی گنجائش ہی نہین -

روح انسانی مین بیحد ترقی کی گنجائش ہے

۱۷۹- رہا انسانی نفس ناطقہ تو اسکی مثال ایک بحر محیط[۱] کی ہی جو پانی سے خالی ہو اور اطراف و کنارہ رود بار اور نہرون سے تدریجاً کھینچ کھینچکر اس مین پانی آتا ہو - اور جسقدر اسمین پانی آتا ہو سب کو اپنے مین لے سکتا ہو - دنیا کا کوئی عاقل اس بات کو تجویز نہین کر سکتا کہ کسی زمانہ مین بحر محیط تنگ ہو جاتا ہی اور اس مین اس سے زیادہ پانی لینے کی قابلیت نہین رہتی دیکھو بڑے بڑے علماء و حکماء جو اپنی جگہ پر مسلم الثبوت اور فنون اور علوم حکمت مین اکمل افراد

---

[۱] یہ جزئی تمثیل محض سمجھانے کے لیے ہی - ورنہ حقیقۃً بحر محیط کا ظرف خالی ہوتا رہتا ہی اور اسکا پانی بخارات بنکر اڑتا رہتا ہی مگر ظرف انسان خالی نہین ہوتا - پھر بھی اس مین مزید علوم و فنون کی گنجائش باقی رہتی ہی اور کبھی تنگ نہین ہوتا - (غلام الحسنین پانی پتی)

مانے جاتے ہین اگر فرض کرلیا جاے کہ وہ کبھی نہ مرینگے اور انکو ابدالآباد کی زندگی دیدی گئی ہو اور ہر روز ایک نیا علم اور حاصل کرتے رہین اور مبدء فیاض سے اکتساب فنون و علوم عجیبہ کرتے رہین۔ تب بھی ان مین سے کوئی شاکی نہو گا کہ اب مین اس سے زیادہ علم حاصل نہین کرسکتا اور میرا ظرف ذہن زیادہ علوم کی تحصیل سے تنگی کررہا ہی۔ بلکہ مشاہدہ وحس سے معلوم ہو کہ جسقدر اکتساب علوم اُنکا زیادہ ہوتا جاتا ہی۔ اور ابتدائً جن علوم و اکتسابات سے بسبب کمسنی کے تنگی کرتا تھا اب وہ زیادتی سن اور زیادتی معلومات کی وجہ سے اور زیادہ ہزارہا علوم کو ادنی اشلے اور تھوڑے تامل و غور سے حاصل کرلیتا اور گوشۂ حافظہ مین انھین بھی محفوظ کرلیتا ہی لہذا معلوم ہوا کہ **نفس ناطقۂ انسانی مثل بحر محیط** کے ہی اور اسکے ادراکات و معلومات مثل اُن نہرون اور رودبارون کے ہین جو ہر طرف سے کھنچکر سمندر مین گرتے ہین اور سمندر اپنے مین ان سب کو جگہ دے لیتا ہی۔ بخلاف دیگر حیوانات کے کہ ان مین یہ قابلیت نہین لہذا معلوم ہوا کہ بقیہ انواع حیوانات اور انسان مین بڑا فرق ہی ایک دوسرے سے ہرگز مشتبہ نہین ہوسکتے۔)

اس کلام نے تناسخ کو بالکل باطل کردیا

۱۸۰- اس کلام رشیق کے محاسن کو وہی شخص سمجھ سکتا ہی جسے خدا نے دماغ صحیح اور فکر سلیم دی ہی۔ میرا خیال ہی کہ اس سے بہتر نادیہ اس مضمون کا مشکل سے ہوسکیگا حق اور واقع کی گویا **تصویر** کھینچدی ہی۔ اسپر نظر کرنے کے بعد امید نہین کہ کوئی باعقل و ہوش انسان اور دیگر حیوانات کو ایک ہی ترازو مین تولنے لگے! اور آدمی کی روح کے لیے چوہے یا چھچھوندر کا جسم تجویز کرے!! میرا تو یہ خیال ہی کہ اہل عقل و فہم اتنے سے بیان کو پڑھنے کے بعد خیال تناسخ سے دستبردار ہوجائینگے۔ لیکن اگر باوجود اسکے بھی مزید توضیح کی ضرورت محسوس ہو تو وہ ہمارے آئندہ بیان کیے ہوے دلائل کو پڑھین۔ جو انشاءاللہ قطع خیال تناسخ کے لیے کافی و وافی ہونگے۔

بعض اسلامی فرقونکو تنبیہ ورد انکے خیال کا ابطال مع دو دلیلون

۱۸۱- تنبیہ- تناسخ کے متعلق بعض اسلامی فرقے بھی اپنی راے جواز تناسخ کی بابت رکھتے ہین اور ہنود کے ہمزبان ہو گئے ہین۔ اگرچہ یہ فرقے اب معدوم ہو چکے ہین مگر انکی رد کے واسطے اتنا ہی کافی ہی کہ:—

اولاً- یہ مسئلہ تعلیم قرآن کے خلاف ہی- قرآن مجید معاد جسمانی کی تعلیم کرتا ہی اور
جنت ونار کا سبق دیتا ہی- اور یہ مسلمان قرآن مجید کو کتاب الٰہی اور کلام صادق مانتے ہین پھر
یا اُنکو قرآن مجید سے دست بردار ہونا چاہیے- یا اپنی راے تناسخ سے- لیکن قرآن مجید سے
وہ دست بردار نہین ہوسکتے- ورنہ اسلام سے خارج ہو جائین- لہذا اُنھین اپنی ایسی راے غلط
سے واپس ہونا لازم ہو گا-

ثانیاً- یہ کہ عموماً تمام انبیاء اور خصوصاً ہمارے پیغمبر آخر الزمان جنکے دین مین تناسخیہ
مسلمانون کو داخل ہونے کا دعویٰ ہی- ہمیشہ تناسخ کے برخلاف راے رکھتے تھے اور قیامت
و جنت ونار کی تعلیم دیتے تھے- اور جبکہ ان مسلمانون نے اُنکا صادق القول و مرسل من اللہ
ہونا تسلیم کر لیا ہی- تو پھر تناسخ کی راے کو غلط ماننا اُنپر لازم ہوگا- ورنہ قانون اسلام کے
مطابق وہ کافر بلکہ مرتد فطری ٹھہرینگے- غرض یہ کہ مسئلۂ تناسخ اسلام کے ساتھ جمع نہین
ہوسکتا یعنی کوئی شخص تناسخ کا قائل ہو کر مسلمان نہین رہ سکتا- رہ گئے دیگر فرق و ملل دنیا
اُنکے لیے ہمارے بیان کردہ دلائل کفایت سے بھی بہت زیادہ ہین لہذا اب اُنپر نظر کرنی چاہیے

فصل پنجم دلائل ابطال تناسخ

ابطال تناسخ پر پندرہ دلائل

۱۸۲- ہمارا دعویٰ یہ ہی کہ تناسخ از سر باطل ہی جسکی بہت سی دلیلین ہین- اس موقع پر پندرہ
دلیلین جداگانہ بیان ہوتی ہین- اگرچہ بیان سابق بھی اس مسئلہ کے ابطال کے لیے کافی ہی-

دلیل اول دلائل اثبات معاد سے تناسخ خود بخود باطل ہوجاتا ہی

۱۸۳- **دلیل اول**- مدار تناسخ حشر و نشر اور معاد کے انکار پر ہی- یعنی چونکہ قائلین تناسخ
حشر و نشر کو نہین مانتے اسوجہ سے بجاے اسکے تناسخ کو تسلیم کیا ہی- لیکن ہم نے معاد اور
حشر و نشر کا ضروری ہونا پہلے ثابت کر دیا ہی- پس تناسخ کی کوئی ضرورت نہ رہی اسوجہ سے
سزا یا جزا دو موقعون پر نہین ہوسکتی- یا تو بذریعۂ معاد و حشر ہوگی یا بذریعۂ تناسخ- لیکن چونکہ
معاد کا ہونا لازم ہی جو سزا و جزا کے لیے ہی تو تناسخ کے ذریعہ سے سزا و جزا کا انجام پانا
باطل ٹھہرا-

دلیل دوم تناسخ کی بنیاد یعنی قدامت ارواح کا عقیدہ غلط ہی لہذا تناسخ باطل ہے

۱۸۴- **دلیل دوم**- تناسخ کی بنا چونکہ روحون کے قدیم ہونے پر قرار دیگئی ہی جو بالکل

باطل ہی جیسا کہ ہمارے بیانات سابقہ نے بتایا کہ روحین قدیم نہین ہو سکتین لہذا تناسخ بھی
باطل ہی اسلیے کہ جب مبنی علیہ فاسد و غلط ہی تو مبنی بھی فاسد و غلط ہو گا۔ اسی کا نام بناے
فاسد علی الفاسد ہی۔

دلیل سوم تناسخ کو ماننے سے لازم آتا ہی کہ ایک شخص دوسرا شخص بنجائے اور یہ غلط ہے

۱۸۵۔ دلیل سوم۔ ہر انسان اس بات کو یقین سے جانتا ہی کہ مثلاً مین زید ہون یا عمرو
ہون یا بکر ہون وغیرہ۔ اور اس مین کوئی شک اُسے نہین ہوتا۔ اور یہ بھی کہ زید کو زید بنایا ہو
عمرو کو عمرو اور بکر کو بکر۔ سواے اس نفس ناطقہ کے جو روح ہی دوسری شی نہین۔ اگر نفس
ناطقہ الگ ہو جائے تو نہ زید زید ہی اور نہ عمرو عمرو۔ ایسی صورت مین اگر ایک کی روح اُسکے
جسم سے الگ ہو کر دوسرے بدن مین داخل ہو جائے تو چاہیے کہ زید جو زید تھا عمرو ہو جائے
اور عمرو جو عمرو تھا بکر ہو جائے! حالانکہ یہ بالکل ناممکن ہی کہ ایک شخص دوسرا شخص ہو جائے
اور تشخصات ایک کے بعینہ دوسرے کے تشخصات ہو جائین! یہ بالکل غلط ہی۔ ورنہ
شخصون مین کبھی تمائز باقی نہ رہے۔ مگر ہم یقیناً جانتے ہین کہ زید بعینہ عمرو نہین اور عمرو
بعینہ زید نہین لہذا دعوی تناسخ بھی باطل ہی۔

دلیل چہارم تناسخ کو ماننے اجسام مختلفہ کا متحد ہونا لازم آتا ہی اور یہ بالکل غلط ہے

۱۸۶۔ دلیل چہارم۔ اگر ایک جسم کی روح کا دوسرے جسم مین چلا جانا ممکن ہو یا ایک جسم
کی روح دوسرے جسم مین چلی جاتی ہو تو لازم آئیگا کہ دونون جسم ایک ہی ہون۔ حالانکہ یہ ناممکن
ہی توضیح اسکی یہ ہی کہ روح کسی جسم مین اُسوقت تک داخل نہین ہوتی۔ جب تک اُس مین
قابلیت کسی خاص روح کے قبول کرنے کی نہ پیدا ہو۔ اور ہم یقیناً جانتے ہین اور ہر عاقل کو
معلوم ہی کہ حیوانات جتنے ہین پہلے وہ نطفے کی صورت مین ہوتے ہین۔ پھر وہ نطفہ علقہ
بنجاتا ہی یعنی خون بستہ۔ پھر وہ علقہ گوشت کی صورت اختیار کرتا ہی۔ پھر اُس مین ہڈیان
پیدا ہوتی ہین اور جس حیوان کا وہ نطفہ ہی اُسی کی صورت یا اُسکے کسی ہم جنس کی صورت
اُس مین پیدا ہوتی ہی۔ پھر وہ بڑھنے لگتا ہی۔ یہان تک کہ جب پوری ذیحیات کی شکل بن جاتی
ہی۔ اُسوقت اُس مین روح داخل ہوتی ہی۔ کسی حیوان مین حمل سے دو مہینہ بعد کسی مین تین
مہینہ بعد کسی مین چار مہینہ بعد۔ کسی مین اس سے کم و بیش مدت مین روح داخل ہوتی ہی
جس قسم کی قابلیت اُس جسم مین ہوتی ہی ویسی ہی روح اُس مین آتی ہی۔ پس اگر زید کی روح

بلی یا کتے کے جسم مین یا کسی دوسرے انسان ہی کے جسم مین داخل ہو تو ماننا پڑیگا کہ ان دونون جسمون مین وہی قابلیت موجود تھی جو دوسرے مین تھی۔ اور وہی تمائز اور تشخص تھا۔ جو دوسرے مین تھا۔ تو لازم تھا کہ وہ روح اس جسم مین داخل ہوتی جس مین اسکے قبول کرنے کی استعداد پیدا ہوئی ہی۔ لیکن اس سے قبل بھی ایک جسم پیدا ہو چکا تھا جس مین ہی روح کے قبول کرنے کی قابلیت تھی۔ اسلیے ضروری ہوگا کہ دونون جسم ایک ہی وقت مین پیدا ہون بلکہ دونون ایک ہی ہون۔ حالانکہ ہر شخص جانتا ہی کہ دونون جسم ایک دوسرے کے غیر ہین اور جب دونون ایک دوسرے کے غیر ہین تو روحین بھی علحدہ علحدہ ہونگی۔ کیونکہ زید کو زید یا عمرو کو عمرو۔ مثلاً اسی وجہ سے کہا جاتا ہی کہ جو "من" اسکے اندر ہی وہ اُس "من" کے برخلاف ہی جو دوسرے مین ہی۔

دلیل پنجم اس عقیدہ کی بنا پر دو روحون کا ایک جسم مین کام کرنا لازم آتا ہی اور یہ امر ناممکن ہے

۱۸۷۔ **دلیل پنجم**۔ اگر روحون کا تناسخ ممکن ہو تو لازم آئیگا کہ ایک جسم کے اندر دو روحین کام کرین۔ حالانکہ ہر جسم مین صرف ایک روح ہوتی ہی۔ اور ہر شخص اور ہر حیوان ایک روح کے سوائے دوسری روح کو نہین جانتا توضیح اس مطلب کی یہ ہی کہ بیان سابق سے معلوم ہو چکا ہی کہ جب جسم قابلیت خاص روح کے قبول کرنے کی پیدا کر لیتا ہی۔ تب اُسکے موافق روح داخل ہوتی ہی۔ پس اگر دوسری روح کا تناسخ بھی اس مین ہو تو ماننا پڑیگا کہ اس جسم مین اس روح کی قابلیت بھی تھی جو اسکے موافق داخل ہوئی ہی۔ اور اس روح کی بھی جو دوسرے جسم سے نکل کر اس مین آئی ہی۔ لہذا لازم ہوگا کہ اس جسم مین دو روحین ہون۔ ایک تو وہ روح ہوگی جو اسکے حسب حیثیت اُس مین داخل ہوئی ہی۔ دوسری وہ روح ہوگی جو دوسرے کسی جسم سے نکل کر اُس مین آئی ہی۔ حالانکہ یہ بالکل ناممکن ہی۔ اسوجہ سے کہ یا تو دونون روحین اپنا اپنا کام کرتی ہونگی یا دونون معطل ہونگی۔ یا ایک کام کرتی اور دوسری معطل ہوگی۔ اگر دونون اپنا اپنا کام کرتی ہونگی تو چاہیے کہ اس شخص کو معلوم ہو کہ مجھ مین دو روحین ہین۔ اسلیے کہ جاننا کسی چیز کا روح ہی کا کام ہی۔ لیکن دنیا مین کوئی شخص نہین جانتا کہ مجھ مین دو روحین ہین اور اگر دونون کام نہین کرتین اور کسی سے علم و ادراک حاصل نہین ہوتا تو وہ روح ہی نہین اور اگر ایک معطل ہی اور دوسری روح سے ادراک و تعقل کا کام انجام پاتا ہی تو وہ معطل روح روح نہین

اسلیے کہ کوئی روح بے ادراک و علم نہین ہوسکتی۔

دلیل ششم سے عقیدہ سے لازم آتا ہی کہ دو جسمونمین ایک ہی روح ہو۔ اور یہ خلاف عقل ہے

۱۸۸- دلیل ششم۔ اگر روحون کا تناسخ ممکن ہو۔ تو یہ بھی لازم ہوگا کہ دو جسمون کے اندر ایک ہی روح ہو۔ اور یہ بھی لازم ہوگا کہ مثلاً زید اپنے تئین عمرو سمجھے اور عمرو اپنے تئین زید سمجھے حالانکہ ایسا کبھی نہین ہوتا اور نہ ہوا ہی کہ دو شخص اپنے تئین ایک سمجھین توضیح اس مطلب کی یہ ہی کہ بیان سابق سے ثابت ہوچکا ہی کہ روح مطابق استعداد جسم کے اپنے مناسب حال جسم مین داخل ہوتی ہی۔ پس اگر ایک جسم کی روح دوسرے جسم مین جاسکے تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ دونون جسمون کی قابلیت ایک ہی نوع کی ہی۔ اور جب دونون جسمونکی قابلیت ایک ہی نوع کی ہوئی تو چاہیے کہ یہی روح دونون جسمون مین حکمران ہو۔ اور لازم ہوگا کہ اُن دونون شخصون مین سے ہر ایک اپنے کو وہ دوسرا شخص سمجھے۔ کیونکہ دونو کی روحین ایک ہی ہین۔ باوجودیکہ یہ بات بالکل خلاف تجربہ اور خلاف عقل ہی۔

دلیل ہفتم جزا و سزا سے پہلے ہر شخص کو اپنے اعمال کا علم ہونا چاہیے اور تناسخ مین یہ شرط مفقود ہی

۱۸۹- دلیل ہفتم۔ تناسخ کے ماننے والون نے تناسخ کو اسی بنا پر مانا ہی کہ اسکے ذریعہ سے اعمال کی سزا و جزا مل سکے۔ کیونکہ انکو اسکے سوا کوئی راہ سزا و جزا کے ملنے کی معلوم نہ تھی۔ لیکن ہر سزا و جزا کے واسطے ضروری ہی کہ اس شخص کو معلوم ہو کہ مجھے فلان کام کی سزا یا فلان کام کی جزا مل رہی ہی اگر ایسا نہوگا تو وہ سزا و جزا بیکار ہوگی لیکن ہر شخص بالیقین جانتا ہی کہ کسی کو آجتک یہ محسوس نہین ہوا کہ مین اس جنم مین اپنے کس کام کی سزا یا کس کام کی جزا پا رہا ہون۔ اگر ہر شخص کو نہ معلوم ہوسکتا تو بعض اشخاص کو تو ضرور معلوم ہوتا۔ لیکن کسی کو نہ معلوم ہونا بداہتہً بتا رہا ہی کہ ہرگز اسکو اس جنم مین سزا یا جزا نہین مل رہی ہی۔ اور جب ایسا ہی تو تناسخ کا ہونا ثابت نہین ہوسکتا۔

دلیل ہشتم تناسخ کے اعتقاد سے علما کا اپنے تمام علوم و فنون سے بیخبر اور محروم ہوجانا لازم آتا ہی جو سراسر بے وجہ ہی

۱۹۰- دلیل ہشتم۔ ہزارون بلکہ لاکھون ایسے لوگ مرتے ہین جو بہت زیادہ سن دار ذی علم و ہوش ہین۔ عارف ہین حکیم ہین۔ بہت سے متوسط العلم اور متوسط العقل ہوتے ہین اگر تناسخ ممکن ہوتا بلکہ واقع ہوتا ہو تو لازم تھا کہ وہ روح جو کہ عالم فاضل حکیم تجربہ کار اور واقف علوم و فنون ہی۔ دوسرے جسم مین جانے کے بعد اپنے ان علوم سے اور اپنے تجربات و حکمت و صنعت سے کوئی فائدہ اُٹھا سکتی۔ اور اُسے معلوم ہوتا کہ مین پہلے کس

جسم مین تھی ورکب کس جسم مین آئی ؟ اقلاً ان باتون مین سے کوئی ایک ہی بات اُسے یاد رہتی ہوتی۔ لیکن مشاہدہ اور احساس اسکے بالکل برخلاف ہی جس سے ثابت ہوتا ہی کہ ہرگز کسی روح کا دوسرے جسم مین تبادل و تناسخ نہین ہوتا۔ اگر ہوتا تو ضرور معلوم ہوتا۔

دلیل نہم روحونکو ترقی کے اعلیٰ درجہ تک پہنچا کر بار بار ادنیٰ درجہ مین گرانا خلاف مشاہدہ اور منافی حکمت ہی

۱۹۱- دلیل نہم۔ روحون کی ترقی وقت ولادت سے لیکر وقت موت تک ہر شخص کے مشاہدہ مین ہی جیسا کہ سابقاً ہم نے اسکی طرف اشارہ بھی کیا ہی۔ پہلے اُسے عقل ہیولانی کا درجہ ملتا ہی۔ پھر عقل بالملکہ کا۔ پھر عقل بالفعل کا۔ پھر عقل مستفاد کا! اب اگر تناسخ ارواح ممکن یا واقع ہو تو لازم آئیگا کہ وہ روحین جو عقل مستفاد کے درجہ تک یا عقل بالفعل کے درجہ تک پہنچ چکی ہین وہ ازسر نو عقل ہیولانی کے درجہ مین آجائین حالانکہ مشاہدہ ہم کو بتا رہا ہی کہ کوئی شی فعلیت سے قوت کی طرف منتقل نہین ہوتی نظیر کے واسطے یہ کہنا بیجا نہو گا کہ اگر بوڑھا آدمی پھر بچہ بن جایا کرتا ہو حکیم آدمی پھر طفل مکتب بن سکتا ہو۔ ایک صنّاع پھر نو آموز بن سکتا ہو۔ اگر مضغہ پھر علقہ بن سکتا ہو۔ اگر علقہ پھر نطفہ بن سکتا ہو (حالانکہ یہ امور ہمارے مشاہدہ مین کبھی نہین آسکے) تو یہ بھی ممکن ہوگا کہ وہ روح جو عقل بالفعل یا عقل مستفاد کے درجہ تک پہنچ چکی ہو پھر عقل ہیولانی کے درجہ مین آجائے۔ لیکن نہ وہ ممکن ہی اور نہ یہ۔ اسکے جواب مین اگر یہ کہا جائے کہ خدا کو سب طرح کی قدرت ہی۔ وہ ایسا ضرور کر سکتا ہی کہ ایک حکیم کو طفل مکتب بنا دے۔ تو ہم کو اسکے مان لینے مین کوئی عذر نہوگا۔ بشرطیکہ اس فعل کی حکمت اور مصلحت اور ضرورت قطعی دلائل سے ثابت کردی جائے۔

دلیل دہم روح کا اپنے جسم کے ساتھ مانوس ہونا تناسخ کو باطل کرتا ہی

۱۹۲- دلیل دہم۔ ہر عاقل شخص جانتا ہی کہ اگر اسکو کسی بڑے مکان سے نکالکر ایک تنگ و تاریک مکان مین بند کر دیا جائے۔ یا اُسکے کام کرتے ہوئے اور کھلے ہوئے ہاتھ پانون کو باندھ دیا جائے تو اسکا دم گھوٹیگا بلکہ بسا اوقات ایسا ہوگا کہ اسکا دم نکل جائے اور اقلاً اسکا گھبرانا اور متوحش ہونا لازم ہے۔ پس اگر تناسخ ارواح ممکن ہو تو چاہیے کہ وہ روحین جو بڑے جسمون مین رہ چکی ہین اور ہر طرح سے آزاد تھین پھر ازسر نو ایک بچے کے جسم مین آکر ہر وقت کوفت اور اضطراب مین رہین۔ بلکہ

اس مین قیام نہ کر سکین - لیکن ہم دیکھتے ہین کہ ہر روح (عام اس سے کہ وہ روح انسانی ہو یا روح حیوانی) اپنے جسم مین آنے کے ساتھ ہی اس سے ایسی مانوس ہو جاتی ہی کہ ہرگز اُس سے نکلنا پسند نہین کرتی - اور اگر کوئی ادنی خوفناک چیز اُسکے سامنے آتی ہی تو ڈرنے لگتی ہی کہ کہین ایسا نہو کہ اس سے نکلنا پڑے - اگر تناسخ ہوا ہوتا تو ایسا نہوتا -

دلیل یازدہم تعداد پیدائش و اموات کی کمی و بیشی تناسخ کو غلط ثابت کرتی ہی

۱۹۳ - دلیل یازدہم - اگر تناسخ ارواح جائز ہو تو چاہیے کہ مرنے والے اور پیدا ہونے والونکی تعداد روزانہ برابر ہو - حالانکہ یہ مشاہدہ اور تجربہ اور احساس کے بالکل خلاف ہی کبھی مرنیوالونکی تعداد زیادہ ہوتی ہی اور پیدا ہونیوالون کی کم - اور کبھی پیدا ہونے والونکی تعداد زیادہ ہوتی ہی اور مرنیوالونکی کم صورت اول مین لازم آتا ہی کہ بہت سی روحین معطل رہین اور صورت دوم مین لازم آتا ہی کہ نئی نئی روحین بھی پیدا ہون - حالانکہ ان دونون باتونکو آریہ حضرات تسلیم نہین کرتے -

دلیل دوازدہم تناسخ کے ماننے سے روح کی معطلی ماننی پڑتی ہی جسے آریہ تسلیم نہین کرتے اور اس دلیل پر ایک دفع دخل مقدر

۱۹۴ - دلیل دوازدہم - اگر روحون کا تناسخ ممکن ہو تو ضرور ہی کہ روح ایک جسم سے نکلکر دوسرے جسم مین جائے - پھر یہ بھی ضروری ہوگا کہ نکلنے اور داخل ہونے کے درمیان کوئی زمانہ صرف ہو - اگرچہ دس منٹ ہی ہو - اتنے زمانہ مین اس روح کا بلا جسم رہنا لازم آتا ہی جسے تعطل کہتے ہین حالانکہ روح کے تعطل کو آریہ صاحبان اور نیز اُنکے ہمزبان افلاطون وغیرہ جائز نہین جانتے - پس تناسخ ارواح کا قائل ہونا بھی جائز نہوگا - دہوالمراد

اس دلیل پر اگر کوئی آریہ یہ کہے کہ مادہ لطیف اور کثیف دونون قسم کا ہوتا ہی - درصورت مفارقت جسم مادۂ کثیف سے روح جدا ہو جاتی ہی مگر مادۂ لطیف کے ساتھ ساتھ رہتی ہی - تو ہم یہی جواب مسلمانون کی طرف سے آریون کے اُس اعتراض کا دینگے جو وہ درصورت علیحدگی روح کے جسم سے اُسکے باقی رہنے کی بابت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اس مین روح کا تعطل لازم آتا ہی - پس ہم یہ کہہ سکینگے کہ تمھاری تسلیم کی بنا پر روح اپنے مادۂ لطیف کے ساتھ رہکر معطل نہین لہذا جسم سے الگ ہوکر باقی رہنے مین تعطل لازم نہ آیا - لیکن مجھے یقین ہی کہ وہ ہرگز اسپر راضی نہونگے لہذا ہماری بیان کی ہوئی دلیل سالم اور قائم رہیگی -

سیزدہم ہر نوع کے افعال کا مختلف ہونا مبطل تناسخ ہی

۱۹۵ - دلیل سیزدہم - یہ بات بداہتہً معلوم ہی کہ جتنے حیوانات ہین اُنکے افعال

حرکات وسکنات اور خواص ایک دوسرے سے مختلف ہین۔ مثلاً شیرون کی خلقت
اور ساخت اور مزاج اور خواص بالکل مخالف بھیڑون کے ہین۔ بندرون کے مزاج خلقت
ساخت اور خواص بالکل مخالف گیدڑون کے ہین۔ علی ہذا القیاس گھوڑے کا مزاج
افعال وخواص بالکل خلاف ہاتھی یا اونٹ کے ہے بسبب کے عادات مختلف سب کے
طبائع مختلف سب کی نشست وبرخاست مختلف۔ اور جب یہ بات ہی تو ضروری ہی کہ اگر
کسی شیر کی روح آدمی کے جسم مین داخل ہو جائے یا آدمی کی روح شیر کے جسم مین۔ تو اس سے
وہی افعال صادر ہون۔ جو اس روح کے موافق ہین۔ کیونکہ کسی جسم کے ذریعہ سے جو افعال و
حرکات صادر ہوتے ہین وہ خود اُس جسم کے نہین ہوتے بلکہ روح کے ہوتے ہین۔ اگر جسم
انسانی سے افعال انسانی ظاہر ہوتے ہین تو وہ روح ہی کا کام ہی۔ اگر بلی یا بندر کے
جسم سے بلی اور بندر کے افعال صادر ہوتے ہین تو وہ بھی روح کے کام ہین وغیرہ وغیرہ
پس اگر تناسخ جائز ہو تو چاہیے کہ بندرون سے شیرون کے سے افعال صادر
ہون۔ اور آدمی سے بلی۔ کتون کے سے۔ اور چوہے چھچھوندرون سے انسا ن
کے سے۔ جبکہ انکی روحین ایک دوسرے کے جسم مین داخل ہون۔ اور چاہیے کہ
آدمی شیر بنجائے اور شیر آدمی۔ حالانکہ کبھی ایسا دیکھا نہین گیا۔ اور نہ کوئی شاہد یا دلیل
اسپر ہی۔ لہذا معلوم ہوا کہ عقیدۂ تناسخ بھی صحیح نہین۔

دلیل چہاردہم تناسخ کی بنا پر لازم آتا ہے کہ بہت سے مردہ انسان اور حیوان روزانہ زندہ ہو جایا کرین

۱۹۶۔ دلیل چہاردہم اگر تناسخ جائز ہو تو لازم آتا ہی کہ ہزارون بلکہ لاکھون مردہ
جانور حیوان اور انسان روزانہ زندہ ہو جایا کرین۔ اسلیے کہ اہل تناسخ کے پاس کوئی اس
امر کی دلیل نہین ہی کہ خواہ مخواہ ہر مرنے والے کی روح کسی نئے اور تازہ ہی جسم مین
داخل ہو۔ اور جب اسپر کوئی دلیل نہین تو ہو سکیگا کہ ایک انسان یا کتا یا بندر وغیرہ
روز مرتے ہین انکی روحین دوسرے کے جسم مین بمناسبت اُنکے اعمال کے داخل ہو سکین
یعنی کتے کی روح مردہ آدمی کے جسم مین آجائے اور وہ زندہ ہو بیٹھے۔ اسی طرح مردہ آدمی
کی روح کسی مردہ کتے یا بلی کے جسم مین داخل ہو جائے اور وہ اُٹھ کھڑا ہو۔ حالانکہ آجتک
ایسا ہوا۔ اور نہ اسپر کوئی شاہد یا دلیل ہی۔ لاکھ دو لاکھ تو کیا ایک کی بھی نظیر موجود نہین۔

لہذا تناسخ کا بھی کوئی ثبوت نہیں سلے

دلیل پانزدہم اس اعتقاد سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ روح دوسرے جسم میں داخل ہوتے ہی پیدا بھی ہو جائے

۱۹۷- دلیل پانزدہم اگر تناسخ جائز ہو تو لازم ہو گا کہ جسوقت کسی جسم مین روح داخل ہو اُسی وقت اُسکی ولادت بھی ہو جائے خصوصاً جب اُن لوگونکی روحین داخل ہون جو عالم فاضل حکیم- اور مکمل درجات ترقی انسانی ہین. کیونکہ انکے لیے انتظار بیکار ہی بلکہ بیمعنی لیکن مشاہدہ اور احساس اسکے بالکل خلاف ہی- کبھی روح کے داخل ہونے کے دو مہینہ بعد ولادت ہوتی ہی کبھی چار مہینہ بعد اور کبھی اس سے کچھ کم وبیش- لہذا معلوم ہوا کہ ہرگز کسی جسم کی روح دوسرے جسم سے نکلکر اس مین نہین آتی ہی- بلکہ اُس جسم مین ابتداءً آتی ہی جس مین وہ موجود ہی- اور اُسی جسم کے ساتھ ساتھ قوت پیدا کرتی رہتی ہی- یہی وجہ سے ابتدائے ولادت مین کم شعور ہوتی ہی اور علم و ادراک کے آثار نمایان نہین ہوتے خصوصاً حالت حمل مین تو گویا بے ادراک و بے احساس ہوتی ہی- اور جب ایسا ہی تو تناسخ کا قول بھی بلا وجہ و بیمعنی ہی

اسکے علاوہ اور بھی دلیلین ابطال تناسخ کی ہین مگر یہان اسی قدر کافی ہین-

باب دوم دلائل اثبات تناسخ کا جواب

پنڈت جی کی ایجاد کردہ ... دلیلین

۱۹۸- پنڈت لیکھرام صاحب آنجہانی نے اپنی کتاب "ثبوت تناسخ" کے حصہ دوم مین

سلے پادری ہنری فورمین صاحب اپنی انگریزی کتاب "آریہ سماج" (مطبوعہ الہ آباد ۱۸۸۱ء) کے صفحہ ۶۱- ۶۲ پر ایک عجیب واقعہ درج کرتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہی کہ سوامی دیانند کے انتقال کے پانچ سال بعد ایک شخص نے الہ آباد مین آکر بیان کیا کہ مین دیانند ہون- اُسکا قصہ اسطرح مشہور کیا گیا کہ ایک برہمن کی لاش (ارتھی) کو لیجا رہے تھے کہ دیانند جی کی روح اُس مین داخل ہو گئی... وہ جسم زندہ ہو گیا- دیانند جی آریہ دھرم کو قائم اور مضبوط کرنے کے لیے دوبارہ دنیا مین آئے ہین- اس قصہ کو سنکر آریہ لیڈرون نے اُسوقت یہ رائے دی تھی کہ "ابھی ہم نہین کہہ سکتے کہ یہ شخص دیانند ہی یا نہین- جب تک کہ ہم کو معتبر شہادت نہ ملجائے"- اس سے آریہ صاحبون کی حالت کا اندازہ ہو سکتا ہی کہ وہ عیارون کے دام مین پھنسنے کے لیے کسقدر جلد آمادہ ہو سکتے ہین حالانکہ ہندو شاستروں نے بھی بظاہر اس قسم کے تبدیل قالب کو تسلیم نہین کیا- قصہ مختصر مسئلہ تناسخ ارواح بالکل بلا ثبوت ہی عام اس سے کہ روح کا انتقال کسی دوسرے مردہ جسم مین مانا جائے یا کسی نئے پیدا شدہ قالب مین ٭

(غلام الحسنین پانی پتی)

دلائل تناسخ کو لکھا ہی۔ جسکے چند باب کیے ہین۔ اور مقدمہ مین تیرہ دلیلین اپنی ایجادی تحریر کی ہین۔ جنکو وہ اپنے زعم مین دلیلین سمجھے ہین۔ اور انکا نام "چند واضح دلائل" رکھا ہی۔ لیکن ہم دکھلائینگے کہ ایک دلیل بھی ان مین سے اس قابل نہین جسے دلیل کہا جاسکے لہٰذا ہین اولاً پنڈت جی صاحب کے اُن مایۂ ناز دلائل کا جواب لکھتا ہون جنکو وہ بزعم خود جواب سمجھے ہوے ہین۔ پنڈت جی کے مزعومہ دلائل اُن ہی کے الفاظ مین نقل کیے جائینگے۔

فصل اول۔ پنڈت لیکھرام صاحب کی تیرہ دلیلونکا ابطال

دلیل اول تمام چیزین آواگون کے چکر مین ہین

۱۹۹۔ دلیل اول "آواگون دنیا کی تمام چیزون مین فطرتی ہی کیونکہ تمام چیزین آواگون کے چکر مین ہین۔ اور یہ قاعدہ قدرتی ہی۔ پس روح قانون قدرت سے باہر نہین ہو سکتی۔"

ہر دلیل کا جواب دعوے ہی دلیل نہین پنڈت جی کو دعوی اور دلیل مین تمیز نہین

۲۰۰۔ جواب۔ ناظرین صاحبان علم و عقل ملاحظہ فرمائین کہ یہ کس قسم کی دلیل ہی دعوے یہ ہی کہ "آواگون دنیا کی تمام چیزون مین فطرتی ہی" دلیل یہ ہی "کیونکہ تمام چیزین آواگون کے چکر مین ہین" وہی دعوی بھی ہی اور وہی دلیل بھی۔ یہ خوب دلیل ہی۔ آجتک کسی منطقی کو معلوم نہو گا کہ دعوی بعینہ دلیل ہوجاتا ہی! پنڈت صاحب کی اس دلیل سے یہ نیا فائدہ حاصل ہوا۔

پنڈت صاحب ہی کے دعوے سے تناسخ کا ابطال

۲۰۱۔ باوجودیکہ اس دلیل مین محض دعوی ہی دعوی ہی۔ دلیل کا نام نہین۔ پھر بھی ہم تسکین خاطر آریہ صاحبان کے لیے پوچھتے ہین کہ تمام چیزون کے آواگون کے چکر مین ہونے سے کیا مطلب ہی؟ آیا یہ مطلب ہی کہ جو چیز فنا ہوتی ہی (خواہ وہ نباتات ہین سے ہو یا جمادات یا حیوانات مین سے) پھر زندہ ہوجاتی ہی اور وہ بعینہ واپس آتی ہی تو بالکل غلط ہی۔ اور مشاہدہ و حس کے برخلاف اور اگر یہ مطلب ہی کہ اسکے تخم یا مادہ سے ویسا ہی دوسرا جسم تیار ہو جاتا ہی تو اُسے تناسخ نہین کہتے۔

مادی تغیرات کو روحون کے تناسخ سے کوئی تعلق نہین

۲۰۲۔ اگر آپ ان مادی تغیرات اور انقلابات کو بھی تناسخ سمجھتے ہون تو ہم اُسے منع بھی نہین کرتے۔ بلکہ جسے ہم منع کرتے اور ناجائز بتاتے ہین وہ روحون کا دوسرے جسمون مین داخل ہو جاتا ہی۔ مگر آپکے اس دعوی سے دلیل سے کہین ثبوت اسکا نہین ہوتا۔ اور

ف دیکھو کلیات آریہ مسافر صفحہ ۸۰۔۹۰۔ (غلام حسین پانی پتی)

اگر ہوتا ہو تو کوئی آریہ صاحب سمجھا دین۔

> دلیل دوم اگر تناسخ نہوتا تو ہر ایک روح جامۂ انسانی مین قیامت تک رہتی اور مخلوق آیندہ پیدا نہوتی

۲۰۳ - دلیل دوم "ہزاروں جاتے ہین اور ہزاروں آتے ہین۔ اگر ایک دفعہ پیدا ہونا اور مرنا ہوتا تو ہر ایک روح جامۂ انسانی مین بقول قیامت ماننے والونکے قیامت تک موجود رہتی مگر ایسا نہین۔ اور اگر تناسخ نہ مانین تو اور مخلوق آئندہ نہ پیدا ہونی چاہیے"

> اس دلیل کا جواب یہ دلیل نہین ہے بلکہ دو بے دلیل دعوون کا مجموعہ ہے

۲۰۴ - جواب۔ ناظرین ملاحظہ فرمائین اس دلیل کو بھی کس طرح تناسخ کو ثابت کیا ہے۔ دلیل ثبوت تناسخ تو کیا لکھتے۔ دو اور دعوے درمیان مین داخل کردیے جنکی کوئی دلیل نہ لکھی ایک یہ کہ "اگر ایک ہی دفعہ پیدا ہونا اور مرنا ہوتا تو ہر ایک روح جامۂ انسانی مین قیامت تک رہتی" یہ فقط دعوی ہے دعوی ہے جسپر دلیل ہونی چاہیے۔ کیونکہ سائل پوچھ سکتا ہے کہ آخر اس صورت مین کیون قیامت تک رہتی؟ اسکی دلیل کیا ہے؟ مگر پنڈت صاحب یہان گم ہین۔ دوسرا دعوی یہ کردیا کہ "اگر تناسخ نہ مانین تو اور مخلوق آئندہ نہ پیدا ہونی چاہیے" یہ بھی محض دعوی ہی دعوی ہے جسپر کوئی دلیل نہین۔ کیونکہ سوال کا موقع باقی ہے کہ آئندہ کیون نہ کوئی مخلوق پیدا ہوگی؟ آواگون کے نہونے اور آئندہ اور مخلوق کے نہ پیدا ہونے مین کس قسم کا تلازم ہے؟ اور کس قسم کی علیت ہے؟ اسکے بیان کی ضرورت تھی جو دلیل مین مذکور نہین

> پانچ وجوہ جو پنڈت جی نے ارواح کے بار بار جسم نہ لینے کی بابت لکھی ہین

۲۰۵ - اس دلیل کے ذیل مین پنڈت صاحب نے پانچ وجہین اور بھی نئی روحون کے نہ پیدا ہونے کی بابت لکھی ہین۔ چنانچہ آپ فرماتے ہین:۔۔۔

"جو کہتے ہین کہ نئی ارواح آتی ہین تو یہ علم و عقل و تجربہ کے خلاف ہے۔ بوجوہات ذیل:۔

(۱) "جتنے جسم بنتے ہین اسی مادہ سے بنتے ہین جو زمین پر موجود ہے۔ کوئی نیا مادہ نہین آتا"

(۲) "جتنی بارش ہوتی ہے۔ اُن ہی بخارات سے جو زمین سے اُٹھتے ہین۔ جو قبل از زمین خود پانی تھے کہین سے نئے پیدا نہین ہوتے"

(۳) "جتنے درخت پیدا ہوتے ہین ہی موجودہ مادہ سے پیدا ہوتے ہین۔ نیستی سے ہستی مین نہین آتے"

(۴) جتنے دریا بہتے ہین اسی پانی سے جو پہلے دریا سے سمندر مین گیا۔ عدم سے وجود پذیر نہین ہوتے"

(۵) "جتنے مکان بنتے ہین وہ سب اسی مٹی اور اسی اینٹ۔ اہی پتھر سے جو پہلے زمین پر کسی نہ کسی شکل مین موجود ہین۔ کن کہنے سے پیدا نہین ہوتے[1]۔

ان وجوہ مین سے کوئی وجہ پنڈت جی کے دعوے کو ثابت نہین کرتی

۲۰۶۔ یہ پانچ وجہین ہین پرانی روحون کے باقی رہنے کی۔ مگر معلوم ہوتا ہی کہ پنڈت صاحب نے ذرا بھی علم منطق یا سائنس کو ہاتھ نہین لگایا۔ ورنہ انھین معلوم ہوتا کہ یہ قیاس بالکل قیاس مع الفارق ہی۔ کجا مادہ کا تغیر اور اسکا ایک حال سے دوسرے حال مین جانا! اور کجا روحون کا جسمون مین تناسخ! روح کا قیاس مادہ پر کرنا پنڈت صاحب ہی کا کام ہی۔ آسمان کا قیاس زمین پر کرنا۔ پانی کا قیاس آگ پر۔ آدمی کا قیاس گھوڑے پر کرنا اگر عقلاً جائز ہو تو یہ وجہین بھی قابل سماعت ہوسکتی ہین۔

مضمون مذکور کی توضیح

۲۰۷۔ توضیح اس مضمون کی یہ ہی کہ اجسام نباتی۔ جمادی اور حیوانی۔ بارش کا پانی۔ دریا کا پانی مکان وغیرہ جنکو پنڈت صاحب نے بیان کیا ہی وہ سب مادی ہین اور مادہ سے بنی ہین مادہ کا خاصہ تغیر و تبدل ہی۔ چھوٹا ہونا۔ بڑا ہونا۔ سخت ہونا۔ نرم ہونا۔ کبھی شکل نباتی اختیار کرنا۔ کبھی شکل حیوانی وغیرہ وغیرہ۔ یہ امر برابر مشاہدہ مین آتا ہی۔ اور اس سے انکار نہین ہوسکتا لیکن اسکو یہ لازم نہین کہ روحین بھی متغیر ہون اور ایک جسم سے دوسرے مین آتی جاتی رہین کبھی حیوانی روح انسانی روح بنجائے۔ کبھی انسانی روح حیوانی ہوجائے۔ کبھی درخت اور پتھر مین جاکر بے حس و حرکت ہوجائے اور کبھی بے حس اور بے حرکت اور بے ادراک ہونیکے بعد باحس و ادراک ہوجائے۔ ہان اگر پنڈت صاحب اور اُنکے ہمزبان لوگ مان لین کہ روحین بھی مادی ہین تو ایسا ہونا تسلیم کرلیا جاسکتا ہی۔ لیکن نہ تو ہنود ہی روح کو مادی مانتے ہین اور نہ کسی جدید یا قدیم فلاسفر نے اسکو مادی سمجھا ہی۔ بلکہ اسے مادہ کا قسیم قرار دیا ہی جس سے اسکو غیر مادی ہونا لازم ہی پھر اسکے لیے مادہ کی طرح تغیر و تبدل بھی ناممکن ہی۔

دلیل سوم جسطرح چاند سورج وغیرہ آواگون کررہے ہین ایسا ہی حال روحون کا ہی

۲۰۸۔ دلیل سوم "جس طرح چاند۔ سورج۔ سیارے۔ راس۔ ذنب مختلف نچھتر دن مین ہوتے ہوے بار بار چکر کھاتے اور آواگون کررہے ہین۔ ایسا ہی حال روحون کا ہی۔ وہ بھی تناسخ مین بار بار آتے ہین مگر علم سائنس سے محروم لوگ خیال کرتے ہین کہ ارواح نئے آتے ہین"

[1] آیہ کن فیکون کی پوری تحقیق اس کتاب کے باب اول فصل سوم مین موجود ہی ۞ (غلام الحسنین پانی پتی)

اس دلیل کا جواب یہ دلیل نہین ہی بلکہ ایک بے جوڑ بات ہی

۲۰۹- جواب- پنڈت صاحب کو یہ بھی معلوم نہین کہ دلیل اور مثال مین کیا فرق ہی آپ بجائے دلیل کے مثال پیش کرتے ہین- اور اسکا نام دلیل رکھتے ہین- اور وہ بھی محض قیاسی ستارون کے بروج مین آنے جانے سے روحون کے تناسخ کو کیا مشابہت ہی؟ ستارون کا بروج مین دورہ کرنا تو مشاہدہ سے ثابت ہی- آنکھین اُسے دیکھتی ہین لیکن روحون کے تناسخ کو آجتک کسی نے نہین دیکھا- عقلی بات کا حسّی بات پر قیاس کرنا یہی ہی- جو بالکل شان استدلال اور مناظرہ کے خلاف ہی-

قاعدۂ استدلال سے پنڈت جی کی لاعلمی

۲۱۰- قاعدۂ استدلال یہی ہی کہ پہلے دلیل بیان کرتے ہین پھر مثال لیکن پنڈت صاحب نے تو مثال بھی نہین بیان کی کیونکہ ستارے روحون کے افراد نہین ہین تاکہ مثال بن سکتی بلکہ وہ اور نوع ہین اور یہ اور نوع- ایک کو دوسرے سے کوئی تعلق نہین پھر یہ کہنا کہ جس طرح ستارے اپنے بروج مین گردش کرتے ہین اُسی طرح روحین بھی گردش کرتی ہین فقط دعوی ہی جسکے لیے دوسری دلیل کی ضرورت ہی- اتنا ہی کہنا کافی نہوگا کہ جیسے ستارے ہین ویسی ہی روحین بھی ہین کیونکہ سوال کا موقع اب بھی باقی ہی کہ اُسی طرح کیون ہین؟ اسپر دلیل کیا ہی؟ پس جب تک کسی دوسری دلیل سے دونون کی مثلیت ثابت کی جائے کوئی عاقل اس دعوے کو تسلیم نہین کرسکتا[1]-

دلیل چہارم ارواح اور اُنکے گن کرم اناوی ہین لہذا تناسخ ضروری ہی

۲۱۱- دلیل چہارم "جو چیز اناوی ہی- اسکے گن- کرم- سبھاؤ بھی اناوی ہین- ارواح جیتن ہونے کے سبب جڑ معطل نہین بلکہ کرم کرنیکا سبھاؤ رکھتے ہین- اور جسم دھارن کرنا بھی اُنکی عادت ہی بنابرآن صاف ظاہر ہی کہ روح اور جسم کا ملاپ اور جدائی یعنی تناسخ بھی اسکے واسطے ضروری ہی"

اس دلیل کا جواب- یہ کوئی دلیل نہین بلکہ تین بلادلیل دعوون کا مجموعہ ہی

۲۱۲- جواب- اس دلیل مین بھی دعاوی بلادلیل ہین اوّل روحون کا اناوی (ازلی)

---

[1] چاند سورج وغیرہ اجرام سماوی کا چکر کھانا تو آنکھون سے محسوس ہوتا ہی اور سائنس نے اسکا بخوبی مشاہدہ کرا دیا ہی- مگر یہ فرمائیے کہ روحون کا چکر (تناسخ) کس آنکھ نے دیکھا ہی؟ اور کون سے سائنس نے اسکا مشاہدہ کرایا ہی؟ اور اجرام سماوی اور ارواح مین باہم کونسی مشابہت ہی؟ افسوس ان بے جوڑ باتون کا نام واضح دلائل رکھا جاتا ہی + (غلام الحسنین پانی پتی)

ہونا ہی غلط ہی اور دعوی بلا دلیل دوم[٢] اسپر اضافہ یہ کہ اُنکے کرم اور گن کو بھی انادی بتا دیا حالانکہ گن اور کرم کے معنی کام اور فعل و عمل کے ہین - کام کوئی بھی ازلی یعنی قدیم نہین ہو سکتا اسلیے کہ وہ اپنے کرنے والے کا محتاج ہی اور اُسکے وجود کے بعد اسکا وجود ہوتا ہی لہذا حادث ہوگا اور کوئی حادث انادی نہین - پھر اُسے بصورت دعوی ہی چھوڑا کوئی دلیل نہ لکھی سوم[٣] پھر اسپر مزید اضافہ یہ کہ کرم کے انادی ہونے کو روحون کا تناسخ لازم بتا دیا جو کہ دعوی ہی دعوی ہی غرض ایک دلیل کے اندر تین دعوے کیے گئے اور ہر دعوی بلا دلیل رکھا گیا باوجود اسکے نام اسکا دلیل ہی چشم بد دور استدلال ایسا تو ہو -

دلیل پنجم روحون کا دکھ سکھ بھوگنا اور بچون کا تندرست یا مریض پیدا ہونا تناسخ کا ثبوت ہی

۲۱۳- دلیل پنجم" روحون کا جسم مین آکر مختلف قسم کے سُکھون اور دُکھون کا بھگتنا صاف ظاہر کرتا ہی کہ کرم انکے ہی مختلف کرمون کا نتیجہ ہی ورنہ سب روحونکو ایک ہی قسم کے نتائج ملتے - کیونکہ پرمیشور منصف ہی جو بے سبب اور بے وجہ کسی کو سُکھ دُکھ نہین دیتا ایک لڑکے کا تندرست پیدا ہونا اور دوسرے کا اندھا - لولا - لنگڑا - کوڑھی پیدا ہونا تناسخ کو ثابت کرتا ہی"

ہن دلیل کا جواب - ہر مرض کا کوئی سبب ضرور ہوتا ہی خارجی یا داخلی

۲۱۴- جواب - معلوم ہوتا ہی کہ پنڈت صاحب نے علم طب اور علم الاخلاق پر بالکل نظر نہین کی ورنہ انھین معلوم ہوتا کہ ہر مرض کا ایک خاص سبب ہوتا ہی کتاب الاسباب و العلامات فن طب مین مشہور و معروف ہی کوئی مرض کسی سبب خارجی سے پیدا ہوتا ہی اور کوئی سبب داخلی سے - مثلاً دھوپ یا ہوا کی گرمی سے یا ہوا کی سردی یا تداخل فصول سے مرض پیدا ہوتا ہی - کبھی اخلاط اربعہ یعنی سودا صفرا بلغم اور خون کی خرابی سے پیدا ہوتا ہی

بچون کا مریض پیدا ہونا مادہ جسم کی حالت پر موقوف ہو نہ کہ گذشتہ اعمال پر

۲۱۵- اسی طرح بچون کا اندھا یا لنگڑا ہونا یا اور کسی مرض مین مبتلا پیدا ہونا کسی مادہ جسم کی کمی یا زیادتی یا فساد سے ہوتا ہی یہ پچھلے جنم کے نتائج نہین ہین[١] کیونکہ اسکا کوئی ثبوت نہین کہ یہ حالتین اعمال گذشتہ کی سزا ہون - ہان ان اسباب مرض سے انکا پیدا ہونا ظاہر ہی - البتہ اگر ثابت ہو جائے کہ یہ حالتین کسی سبب خارجی یا داخلی سے پیدا

---

[١] یہ بحث خاتمہ کتاب کی فصل ثانی مین دوسری دلیل کے ضمن مین مفصل درج کی گئی ہی - ناظرین اس مقام کو دیکھ لین - (غلام الحسنین پانی پتی)

نہین ہوئین بلکہ بلا سبب ہین تو شاید کوئی شخص ماننے کے لیئے تیار بھی ہو سکے کہ یہ حالات کرمون کا پھل ہین۔ لیکن کوئی شخص دنیا مین اسکے ثابت کرنے کا ذمہ دار نہین ہو سکتا۔

اگر اہل تناسخ کے قول کو مان لیا جائے تو بھی دلیل ناتمام رہتی ہی

۲۱۶- اگر بالفرض مان لیا جائے کہ یہ بھی احتمال ہی کہ وہ امراض اعمال گذشتہ کا نتیجہ ہین تو اسکے ساتھ ہی یہ بھی احتمال ہی کہ اسباب ظاہرہ کا نتیجہ ہین (جو معقول اور قرین قیاس ہی) اور جب یہ بھی احتمال موجود ہی تو دلیل تام نہوئی کیونکہ مسلم بات ہی کہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال جب کسی دلیل مین دوسرا احتمال پیدا ہو جائے وہ استدلال ہی باطل ہو جاتا ہی۔

دلیل ششم۔ محدود اعمال کا بدلہ محدود ہونا چاہیے

۲۱۷- دلیل ششم "تناسخ سے منکر مذہب والے یہ مانتے ہین کہ اس جنم کے کرمون کے مطابق ہی بہشت و دوزخ ملجائیگا۔ یہ بڑی بھاری غلطی ہی کیونکہ پرمیشور نیاو کاری ہی متعدد فعلون کیلیے ہمیشہ کا دوزخ و بہشت دیدینا اُسکے عدل کے خلاف ہی۔ کیونکہ انصاف یہ کہتا ہی کہ محدود کرمون کا پھل محدود ہونا چاہیے۔ پس جبتک پنرجنم نہ مانا جائے خدا کے ذمہ سے یہ الزام دور نہین ہو سکتا اور ظالم یعنی محدود کرمون کے بدلے ہمیشہ کے لیے جہنم مین ڈالنے والا بھی خدائی کے سزاوار نہین"

اس دلیل کا جواب۔ یہ دنیائے ناپائیدار حقیقۃً مقام جزا و سزا نہین ہو سکتی

۲۱۸- جواب۔ ابھی تک آپ نے نہ تو خدا تعالی کی معرفت حاصل کی اور نہ انسان ہی کو پہچانا جسکی ایک فرد آپ بھی ہین۔ کہ اسکی حقیقت کیا ہی۔ اگر آپکو ان دونون کی معرفت حاصل ہوتی تو ہرگز ناانصافی کی رائے نہ قائم کرتے۔ اسلیے کہ یہ دار دنیا بالکل بے اعتبار اور متغیر ہی۔ یہان کی کوئی شی رنج و راحت صحت و مرض فقر و توانگری۔ قوت و ضعف۔ شاہی و گدائی وغیرہ قابل اعتماد و وثوق نہین۔ اور نہ اس قابل ہی کہ خدا تعالی جیسے مالک الملوک و سلطان السلاطین کی طرف سے مقام جزا و سزا بن سکے۔ اور نہ انسان اشرف المخلوقات ہی ادنی درجہ کی مخلوق ہی جسکی سزا و جزا کے واسطے یہ دار دنیا تجویز کیا جاسکے۔ بلکہ ایسے نامحدود سلطنت اور ایسی نامحدود قوت و شوکت والے کی طرف سے انعام بھی اور سزا بھی ویسی ہی نامحدود ہونی لازم ہی۔ ورنہ اسکی شان عظمت کے خلاف ہو گا۔

محدود عمل خیر کا غیر محدود انعام خدا کی طرف سے ظلم نہین بلکہ عقلا محدود ہے

۲۱۹- رہا یہ امر کہ عمل تو انسان کا محدود ہی اور انعام مین اسکو بہشت دیا جاتا ہے جو نامحدود ہی ہرگز قابل اعتراض نہین اور نہ انصاف کے خلاف ہی۔ اسلیے کہ انعام و اکرام جسقدر

بھی زیادہ دیا جائے اور دینے والے کی حیثیت کے موافق ہو عقلاً ممدوح ہی اور اسی کا نام جود و کرم ہی اسکو عربی زبان مین تفضل بھی کہتے ہین جو حکمت و اخلاق کی رو سے نہایت قابل تعریف ہی۔

اسراف۔ صرف بیجا اور تفضل کا فرق

۲۲۰۔ اگر کوئی آقا کسی صاحب استحقاق کو کسی کام کے عوض مین اسکی خدمت سے بہت زیادہ عطا کرے تو ہرگز کوئی حکیم اسے مذموم نہ کہیگا۔ اپنی حد سے زیادہ دینا اسراف کہا جاتا ہی اور پانیوالے کی حد سے زیادہ دینا صرف بیجا۔ مگر دونو کی حیثیت کے موافق دینا۔ جود عطا کرم اور تفضل ہی۔

محدود عمل بد پر سزاے دائمی کے متعلق دو امر قابل غور ہین

۲۲۱۔ رہا محدود فعل پر سزاے دائمی کا معین کرنا اور بدکار کو دوزخ کا مستحق بنانا تو اسکے متعلق پہلے آپکو دو باتین ہم سے دریافت کرلینی ضروری ہین اولاً یہ کہ اہکی بابت قائلین جنت و دوزخ کا اعتقاد کیا ہی؟ دوسرے سزا دہندہ اور سزا یابندہ کی شان کیا ہی؟

امر اول۔ یہ سزا عام نہین ہی بلکہ خاص صورتون مین دیجاتی ہی

۲۲۲ (۱) امر اول کے متعلق گذارش یہ ہی کہ اہل اسلام عام طور پر ہر شخص بدکار کے لیے دائمی دوزخ کے قائل نہین ہین اور نہ اُنکے پیغمبر یا اُنکی مذہبی کتاب نے یہ سکھایا ہی بلکہ مخصوص مخصوص گناہ اور فعل بد ایسے ہین جنپر دائمی سزا تجویز کی گئی ہی۔ مثلاً کسی کو بے وجہ مار ڈالنا۔ جسکی سزا دائمی جہنم ہی وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا (نساء ۹۵) جو کوئی کسی ایماندار کو عمداً مار ڈالے تو اُسکی سزا جہنم ہی جس مین وہ ہمیشہ رہیگا۔ یا خدا کا شریک کسی کو بنانا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ (نساء $\frac{4}{51}$) خدا تعالی شرک کے گناہ کو کبھی نہ بخشیگا۔ یعنی اُسے ہمیشہ جہنم مین رکھیگا۔ ورنہ ہزارون ایسے فعل ہین جنکے معاوضہ مین سزاے جہنم کو دائمی نہین بتایا گیا بلکہ ایک محدود زمانہ تک سزا لینے کے بعد اُسے وہان سے نکال کر داخل بہشت کیا جائیگا۔ پس عموماً آپکا یہ کہنا کہ محدود عمل کے لیے نا محدود سزا انصاف کے خلاف ہی بالکل خلاف واقع ہی۔

[1] اسی مضمون کی یہ آیت بھی ہی مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا (مائدہ $\frac{5}{35}$) یعنی جو شخص کسی کو قتل کرے بغیر اسکے کہ قاتل نے کسی آدمی کو قتل کیا ہو۔ یا اُسکے ملک مین فساد پھیلایا ہو۔ تو گویا اُسنے تمام آدمیونکو قتل کر ڈالا + (غلام الحسنین پانی پتی)

دوم - خدا سے علانیہ بغاوت کرنیکی سزا ابدی جہنم کے سوا کچھ نہیں ہو سکتی

۲۲۳ - (۲) امر دوم کے متعلق یہ دیکھنا لازم تھا کہ جو انسان جن و ملائکہ سے بہتر حیوانات و نباتات و جمادات سے اعلی اور آسمان و زمین سے افضل بنایا گیا ہی جسکے لیے تمام مخلوقات پیدا کی گئی - جسکے چلنے کے لیے اسقدر وسیع زمین بنائی گئی جسکے سائبان کے لیے اسقدر وسیع آسمان بنایا گیا - جسکے لیے کروڑہا نعمتیں مہیا کی گئیں اور جسکو عقل - ادراک - ہوش تمیز فہم - فراست اور فکر صحیح کے آلات عطا کیے گئے - اگر وہ انسان اُس بادشاہ علی الاطلاق اُس خدائے برتر - اُس ملک الملوک اُس عظیم الشان سلطان اور اُس لازوال ہستی والے کی مخالفت کرے جس سے بڑا کوئی نہیں (اور مخالفت پر بدستور مصر رہے اور آخر وقت تک اُس سے نہ ٹلے) حالانکہ اُسکے بتانے اور تعلیم دینے کے لیے پیغامبران اولوالعزم بھیجے گئے ہادیان برحق مبعوث ہوئے رسولان باصفا زمین پر پیدا کیے گئے - تو ایسے انسان کی سزا اس سے کم ہرگز کوئی ذی عقل تجویز نہیں کر سکتی اور کوئی عاقل بتا نہیں سکتا - انسان اگرچہ ابتداءً معدوم تھا مگر اُسکی روح جسم کے ساتھ فنا ہونیوالی نہیں بلکہ آیندہ کے لیے باقی رہنے والی ہی (جیسا کہ آریہ صاحبان بھی قبول کرتے ہیں) اور خدا تعالی ازلاً و ابداً ہر طور پر اپنی ذات سے قدیم اور انادی ہی لہذا ایسے سرکش انسان کے واسطے اُس ازلی اور ابدی کی طرف سے دائمی سزا ہی انصاف و عدل کے موافق ہی - اگر آپ ذرا بھی قانون اخلاق کا مطالعہ کیے ہوتے تو ہرگز ایسا قول زبان سے نہ نکالتے -

دلیل ہفتم - ایک جنم میں گنہگار کو نیک بننے کا موقع نہیں مل سکتا لہذا باربار جنم کی ضرورت ہی

۲۲۴ - دلیل ہفتم - "جب تک گنہگار کو موقع نہ دیا جائے کہ وہ پھر اچھے کام کرے - اُسکے اوپر دیالتا کا ظہور نہیں ہو سکتا - ایکبار جنم ماننے سے اُسکی ذات صفات - رحم و فضل سے خون ہو جاتی ہی - پیر جنم مانتے ہی یہ الزام اُٹھ جاتا ہی اور انسان کو ہمیشہ نیک بننے کا موقع دیا جاتا ہی"

اس دلیل کا جواب اس دلیل میں تین غلطیاں ہیں [?]

۲۲۵ - جواب - اس دلیل میں تین غلطیاں ہیں جنکا انکشاف ہم واضح طور پر کرتے ہیں ناظرین با تمکین بغور مطالعہ کرکے حق و باطل میں تمیز کریں -

پہلی غلطی - ایک زندگی کو اصلاح نفس کے لیے کافی نہ سمجھنا

۲۲۶ - (۱) ایک غلطی یہ ہی کہ پیر جنم نہ ماننے سے گنہگار کو اچھے کام کا موقع نہیں ملتا - کیا آپکے نزدیک انسان کے لیے اسقدر وسیع زندگی توبہ و انابت استغفار ترک گناہ

اور نیک بننے کے لیے کافی نہین ہی؟ کیا اُسے اِس زندگی مین عقل و ہوش نہین دیا گیا؟ کیا اُسکو سچے ہادیون کے ذریعہ سے بتایا نہین گیا کہ تم اگر گناہ کروگے تو سزا پاؤ گے؟ کیا لاکھون عبرتین اُسکے پیش نظر نہین کردی گئین جن سے وہ نصیحت حاصل کرے۔ کیا چارون طرف آثار قدرت دکھا کر اُسے ڈرایا نہین گیا؟ کیا آسمانی کتابین بھیجکر اُسے بیشمار طریقون سے سمجھایا نہین گیا؟ با اینہمہ آپ کیلیے یہ سب باتین ناکافی ہین اور دوسری زندگی اسکے تدارک کے واسطے آپ طلب کررہے ہین! حالانکہ اسکی کوئی ضرورت نہین۔

اصلاح نفس اور گناہ کے تدارک کا ذریعہ توبہ و استغفار ہی نہ کہ تناسخ

۲۲۷۔ کیا خدا کا یہ حکم ہادیان برحق کے ذریعہ سے ہمکو نہین پہنچا ہی کہ وہ بڑا رحیم ہی بڑا کریم ہی اور توبہ کرنیوالون کے گناہونکو بخشدیتا ہی۔ خواہ وہ کتنے ہی ہون۔ توبہ کے لیے کوئی بڑا زمانہ مقرر نہین کیا گیا بلکہ فرمایا گیا کہ دل مین اپنے افعال بد سے نادم ہو اور آئندہ اُنکے نکرنیکا ارادہ محکم کرلو۔ کسی پر ظلم کیا ہو یا اُسکا حق غصب کیا ہو۔ تو اُسکی تلافی کرلو یا معاف کرالو۔ یہی بڑی توبہ ہی۔ اور یہی تمھارے گناہونکو معاف کرانے والا عمل[1] ہی۔ ایسے آسان کام کے لیے آپ دوسری زندگی تلاش کررہے ہین۔ کیسی صریح غلطی ہی!

دوسری غلطی انسانی اور غیر انسانی قالبونکو اصلاح روح کا ذریعہ قرار دینا

۲۲۸۔ (۲) دوسری غلطی یہ ہی کہ آپ گذشتہ اعمال بد کے تدارک کے واسطے آئندہ دوسری زندگی کے طالب ہین مگر یہ زندگی تو جب فائدہ مند ہو گی کہ دوبارہ جنم لینے والا سمجھتا بھی ہو کہ مین نے گذشتہ جنم مین فلان فلان کار بد کیے ہین اُنکا تدارک مجھے کرنا ضروری ہی۔ لیکن یہان معاملہ بالکل برعکس ہی۔ کوئی انسان جو پیدا ہوتا ہی اُسے معلوم نہین کہ مین کیا تھا؟ کون تھا؟ کیسے کیسے کام کیے تھے جنکا معاوضہ مجھے کرنا چاہیے؟ اسکو تو اپنی پچھلی زندگی کا تصور تک نہین ہوتا۔ اور ہو کیونکر۔ دراَنحالیکہ گذشتہ زندگی ہی بے اصل ہی۔ اگر ہوتی تو اسکا کچھ نہ کچھ تو علم یا تصور اُسے ہوتا۔ لیکن ذرہ برابر اُسکا اثر نہونا صاف بتارہا ہی کہ یہ خیال غلط اور بے اصل ہی۔

---

[1] آریہ حضرات توبہ اور گناہون کی معافی پر اعتراض کیا کرتے ہین۔ مین نے اس مسئلہ کی تشریح اپنی کتاب "تنقید لطیف" مین کی ہی۔ ناظرین کتاب مذکور کے صفحات ۴۲ لغایت ۶۴ کا مطالعہ کرین۔

(غلام الحسنین پانی پتی)

تیسری غلطی حیوانی یا نباتی قالبونکو اعمال بد کے تدارک کیلیے تجویز کرنا

۲۲۹ (۳) تیسری غلطی یہ ہو کہ آپ لوگونکے نزدیک یہ لازم نہین کہ انسان مرنے کے بعد انسان ہی کی جون مین پیدا ہو اور عقل و ادراک رکھتا ہو۔ آپ تو فرماتے ہین کہ کبھی چوہے کبھی چھچھوندر کبھی مچھر کبھی مکھی کے جون مین جنم لیتا ہی۔ کبھی گاجر مولی شلغم وغیرہ بقولات کبھی گندم۔ نخود۔ ارہر مٹر وغیرہ نباتات مین داخل ہو جاتا ہی۔ پھر اگر وہ ہزار دو ہزار برس بھی اسی طرح دورہ کرتا رہے تو اسے کب موقع مل سکتا ہی کہ اپنے اعمال گذشتہ کا تدارک کر سکے جبکہ اسکے سر مین عقل و ہوش ہی نہین جس سے وہ نیک و بد اعمال انسانیہ کا امتیاز کر سکے۔ لہٰذا اس قسم کی جونون مین پچھلے گناہون کے ترک کرنے اور آئندہ کے لیے عمل نیک بجالانے کا کوئی موقع نہین۔ ایسی صورت مین تناسخ اگر بے معنی نہین تو اور کیا ہی؟

دلیل ہشتم روح کو آزمائش کے لیے جنم دینے سے خدا کی بےعلمی ثابت ہوتی ہو لہذا تناسخ کا ماننا ضروری ہو

۲۳۰۔ دلیل ہشتم۔ تناسخ نہ ماننے سے ایک الزام خدا پر یہ آتا ہی کہ اگر روح کو اعمال کے بدلے نہین تو پھر کیون جنم دیا گیا؟ جواب دیتے ہین کہ روح کو آزمانے کے واسطے وہ ایک اور الزام خدا پر لگاتے ہین۔ کیونکہ آزماتا وہ ہی جو جاہل ہو۔ جسے معلوم نہو جو انتریامی نہو مگر خدا تو سروگیہ ہی۔ پس آزمانا سراسر غلط ہی اس الزام سے بریت سوائے تسلیم تناسخ ناممکن ہی۔"

اس دلیل کا جواب انسانی زندگی کے مختلف حالات پچھلے گناہونکا نیتجہ نہین ہو سکتے

۲۳۱۔ جواب بار بار پہلے بتایا جا چکا ہی کہ دنیا کی فقیری و تونگری صحت و بیماری ضعف و قوت حسن و بدصورتی اُسکے پچھلے گناہون کا نیتجہ نہین ہین۔ کیونکہ یہ زوال پذیر اور آنی فانی متغیر ہونیوالے حالات ایسے معبود قدیم ازلی کی متابعت یا مخالفت کی سزا و جزا بننے کا حق نہین رکھتے

یہ حالات اسی زندگی کے افعال کا نیتجہ ہین

۲۳۲۔ ہان یہ ضروری ہی کہ یہ حالات اسکی اسی زندگی کے افعال کا نیتجہ ہین مثلاً زیادہ کھانے

لہ پنڈت لیکھرام صاحب نے دو قسم کے جسم مانے ہین ایک کرم جونی (یعنی انسانی) دوسرے بھوگ جونی (یعنی حیوانی) پنڈت جی کے نزدیک چونکہ حیوان بھوگ جونی ہین وہ نیک یا بد کام نہین کر سکتے (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۸۰ و ثبوت تناسخ صفحہ ۵۰) مگر اسکے برخلاف دوسرے مقام پر یون لکھتے ہین کہ "تمام پاپ یا نیک جو انسان کرتا ہی یا کر سکتا ہی وہی حیوان کرتے اور کر سکتے ہین" (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۴۲۶ و ثبوت تناسخ) معلوم نہین آریہ دوست پنڈت جی کے ان متناقض بیانون مین سے کس کو رد کرتے ہین اور کس کو قبول اور کس دلیل سے؟ پنڈت جی کے اس بیان اور دیگر بیانات سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ درخت وغیرہ مین روح نہین مانتے۔ مگر سوامی جی نے بحوالہ منو اس بات کو مانا ہی (دیکھو ستیارتھ پرکاش کا نوان باب صفحہ ۳۳۸) اور آریہ صاحبان فیصلہ کرین کہ منو جی اور سوامی جی حق بجانب ہین یا پنڈت لیکھرام جی + (غلام الحسنین پانی پتی)

تخمہ ہوگیا قوت سے زیادہ مشقت اُٹھائی تپ مین مبتلا ہوگیا۔ دھوپ مین چلا درد سر مین پھنس گیا اپنے مزاج کے مخالف اشیا استعمال کین ویسے ہی امراض پیدا ہوگئے۔ ذرائع تحصیل معاش مہیا نہ کیے مفلس رہا۔ باقاعدہ آلات جسم کو استعمال نہ کیا ضعیف و کمزور رہا۔ ان امور کو آواگون سے کیا تعلق ہی؟ البتہ اگر یہ ثابت کردیا جائے کہ یہ حالات جو انسان پر طاری ہوتے ہین ان اسباب مذکورہ کا نتیجہ نہین ہین بلکہ خواہ مخواہ گناہان گذشتہ ہی کا اثر ہین تو خصم کو ماننے کا موقع بھی مل سکتا ہی۔ لیکن دنیا مین اسکا ذمہ دار کوئی شخص نہین ہوسکتا کہ دلیل سے ثابت کردے کہ کسی اگلے جنم کے افعال کا نتیجہ یہ امور ہین اگر کامل تشخیص اور پوری چھان بین کی جائے تو ہر جسمانی مرض کے طبیعی اسباب کا پتہ لگایا جاسکتا ہی۔ اسکو روح کے پچھلے جنم کے کرمون سے منسوب کرنا محض غلط اور بے ثبوت ہی۔

الفاظ امتحان۔ بلاء اور ابتلاء وغیرہ کا مفہوم

۲۳۳۔ رہا آپکا اعتراض آزمائش (امتحان) پر تو یہ اصل حقیقت کے نہ سمجھنے پر مبنی ہی آپ نے ابھی تک امتحان کے معنی ہی نہین سمجھے خدا کا امتحان مثل آدمیون کے امتحان کے نہین اور نہ کسی مسلمان عالم کا یہ اعتقاد ہی کہ وہ بسبب جہالت اور ناواقفیت حال کے جانچ کرتا ہی (معاذ اللہ) بلکہ "امتحان" کے اصل معنی ہین محنت و مشقت مین ڈالنا۔ بلاء اور ابتلاء وغیرہ الفاظ بھی اسی معنی مین قرآن مجید مین مستعمل ہوئے ہین اور امتحان کے معنی بحالت جہالت جانچنے کے بھی ہین پھر آپکو کس قاعدہ سے معلوم ہوا کہ اہل اسلام کے نزدیک امتحان کے یہی دوسرے معنی ہین؟ درآنحالیکہ کوئی مسلمان خداوند عالم کی نسبت اس معنی کا قائل نہین۔

امتحان الٰہی کی حقیقت اور اسکا عقلی ثبوت

۲۳۴۔ ہان امتحان بمعنی اول کے مسلمان ضرور قائل ہین اور خدا کی طرف سے جو امتحان یا ابتلا ہوتا ہی اسکے یہی معنی ہین اور ضرورت عقلی و نقلی دونون سے یہ امر ثابت ہی عقلی کی رو سے تو موجب ہے کہ ہر انسان جو کسی ملت و مذہب کے تابع ہی اس بات کا مدعی ہی کہ مین خدا پر ایمان لایا ہون خدا کو عادل جانتا ہون خدا کو رحیم و کریم۔ قیوم۔ مالک الملک۔ خالق الخلق اور رازق برایا یقین کرتا ہون۔ پس جب تک کہ اسکو کسی مشقت یا محنت مین نہ ڈالا جائے اور وہ اس حالت مین بھی ثابت قدم نہ رہے تب تک اسکا یہ دعوی کیونکر قابل قبول ہوسکتا ہی؟ مدعیان تناسخ بھی اس امر صاف اور بدیہی بات سے انکار نہین کرسکتے۔

اس مضمون کی تشریح قانون اخلاق سے

۲۳۵ - قانون اخلاق اسکا حاکم ہی کہ ہر وہ شخص جو کسی کی دوستی کا دعوی کرے - اسکے
متعلق کوئی نہ کوئی ایسا کام کیا جاتا ہی جس سے اس دعوی دوستی کا ثبوت ملے جو کوئی کسی صنعت
مین کامل ہونے کا دعوی کرے اسکے متعلق بھی اہل الرائے کوئی نہ کوئی ایسا کام کرتے ہین جس سے
اسکی صنعت کا دعوی پورا ہو سکے اسی طرح خدا تعالی نے ہر مدعی ایمان کے متعلق چند قسم کے
عبادات اور اعمال کیے ہین مثلاً مسلمانون کے مذاق کے بموجب نماز پڑھنا - روزہ رکھنا - زکوٰۃ
وخمس دینا - اپنے ابناے جنس کے ساتھ ہمدردی کرنا وغیرہ وغیرہ - یا ہنود کے مذاق کے بموجب
ہوم کرنا - پوجا کرنا دان پُن کرنا - ترک لذات کرنا - سادھو منش ہو جانا وغیرہ وغیرہ اور علی ہذا
القیاس - اسی کا نام امتحان ہی جو عقلاً ضروری ہی

امتحان الٰہی کا ثبوت از روے نقل

۲۳۶ - نقل کی روسے اسکی ضرورت اسوجہ سے ہی کہ اسلامی کتاب آسمانی مین مندرج ہی کہ

کیا لوگون کا یہ خیال ہی کہ فقط اس کہنے پر چھوڑ دیے جائینگے کہ ہم تو ایمان لائے اور اُنکو مشقت مین ڈالا جائیگا	أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ (عنکبوت ۲۹ ۱)

اسی طرح دیگر آیات بھی ہین -

بیان مذکور کی توضیح مع امثلہ

۲۳۷ - علاوہ برین سزا یا جزا اُسی وقت ہو سکتی ہی جبکہ انسان کے متعلق کوئی کام کیا جاے
اور وہ اُسکی متابعت یا مخالفت کرے - اور اگر ایسا نہین ہی تو سزا و جزا کے کوئی معنی نہین
ہو سکتے - پس یہ کام جو اسکے متعلق کیے گئے ہین - مثلاً تقوی کرو - پرہیزگاری کرو - عبادت کرو - زہد
اختیار کرو - سچ بولا کرو - خیرات و مبرات کرو - جھوٹ نہ بولو - شراب نہ پیو - زنا نہ کرو - کسی کو ناحق
نہ مارو - کسی کا حق نہ چھینو - کسی کو ایذا نہ پہنچاؤ - وغیرہ - یہی امتحانات ہین - اسی کا نام فتن
اسی کو اہل اسلام کے نزدیک بلا اور ابتلا کہتے ہین - نہ وہ جسے آپ سمجھے ہین - پہلے لازم ہی کہ
اسلامی اصطلاحات کو معلوم کر لیجیے - اسکے بعد اعتراض کے لیے قلم اٹھائیے - سمجھنے سے پہلے
بولنا عقل کے خلاف ہی -

سلہ ابتلا و امتحان کے عقلی اور نہایت ضروری ہونے کی دس وجہین رسالہ عشرہ حسینیہ مین
فقیر نے درج کی ہین جن مین ہر ایک امتحان کے ضروری اور عقلی ثابت کرنے کی ذمہ دار ہی - ناظرین اگر چاہین
تو اس رسالہ کو ملاحظہ فرمائین + (محمد ہارون)

دلیل نہم تمام جانداروں کا موت سے ڈرنا تناسخ کا ثبوت ہی

۲۳۸-دلیل نہم-"تمام ارواح مرنے (یعنی قطع تعلق جسم) سے ڈرتے ہین۔انسان سے حشرات الارض تک۔ اُس سے بھی صاف ظاہر ہی کہ پہلے اُنھون نے کبھی موت یعنی جسم سے جدائی حاصل کی ہی۔ ورنہ جس سے تعلق نہ رہا ہو اُس سے انسان نہین ڈرتا۔

اس دلیل کا جواب۔ اِس خوف کے مختلف اسباب ہین

۲۳۹-جواب-آپ یہ فرماتے ہین کہ چونکہ پہلے کسی جسم سے قطع تعلق ہو چکا ہی۔اسوجہ سے جاندار موت سے ڈرتے ہین حکماء کہتے ہین کہ روح کا تعلق بدن سے فطری ہی۔اسوجہ سے وہ اس سے حد درجہ مانوس ہی۔ اور مرنے یعنی اس سے جدا ہونے سے ڈرتی ہی[له]۔ اہل اسلام یہ بھی کہتے ہین کہ ہر شخص فطرةً اس بات پر مجبور ہی کہ اپنے مالک و خالق کے وجود کا یقین کرے اور وہ جانتا ہی کہ مین نے جو اس زندگی مین بدکاریان کی ہین۔ اب اُنکے مواخذہ کا وقت آنیوالا ہی۔ اور مرنے کے بعد اُنکو بھگتنا ہی۔ بہت سے لوگ اسوجہ سے بھی ڈرتے ہین[٢ه]۔

موت کے خوف کو تناسخ کی دلیل ماننا دعوی ہی دعوی ہی

۲۴۰-پھر بتائیے کہ آپکی راے پر عمل کرنے اور اُسکے ماننے کی کیا وجہ ہی؟ کاش آپ نے اس دعوے پر کوئی دلیل بھی پیش کی ہوتی۔ فقط یہ کہکر ٹال دینا کہ "صاف ظاہر ہی" میدان مناظرہ مین کام نہین دیسکتا۔ اور نہ کوئی خصم اسے قبول کرسکتا ہی لطیفہ یہ ہی کہ آپ اپنی ہر دلیل کو کسی نہ کسی دعوے ہی پر ختم کرتے ہین! یہ عجیب استدلال ہی۔

دلیل دہم جیسے خدا نے روح کو ایکدفعہ جسم دیا ویسے اسکو بار بار جسم دے سکتا ہی

۲۴۱-دلیل دہم-"روح اب جسم مین آئی۔ اسکا آنا خواہ اعمال سے مانو یا یون ہی اندھا دھند خدا کے حکم سے مانو جس طرح مانو اسپر یہ سوال ہوتا ہی کہ جس خدا نے اب اسکو جسم سے ملحق کیا کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی کہ اس جسم سے ملحق کیے پیچھے اسکا حکم ایسا نفاذ پذیر نہو سکے۔ حالانکہ تمام قاعدہ قدرت اسکا مددگار ہی پس تناسخ سے انکار گویا انتظام نیچر سے انکار ہی۔"

له جبتک روح کو کافی شعور حاصل نہین ہوتا اور جسم سے کافی اُنس پیدا نہین ہو جاتا۔ اُسوقت تک وہ موت یعنی قطع تعلق جسم سے نہین ڈرتی۔ یہی وجہ ہی کہ چھوٹا بچہ سانپ کو پکڑ لینے سے نہین ڈرتا۔ یہی حال جانورون کا ہی۔ انکی روحین بھی اپنے اپنے جسمون سے مانوس ہو جاتی ہین اور اُن سے جدا ہونا نہین چاہتین۔ قطع نظر اسکے دنیوی اسباب سے وابستگی بھی ایک خاص وجہ ہی جسکی بیشمار مثالین روزانہ مشاہدہ مین آتی ہین۔ (غلام الحسنین پانی پتی)

٢ه اسکے علاوہ بعض نیک آدمی جنکو علائق دنیوی سے چندان وابستگی نہین ہوتی۔ اسلیے بھی موت سے ڈرتے ہین کہ خداوند ذوالجلال کے روبرو حاضر ہوکر حساب دینا ہوگا۔ دیکھیے کیا صورت پیش آئے۔ دوسرے لفظون مین یون سمجھیے کہ یہ لوگ موت سے نہین ڈرتے بلکہ خداوند عالم سے خوف کرتے ہین اور یہ بھی ایمان کی شان ہی (غلام الحسنین پانی پتی)

اس دلیل کا جواب یہ بیان ہی امکان کا اور امکان کو وقوع لازم نہین

۲۴۲-جواب- یہان امکان سے بحث نہین- خدا کو تو ہر قسم کی قدرت حاصل ہی اور اُسکا حکم ہر امر مین نفاذ پذیر ہی اور ہو سکتا ہی لیکن بحث وقوع مین ہی کہ آیا ایسا ہوتا بھی ہی یا نہین- امکان کو وقوع لازم نہین اور نہ کسی قاعدہ کا مقتضا ہی- پہلے فن مابعد الطبعیات مین یہ بات ثابت ہو چکی ہی اَلشَّيْءُ مَا لَمْ يَجِبْ لَمْ يُوجَدْ (جب تک کوئی شی حد وجوب وجود مین نہ آئے موجود نہین ہو سکتی) آپکا فرض تھا کہ وقوع کو ثابت کرتے جو آپکا دعوی ہی نہ امکان کو جسے ہر شخص تسلیم کرتا ہی- آپکے آخری فقرہ کا جواب دلیل دوم کے ضمن مین آچکا ہی-

دلیل یازدہم تناسخ کے ماننے سے تمام شکوک رفع ہو کر دلکو تسلی ہوتی ہی

۲۴۳- دلیل یازدہم- "دنیا کے سُکھ دُکھ اور رنج و آرام کے نقشہ کو سامنے رکھکر (جس سے حق پرست تو درکنار ناستک بھی انکار نہین کر سکتا) نہایت مشکل نظر آتا ہی- اگر ہم یہ کہین کہ خدا کی مرضی یا ارادہ یا مصلحت یا اتفاق یا حکومت طلبی یا جبر یا قہر یا بے خبری سے ایسا ہو گیا یا بعضے ناحق پسند دن کی طرح سے خدا کا رحم ہی کہدین مگر طبیعت کسی طرح شانتی نہین پاتی اور نہ سوال کرنیوالی آتما کو تسلی بخش جواب ملتا ہی مگر یہ سارے جھگڑے اور شکوک سلسلۂ اعمال کے ماننے سے خود بخود فیصل و رفع ہو جاتے ہین غرضیکہ تناسخ کی تعلیم کے بغیر کوئی صراط المستقیم نہین ہی-"

اس دلیل کا جواب یہ بھی دلیل نہین دعوی ہی دعوی ہی

۲۴۴-جواب- اس دلیل کا منشا اور دلیل پنجم کا منشا ایک ہی ہی یعنی سکھ دکھ- رنج و راحت کرمون کا نتیجہ ہین اور اگر اسے مان لین تو آپکی آتما کو تسلی ہو جائے مگر دونون مقامون مین دعوے کے سوا کوئی دلیل مذکور نہین ہم کس طرح تسلیم کر سکتے ہین یا کوئی حکیم عاقل کیونکر قبول کر سکتا ہی کہ یہ دُکھ سُکھ صرف اعمال گذشتہ ہی کا نتیجہ ہین کسی اور سبب سے نہین- اگر اسپر کوئی دلیل ہوتی کہ بالضرور یہ تمام دُکھ سُکھ اعمال گذشتہ ہی کے پھل ہین تو ماننے مین کوئی عذر نہ تھا مگر آپکے دلائل تو چشم بد

ل اہل سلام اس بات کے قائل ہین کہ تمام انسان مرنے کے بعد قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہو کر اپنے اعمال کے موافق جزا و سزا پاوینگے- اس قسم کی دوسری زندگی کا کوئی مسلمان منکر نہین ہی- انکار اس امر کا ہی کہ روحین اسی دنیا مین باربار جنم لیکر کتے- گدھے- بندر- سور بنجائین یا دوسرے انسانی جسمون مین جاکر لگ جائین یا نباتات کے قالبون مین داخل ہو کر بے عقل و شعور ہو جائین- کیونکہ یہ عقیدہ عقل سلیم کے خلاف اور شان خداوندی کے منافی ہی جس پر طرح طرح کے اعتراضات وارد ہوتے ہین جیسا کہ اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہی پس جبکہ بقاعدۂ تناسخ روحون کا باربار جنم لینا ناممکن اور خلاف عقل ہی تو صرف دوسری زندگی کے امکان کو تناسخ کی دلیل قرار دینا محض غلط ہی* (غلام الحسنین پانی پتی)

دو دو کل دعوی ہی دعوی ہین اور نام دلیل ہی!۔

دلیل دوازدہم خدا کی صفات قدیم ہین ارواح کو جسم مین ڈالنا خدا کی صفت ہی لہذا بذریعہ اجسام اُنکو سزا و جزا دیتا رہتا ہی

۲۴۵- دلیل دوازدہم :- ارواح کو جسم مین ڈالنا خدا کی صفات مین سے ہی۔ اور یہ بھی مسلمات مین سے ہی کہ خدا تعالی کی صفات قدیم ہین۔ اور جب قدیم ہین تو کسی صورت مین ممکن نہین کہ صفات خداوندی اتفاقیہ کبھی جوش زن ہون جس سے ناستک پن ظاہر ہو۔ پس نہ تو اتفاقی بات ہی اور نہ بلا وجہ ہی بلکہ قدرتی منشاء کے مطابق کرمون کے سلسلہ سے اپنی قدیم صفات سے خدا روحون کو بذریعہ اجسام جزا و سزا دیتا ہی۔

اس دلیل کا جواب روحون کا جسم مین داخل کرنا خدا ہی کا فعل ہی مگر اس سے تناسخ ثابت نہین ہوتا

۲۴۶- جواب۔ روحونکا داخل کرنا اجسام مین ضرور خدا کا فعل ہی جو اُنکا خالق اور قادر مطلق ہی اسکے سوا کوئی اسپر قادر نہین۔ چنانچہ ہر مسلمان بلکہ ہر وہ شخص جو خدا تعالی کے وجود کو مانتا ہی۔ اسے بلا عذر تسلیم کرتا ہی لیکن اس سے یہ کب لازم آتا ہی کہ وہی روحین پھر پھر کر دوسرے جسمون مین داخل کیجائین؟ خدا تعالی کے خالق الارواح اور خالق الاجسام ہونیکو مسئلۂ آواگون سے کیا تعلق ہی؟

آریہ سماج کے عقیدہ کی رو سے خدا تعالی نہ خالق ہی اور نہ قادر مطلق

۲۴۷- اُسکی خالقیت تو اسطرح بھی پوری ہو جاتی ہی کہ وہ ہمیشہ جسمونکو پیدا کرتا ہے اور اُن مین تازہ بتازہ نئی روحین داخل کرتا ہے۔ بلکہ اس صورت مین اسکی قدرت کی وسعت زیادہ نمودار ہوگی۔ بہ نسبت اسکے کہ صرف اگلی ہی روحونکا ہیر پھیر کیا کرے۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہی کہ وہ نئی روحون کے پیدا کرنے پر قادر نہین بلکہ حسب عقیدہ آریہ سماج خدا کسی روح کے پیدا کرنے پر مطلقاً قادر نہین صرف قدیم ارواح پر تصرف کرسکتا ہی۔ اور یہ نقص قدرت کی بدیہی دلیل ہی۔

ارواح کو اجسام مین داخل کرنیکے متعلق آریون سے ایک سوال

۲۴۸- آپ تسلیم کرتے ہین کہ جسمون کے اندر روحونکا ڈالنا خدا کے صفات مین سے ہی تو اب ہم آپ سے یہ سوال کرتے ہین کہ ابتداءً جو خدا نے روحونکو جسمونمین داخل کیا وہ کن کرمونکا نتیجہ تھا۔ اسوقت تو کوئی روح نہ نیکوکار تھی اور نہ بدکار پھر سلسلۂ اعمال کا اثر اُنپر کیونکر ہوا؟

آریہ سماج کی طرف سے جواب اور اُسکا جواب الجواب

۲۴۹- اگر کوئی شخص بربنائے اصول آریہ صاحبان یہ جواب دے کہ جب روح قدیم ہی تو کرم بھی قدیم ہونگے۔ اُن ہی کرمونکے عوض جسم ملتا رہا ہی۔ تو اسکا جواب وہی ہی جسکو ہم نے پہلے بیان کر دیا ہی کہ کرم فعل ہی اور فعل خود حدوث کے معنی اپنے ساتھ ساتھ رکھتا ہی۔ دنیا کا کوئی عاقل فعل کو قدیم نہین کہہ سکتا۔ ہان اگر کرم کوئی صفت انضمامی یا صفت انتزاعی ہوتی تو البتہ روحون کے قدم کے ساتھ ساتھ وہ بھی قدیم ہوتا۔ لیکن بداہۃً معلوم ہی کہ کرم فعل ہی صفت انضمامی

یا انتزاعی نہین ہی-

ابطال قدامت روح کی ایک عام فہم دلیل

۲۵۰-علاوہ برین کرم (یعنی کام یا فعل) کا حدوث آلات و قوی کے وجود پر منحصر ہی- روح یعنی نفس ناطقہ بغیر آلات و قوائے جسمانیہ کے کوئی کام نہین کرسکتا- پس تعلق اجسام سے پہلے اگر روحونکا وجود مانا جائے اور انہین قدیم کہکر یہ تسکین حاصل کیجائے کہ اُنکے کرم بھی قدیم ہوتے ہین تو یہ بات ہوقت تک کوئی عقل والا انسان تسلیم نہین کرسکتا جب تک کرم کا صفت ہونا نہ ثابت کیا جائے لیکن حتماً معلوم ہی کہ کرم کا صفت ہونا ناممکن ہی! اسکا قائل سوائے جاہل کے اور کوئی نہین ہوسکتا- الغرض جبکہ اولاً بلا نتیجۂ اعمال روحین جسموںکے اندر ڈالی گئین تو آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا- ایک مرتبہ کے بعد قانون قدرت کے بدل جانے کی کیا وجہ ہی؟ علاوہ برین آپ روحونکو قدیم مانتے ہین یعنی خدا کی پیدا کی ہوئی نہین ہین اور جب ایسا ہی تو کس قاعدہ سے ممکن ہی کہ ایک قدیم دوسرے قدیم سے متاثر ہو؟ اور کونسی دلیل اس صورت مین آپکے پاس ہوسکتی ہی جس سے ثابت کرسکین کہ روح قدیم- خدائے قدیم کی محکوم اور زیر اثر ہی؟

یہ ممکن نہین کہ ایک شی قدیم ہو کر محکوم بھی ہو

۲۵۱-قدیم کے صرف یہی معنی ہین کہ وہ بالذات موجود ہی اور جو شی بالذات موجود ہی وہ خود جملہ صفات کمال کی جامع ہی اور جب ہر صفت کمال کی جامع ہی تو اسکا تعلق دوسرے کی محکومیت سے محال ہی- حالانکہ آپ اسے قدیم بھی مانتے ہین اور محکوم خدا[ل] بھی!-

دلیل سیزدہم قیامت کے ماننے سے خدا عادل اور رحیم نہین رہتا لہذا تناسخ صحیح ہی

۲۵۲-دلیل سیزدہم ؎ بد اور نیک ارواح جسم کو ترک کرنے کے بعد تاہونے قیامت ایک جگہ رکھی جائینگی یا حسب اعمال مختلف مقامون یا اجسام مین- اگر مطابق اعمال جدا جدا رہتے ہین تو پھل مل چکا- قیامت کی ضرورت نہین- اگر ایک ہی کھانہ مین بھرے جاتے ہین تو کمال ظلم- اندھیر نگری چوپٹ راجہ اور ایسا ہی اندھیر قیامت مین ہوگا- پس یہ سیدھا طریقہ ہی کہ اعمالون کے مطابق پھل ملیگا- قیامت کی کوئی ضرورت نہین- کیونکہ خدا کی کوئی صفات کبھی معطل نہین- حالانکہ قیامت کے ماننے سے خدا کی صفت عدل و رحم دونون ہوقت ناکارہ ثابت ہوتی ہین پس تناسخ ہی ایسا مضبوط اور صحیح اور سچا راستہ ہی کہ جسکے ماننے سے اُسکی ذات تمام ذمائم سے

ل ایسے باریک مطالب کا سمجھنا پنڈت لیکھرام صاحب اور اُنکے تابعین آریہ صاحبان سے بہت دشوار ہی- ان مضامین کا فہم علم و عقل پر موقوف ہی اور وہان ان ہی دونون کی کمی ہی + (محمد ہارون)

بری ہو جاتی ہی۔ وہذا طریق الصواب فی مسئلۃ لاجواب[1]

۲۵۳-جواب۔ پنڈت صاحب نے اس تقریر مین جن اصول اسلامیہ پر اعتراض کیا ہی بالکل نافہمیدہ اعتراض ہی۔ نہ تو اُنکو قیامت کے معنی معلوم ہین اور نہ برزخ کی اطلاع ہی اور نہ حالات قیامت کی کچھ خبر ہی۔ باانیہمہ بلا وجہ بدزبانی اور طعن سے کام لیا ہی۔

اس دلیل کا جواب اسلامی اصول سے پنڈت جی کی بیخبری اور اُنکے اعتراض کی غلطی

۲۵۴۔ پنڈت صاحب اور اُنکے تابعین کو معلوم ہونا چاہیے کہ اہل اسلام کا اعتقاد ہی کہ ہر روح اپنے جسم سے علیحدہ ہوکر عالم برزخ مین رہیگی جو نیکو کار ہین وہ ایک مقام پر اور جو بدکار ہین وہ دوسرے مقام پر۔ مگر جزا و سزا کے واسطے خاص قیامت کا دن مقرر ہی۔

عالم برزخ اور قیامت کی بابت اہل اسلام کا اعتقاد

۲۵۵۔ قیامت مین اندھیر نہو گا بلکہ انصاف و عدل خداوندی ظاہر ہوگا۔ ہر نیک کو نیک بدلہ دیا جائیگا۔ اور ہر برے کو برا بدلہ۔ یہ کسنے آپ سے کہا کہ قیامت مین ظلم ہوگا؟ اور آخر کس کتاب سے آپ نے یہ مضمون استخراج کیا؟ عدالت ہی ظاہر کرنے کے لیے تو وہ دن مقرر ہوا ہی اور آپ اسکو ظلم کا دن بتاتے ہین! اور "اندھیر نگری چوپٹ راجہ" کا مضمون سناتے ہین یہ کیسا اندھیر ہی۔

قیامت مین انصاف ہوگا پنڈت جی ناحق اندھیر مچاتے ہین

۲۵۶۔ رہا یہ امر کہ روحونکا بعد جدائی جسم۔ علیحدہ علیحدہ رہنا یہی انکا پھل ہی۔ بالکل غلط ہی محض علیحدہ علیحدہ رہنا اُن اطاعتون اور مخالفتون کا پھل نہین ہو سکتا جو انسان نے اپنے خدائے قادر قیوم کی بابت کی ہین۔ بلکہ اسکی جزا و سزا عقلا ویسی ہی ہونی ضروری ہی جسکا تذکرہ متعدد مرتبہ سابقا ہو چکا ہی۔ ضرورت اثبات معاد پر مقدمۂ کتاب مین مفصل بحث ہو چکی ہی۔ حضرات آریہ ضرور اسپر غور کرین اور عقل سے کام لین۔

عالم برزخ مین روحونکا علیحدہ علیحدہ رہنا ضرورت قیامت کو باطل نہین کرتا

فصل دوم مضامین ثبوت تناسخ پر ایک عام نظر

۲۵۷۔ یہانتک تو پنڈت لیکھرام صاحب کے خود ایجاد دلائل کا جواب تھا جو حصۂ دوم کے مقدمہ مین ذکر کیے تھے اسکے بعد اُنھون نے اس حصہ کے نو باب کیے ہین۔ چنانچہ ہر باب کا لب لباب حسب ذیل ہی باب اول مین "وید او رشاستر سے تناسخ کا ثبوت" لکھا ہی یعنی عقلیات ختم ہو چکے اب نقلیات کا دور شروع ہوا۔ لیکن ہم کو اس باب کے بیانات سے کچھ بحث نہین اسلیے کہ اہل اسلام اور یہود و نصاریٰ اصل کتاب وید ہی کو نہین مانتے۔ تو اسکے بیانات پر کب اعتقاد کر سکتے ہین؟

ثبوت تناسخ کے نو بابون پر ایک نظر

[1] عربی دان حضرات پنڈت جی کے اس عربی جملہ کی داد دین ؎ (غلام الحسنین پانی پتی)

نہ تو ہم کو اُسکے آسمانی کتاب ہونیکا ثبوت ملا ہی اور نہ یہ معلوم ہی کہ انبیاے صادقین کے
اس مین مندرج ہین۔ لہذا اسے بالکل تسلیم نہین کر سکتے اور نہ ہمارے مقابلہ مین اسے پیش کیا جا
باب دوم مین پارسی مذہب کے خیالات اور مزعومات بابت تناسخ کے درج کیے ہین ان بیا
سے بھی ہم کو کوئی بحث نہین۔ کیونکہ محض دعوے کے طور پر اُنکی تقریرین ہین اور دلائل سے
بالکل خالی ہین جو اہل اسلام پر حجت نہین ہو سکتین اور نہ وہ اُنکے جواب کے ذمہ دار ہو سکتے
اُنکے لیے صرف اسی قدر جواب کافی ہی کہ پارسی مذہب کے ریفارمرون کو جب ہم انبیاے خدا
نہین مانتے تو اُنکے دعوے ہمارے بلا دلیل کیونکر مان لین وہان اگر کوئی دلیل مذکور ہوتی تو
نظر کرنے مین مضائقہ نہ تھا باب سوم مین بدھ مذہب کے موسس (بانی) کی راے اور
محض دعوے کی صورت مین درج کیے ہین جنکے لیے وہی ہمارے جوابات سابقہ کافی ہین۔ زیادہ
کاوش کی ضرورت نہین۔ کیونکہ وہ ہمارے مسلمات ہی سے نہین اور منقولات کے حجت ہو
کے واسطے لازم ہی کہ خصم کے مسلمات سے ہون جیسا کہ فن مناظرہ مین ثابت ہی۔ علاوہ
یہ تمام بیانات بلا دلیل چند دعوون کا مجموعہ ہین لہذا انکا جواب محض فضول ہی۔ اگر ان مین کو
دلیل ہوتی تو بالضرور اُسے مانا جاتا۔ یا اُسکا جواب دیا جاتا۔ باب چہارم مین حکماء اور
فلسفہ دانون کی رائین لکھی ہین جنکے جواب ہم بقدر ضرورت آئندہ لکھینگے۔ باب پنجم مین بائبل
تناسخ کا ثبوت پیش کیا ہی۔ اسکے متعلق بھی ہم آئندہ تقریر کرینگے باب ششم مین قرآن
سے ثبوت تناسخ پیش کیا ہی۔ جسکی غلطیان ہم آگے دکھلا وینگے اور بتاوینگے کہ پنڈت
نے آیات قرآن کو بالکل نہین سمجھا باب ہفتم مین علماے اسلام اور اولیا کی رائین
ہین اسکے جوابات بھی ہم آئندہ پیش کرینگے باب ہشتم مین بابا نانک اور کبیر کی رائین اور
خیالات درج کیے ہین جنکے مسلمان ذمہ دار نہین۔ کیونکہ وہ لوگ انکو نہ تو اپنے دین کے
سمجھتے ہین نہ کوئی ولی باب نہم مین پنڈت دیانند جی کے مباحثات لکھے ہین جنکے جواب
ضرورت معلوم ہوئی تو آئندہ درج ہونگے۔ غرض باب چہارم و پنجم و ششم و ہفتم کا جواب آئندہ

پنڈت جی کے مشاہدات تناسخ کا رد

تناسخ کے ثبوت مین پنڈت جی کی چند کہانیان

۲۵۸۔ قبل اسکے کہ ان ابواب کا جواب لکھا جائے مناسب معلوم ہوتا ہی کہ درمیان

...ل وو دوم کے چھوٹی سی بحث جو "مشاہدات تناسخ" کی بابت پنڈت صاحب نے لکھی ہے
...پر بھی ایک سرسری نظر کیجائے۔

پہلی کہانی

۲۵ - پہلی کہانی - پنڈت صاحب "آواگون کا ایک عجیب نظارہ" پیش کرتے ہین اور
...سالہ "فلاسفیکل اِن کوئریز" کے حوالہ سے اورن برگ یورپی روس کے رہنے والے
...راہیم چار کو یہودی کی ایک کہانی درج کرتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہی کہ ابراہیم مذکور ایکمرتبہ
...ر ہوا اور تپ شدید مین مبتلا ہوکر آواگون کے پھیر مین آگیا یعنی اُسکی روح منتقل ہوکر ایک
...خص مسمی ابراہیم درہیم ساکن برٹش کولمبیا مین چلی گئی جو شمالی امریکہ کا شہر ہی۔ درآنحالیکہ
...ونون زندہ تھے۔ صرف یہ وجہ ہوئی کہ زبانین دونون کی بدل گئین اور وہ اپنے
...کے لوگونکو نہ پہچانتے تھے (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۹۵)

اس کہانی سے تناسخ پر دلیل لانا پانچ وجوہ سے غلط ہے

۲۶ - اس کہانی کے متعلق ہمین پانچ باتین کہنی ہین جنکی وجہ سے وہ ماننے کے قابل نہین
...ل - یہ کہ کہانی قصونکا اعتبار مقام استدلال و مناظرہ مین ہرگز نہین کیا جا سکتا۔ خصم دلیل
مسلم مانگتا ہی نہ قصہ کہانی۔ ورنہ ایسے لاکھون بے سر پیر کے قصے داستان گو یونکی زبانون پر
اور اکثر طلسم ہوشربا وغیرہ مین درج ہین لیکن انسے کوئی حکیم استدلال نہین کرسکتا۔
...وسرے یہ کہ انگریزی بلکہ یورپی ممالک مین اپریل فول کے موقع پر اس قسم کے قصے اور لاطائل امور
درج اخبارات ہوا کرتے ہین جو محض تفریح ناظرین کا کام دیتے ہین واقعیت سے کوئی علاقہ
انھین نہین ہوتا۔ پھر کیونکر مقام استدلال مین ایسے امور پیش ہوسکتے ہین؟
...سرے یہ کہ اکثر امراض اس قسم کے ہین جن سے دماغ خراب ہوجاتا ہی خصوصًا تپ کی حالت مین
سرسامی حالت پیدا ہوکر آدمی اول فول بکنے لگتا ہی اپنے ہی خاص عزیزونکو نہین پہچانتا
اور پھر جب دماغ صحیح ہوجاتا ہی تو اپنے عزیزونکو پہچاننے لگتا ہی۔ اس سے یہ لازم نہین
آتا کہ اسکی روح دوسرے کے جسم مین چلی گئی اور دوسرے شخص کی روح اسکے جسم مین آگئی
...تھے یہ کہ تبدیلی زبان بھی اکثر امراض دماغیہ مین پیدا ہوجاتی ہی اور بحالت جنون مین آدمی
ایسی ایسی علمی و حکمی باتین بیان کرنے لگتا ہی جو ہوش و حواس کی درستی مین نہ کرتا تھا
کیونکہ کبھی کبھی ویسے امور یا ویسی زبان گوش گزار ہوتی رہی ہی اور جو خیالات دیرہ

حافظہ مین محفوظ ہوتے ہین وہ اُسوقت زبان پر جاری ہونے لگتے ہین اور حالت جنون مین چونکہ تعلقات بدنی کم ہوجاتے ہین اور روح کا تعلق روحانیات سے زیادہ ہوجاتا ہی۔ اسوجہ سے بہت پرانی باتین یاد آنے لگتی ہین جنکو سنکر لوگ حیران رہجاتے ہین۔ لہذا یہ قصہ کوئی دلیل تناسخ روح کی نہین ہوسکتا۔

پانچوین یہ کہ اہل تناسخ کے خیال کے موافق تناسخ اُسوقت ہوتا ہی جبکہ روح بدن سے نکل جائے لیکن ابراہیم چار کو اسی طرح زندہ رہا اور ابراہیم درہم بھی۔ اور بیماری سے صحت پانے کے بعد صرف اُنکی زبانین بدل گئین بھلا اس صورت مین کیونکر تناسخ ہوسکتا ہی؟ ہان اگر دونون مرگئے ہوتے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد زندہ ہوجاتے تو کسی قدر گفتگو کا محل بھی تھا۔ یہان دونون زندہ موجود اور تناسخ ہوگیا! یہ ہی پنڈت صاحب کی خوش اعتقادی۔ اپنے جوش خیال مین ایسے محو ہین کہ کیفیت واقعات پر بھی نظر نہین کرتے۔

دوسری کہانی مکند برہم چاری کا اکبر بادشاہ کے قالب مین جنم لینا

۲۶۱- دوسری کہانی: پنڈت جی نے "مفتاح التواریخ" سے نقل کی ہی جسکی اجمالی صورت یہ ہی کہ مکند برہمہ چاری نام ایک شخص تھا جو ۹۴۸ھ مین اپنے تئین آگ مین جلا کر مرگیا۔ اور مرنے سے پہلے یہ کہتا گیا کہ مین اس آرزو مین مرتا ہون کہ تمام روے زمین کا بادشاہ ہون جبکہ دوسرے جنم مین پیدا ہون۔ یہ واقعہ دسوین ماہ شوال ۹۴۸ھ کا ہی اور اکبر بادشاہ پانچوین ماہ رجب ۹۴۹ھ مین پیدا ہوا۔ یعنی مکند برہمہ چاری کے مرنے کے آٹھ مہینے چھبیس روز بعد وہ بادشاہ ہوا لہذا بعض لوگون کا اعتقاد یہ ہی کہ اُسی برہمن نے اکبر کی جون مین جنم لیا (کلیات آریہ مسافر)[۱]

---

[۱] ہندو جن کے گھر مین عقیدۂ تناسخ نے جنم لیا ہی اُنکے ویدون اور شاسترون نے تناسخ کو اس حیثیت سے تسلیم نہین کیا کہ دو آدمیون کی روحین اپنے اپنے جسم کو چھوڑ کر ایک دوسرے کے جسم مین گھس جائین اور دونون بدستور زندہ رہین مگر تعجب ہی کہ پنڈت جی اپنے کتب مقدسہ کے اصول سے دست بردار ہوکر تناسخ کو ثابت کرنیکے لیے تیار ہین ان هذا لشئ عجاب (غلام الحسنین پانی پتی) [۲] مکند برہمہ چاری نے اپنے بدن کو کاٹ کر آگ مین ہوم کردیا تھا (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۹۷) اُسنے تو اپنے خیال کے موافق نہایت نیک کام کیا مگر آریون کے نزدیک تو یہ خودکشی کی جو بڑا پاپ ہی اور پاپ کا پھل سلطنت نہین ہوسکتی اگر یہ حکایت صحیح ہی تو آریہ دوست اس عقدہ کو حل کرین کہ آیا اس قسم کی ریاضت اور خودکشی ویدون کے مخالف ہی یا موافق۔ اگر مخالف ہی تو ایسے پاپ کرم سے اگلے جنم مین سلطنت کیونکر مل گئی؟ اور اگر موافق وید ہی تو کلیات آریہ مسافر صفحہ ۳۱۹ پر پنڈت جی نے بحوالہ یجر وید ادھیاے ۴۰ منتر ۳) اس قسم کے کام کو خودکشی کیون کہا ہی؟ اور اُسکے مرتکب کو (مہا پاپی) اور (نرک گامی) کیون بتایا ہی؟

یہ کہانی دو وجوہ سے مدعی کے دعوے پر دلیل نہین ہوسکتی

۲۶۲- اس حکایت کو مفتاح التواریخ سے پنڈت صاحب نے نقل کرکے تناسخ کا ثبوت دیا ہی- مگر ناظرین باعلم و ہوش غور کرین کہ اس سے کہانتک تناسخ کا ثبوت ہوتا ہی؟ یہ حکایت دو وجہ سے تناسخ کی دلیل نہین ہوسکتی-

پہلی وجہ مفتاح التواریخ کے مصنف نے اس کہانی کی تصدیق نہین کی

پہلی بات- جو اس مین قابل غور ہی وہ یہ ہی کہ صاحب مفتاح التواریخ نے یہی لکھا ہی کہ "بعضے را اعتقاد ہست کہ روح ہمین مکند برہمہ چاری در قالب اکبر بادشاہ نقل کردہ بآرزو بجہان آمدہ بود" (کلیات آریہ مسافر ص۹۷) اس سے صرف بعض آدمیون کا خیال معلوم ہوا اور ظاہر ہی کہ وہ بعض آدمی ہند و ہی تھے (جیسا کہ صاحب مفتاح التواریخ نے آگے چلکر تصریح کی ہی) کیونکہ تناسخ کے قائل یہی خوش اعتقاد لوگ ہوتے ہین جنکی نظر صرف ظاہری امور پر ہوتی ہی عقلیات اور امور حکمیہ سے اُنکو بون بعید ہی- پھر ان بعض آدمیون کے اعتقاد کر لینے سے تناسخ کا ثبوت کیونکر ہوسکتا ہی؟ خصوصًا جبکہ یہ اعتقاد کسی دلیل پر مبنی نہین بلکہ محض وہم اور خوش اعتقادی پر اسکی بنا ہی- اگر کوئی پتھرون کو معبود سمجھے اور یہ اعتقاد کرے کہ انکی پرستش سے ہمین نجات ابدی ملیگی تو کیا پنڈت لیکھرام صاحب یا اُنکے تابعین اس اعتقاد کو تسلیم کرینگے؟ ہرگز نہین! پھر جب لاکھون جاہلون کے اعتقاد کر لینے سے کسی امر کا صحیح ہونا لازم نہین تو بعض آدمیون کے اعتقاد کر لینے سے کب تناسخ کا ثبوت ہوسکتا ہی؟

دوسری وجہ نہ تو اکبر نے اس کہانی کی تصدیق کی اور نہ اس برہمن نے اکبر کا نام جانا!

دوسری بات یہ ہی کہ نہ تو اکبر نے بعد ولادت بیان کیا کہ مین مکند برہمہ چاری ہون اور نہ مکند مذکور نے بتایا تھا کہ مین آئندہ اکبر نامے ایک شخص کے قالب مین جنم لونگا- پھر محض ایک کے مرنے اور دوسرے کے پیدا ہونے سے روحون کا تناسخ کیونکر ثابت ہوسکتا ہی؟ درانحالیکہ کوئی دلیل عقلی بھی یہان موجود نہین[1]-

تیسری کہانی ایک نوزائیدہ بچہ کے جسم پر زخمونکے نشانات کا پایا جانا

۲۶۳- تیسری کہانی پنڈت صاحب نے تاریخ سیر المتاخرین سے نقل کی ہی کہ راوت ٹیکا

---

[1] تواریخ کے دیکھنے سے تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ جب برہمنون نے اکبر کا میلان اپنے مذہب کیطرف دیکھا تو اس قصہ کو اُسکے سامنے بیان کیا مگر اُسنے اسکو تسلیم نہین کیا اور یہ کہا کہ مین وہ برہمن نہین ہون- لہذا صاف ظاہر ہی کہ صرف اکبر کو خوش کرنے کی غرض سے یہ قصہ تصنیف کیا گیا تھا- اکبر تو یہ کہے کہ مین مکند برہمہ چاری نہین ہون اور برہمن کہین نہین حضور آپ ہی برہمن ہین- عجب تماشا ہی!- (غلام الحسنین پانی پتی)

نام ایک شخص زخمی ہوکر مرگیا جب اُسکے داماد کے گھر ایک لڑکا چند دنون کے بعد پیدا ہوا تو ویسے ہی زخم کے نشان اُسپر تھے۔ لوگونمین مشہور ہوا کہ یہ تو وہی راوت ٹیکا ہی دکلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۱۰)

یہ کہانی دو وجوہ سے دلیل تناسخ نہین
پہلی وجہ محض شہرت سے کوئی بات ثابت نہین ہوسکتی

۲۶۴۔ اس کہانی سے بھی تناسخ ثابت نہین ہوتا اور اسکی دو وجوہ ہین:۔

اول تو اس قصہ مین کوئی ثبوت تناسخ کا نہین صرف اسقدر لکھا ہی کہ "شہرت شد کہ راوت ٹیکا کہ از زخمہا مردہ بود باز بطریق تناسخ درین عالم موجود آمد" تو محض شہرت سے کسی امر کا ثبوت عقلاً نہین ہوسکتا۔ مثل مشہور ہی "رُبَّ مشہورٍ لا اصلَ لہا"۔ بہت سی باتین بے اصل مشہور ہوجاتی ہین۔ ہزارون کہانیان آج زبان زد عوام ہین۔ تو کیا ایسے لوگون مین اسکا مشہور ہونا کوئی سند ہوسکتا ہی؟ یا عقلاً کوئی دلیل بن سکتا ہی؟ علاوہ برین مصنف سیر المتاخرین نے کوئی اپنی رائے نہین لکھی بلکہ عام لوگون مین مشہور ہونا لکھا ہی۔ اور ظاہر ہی کہ وہ لوگ اہی راوت کے عزیز و اقارب و اہل ملت ہونگے۔ جنکو تناسخ کا خیال ہی۔ پھر ایسے لوگونمین اسکی شہرت کیا فائدہ دیگی؟

دوسری وجہ اس کہانی سے تناسخ یعنی روحونکا تبادلہ ثابت نہین ہوتا

دوسرے یہ کہ اہل تناسخ مرنے کے بعد صرف روحون کے تناسخ کو مانتے ہین۔ جسم کے ہیر پھیر کو نہین تسلیم کرتے۔ پھر راوت ٹیکا کے بدن کے زخم اُسکے نواسے کے بدن پر کیونکر آگئے اور ایک جسم کا نشان دوسرے جسم پر کیونکر آیا؟ کاش! روح ہی بدلی ہوتی یہان تو جسم بھی وہی آگیا۔ چشم بد دور۔ پنڈت صاحب فلسفہ طبعیات بھی خوب جانتے ہین اور استدلال بھی بہت معقول فرماتے ہین!![ا]

چوتھی کہانی۔ طوطا آدمی بنگیا اور آدمی طوطا ہوگیا

۲۶۵۔ چوتھی کہانی پنڈت صاحب نے یہ لکھی ہی کہ طوطا آدمی بن گیا اور آدمی طوطا ہوگیا۔ صورت حکایت مختصراً یہ ہی کہ پیارے لال ساکن موئی ضلع بریلی کا چچا ۱۸۵۷ء مین مارا گیا تھا وہ طوطا بن گیا اور اپنے گھر کے پنجرے پر روزانہ آکر بیٹھتا تھا۔ پھر چند روز بعد وہ طوطا بھی مرگیا اور سدھون کے رہنے والے ایک گسائین کے گھر پیدا ہوا۔ اور جب پانچ برس کا ہوا تو

[ا] یہ ایک طبی اصول ہی کہ ایام حمل مین مان کے تصور و تخیل کا بچہ کے جسم کی ساخت پر بڑا اثر پڑتا ہی۔ اگر یہ قصہ صحیح ہی تو اسکی وجہ صاف ہی۔ بچہ کی مان کو اپنے والد کے زخمون کا تصور بندھا رہتا ہوگا اور اسی وجہ سے جب بچہ پیدا ہوا تو زخمون کے نشان اُسکے بدن پر نمودار ہوگئے۔ کتب تواریخ اور ڈاکٹری کی کتابون مین اس قسم کی مثالین موجود ہین مگر ان باتونکو تناسخ سے قطعاً کوئی واسطہ نہین۔ (غلام الحسنین پانی پتی)

مان کے ساتھ اتفاقاً پیارے لال کے گھر آیا۔ اور بیان کیا کہ مین پہلے پیارے لال تھا پھر مرکر طوطا ہوگیا۔ طوطے سے مرکر گسائین کا بیٹا بنا (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۹۶-۹۷) (منقول از لارنس گزٹ و پنجابی اخبار نمبر ۱۶ جلد دوم)

اس کہانی کے غلط اور غیر معتبر ہونے کے چار وجوہ

۲۶۶۔ اس قصہ کی غلطی خود ہی قصہ سے ظاہر ہی "دروغگو را حافظہ نباشد" مثل مشہور ہی۔

پہلی وجہ۔ قصہ کا تناقض

پہلی غلطی یہ ہی کہ مرا تو پیارے لال کا چچا اور جنم لیا پیارے لال نے! یہ عجیب و غریب بات ہی۔

دوسری وجہ۔ بڑے بڑے گیانی پنڈتوں کا اس گیان سے محروم ہونا

دوسری یہ کہ کوئی پیدا ہونیوالا نہین بیان کرتا کہ مین فلان شخص ہون۔ خاص اسی ...ٹے کے واسطے یہ بات کیونکر حاصل ہوئی؟ اگر آواگون مین یہ بات طی ہو جاتی کہ ہر مرنیوالا پیدا ہونے کے بعد اپنی گذشتہ زندگی کا حال بیان کر دیا کرتا تو جھگڑا ہی کاسے کا ہوتا؟ اگر یہ واقعہ صحیح ہی ...پنڈت صاحب یا اُنکے تابعین ہی مین سے کوئی بتائے کہ وہ پہلے کس جنم مین تھا؟ اور کہان ...ے ہوتا ہوا یہان آیا ہی؟ اور اُسنے کیا کیا نیک و بد کرم کیے تھے؟

تیسری وجہ اس قسم کی سنی سنائی شہادتوں سے عقلی مسائل طے نہین ہو سکتے

تیسرے یہ کہ شہادت مین بھی لارنس گزٹ پیش کیا جاتا ہی جسکی شہادت قابل اعتبار نہین ہو سکتی۔ وہ بھی سنی سنائی بات لکھتا ہی کوئی چشم دید واقعہ نہین لکھتا۔ اخبارات مین ایسی ...سر پیر کی بہت سی باتین لکھی جاتی ہین۔ تو کیا اُنسے کوئی عقلی مسئلہ طی ہو سکتا ہی؟

چوتھی وجہ۔ طوطے کا پنجرے پر بیٹھنے سے اُسکا پیارے لال ہونا ثابت نہین ہو سکتا

چوتھے یہ کہ جب پیارے لال یا اُسکا چچا طوطا بنا تو اُسے صرف پنجرے ہی پر آکر بیٹھنا کیونکر یاد رہا؟ اپنے گھر کے اور کسی گوشہ مین کیون نہ بیٹھا؟ اور کسی اپنے عزیز کے سر یا ہاتھ پر کیون نہ بیٹھا؟ اس سے صاف ظاہر ہی کہ وہ طوطا کسی کا پالو تھا۔ پنجرے مین رہنے کا عادی تھا۔ ...ان سے اُڑ گیا تھا یہان اُسنے پنجرا دیکھا۔ آ بیٹھا۔ اس سے کسی طرح تناسخ ثابت نہین ہو سکتا۔

پنڈت صاحب کا نظارہ تناسخ کیڑون مین اور اُسکا جواب

۲۶۷۔ پنڈت صاحب نے "کیڑون مین تناسخ کا ایک اور نظارہ" دکھانے کی کوشش

ف اس بات کی دلیل پنڈت جی کا یہ فقرہ ہی "پھر لڑکے نے بیان کیا کہ پہلا میرا نام پیارے لال" ہی اور دیکھ ...ہی" دیکھو کلیات آریہ مسافر صفحہ ۹۸ + (غلام الحسنین پانی پتی)

ف اس زمانہ مین سوامی دیانند جی سے بڑھکر رشی۔ مہرشی۔ یوگی۔ عالم۔ فاضل۔ عارف۔ عابد۔ گیانی آریون ...نزدیک کوئی نہ تھا اور پنڈت لیکھرام صاحب کا درجہ بھی سوامی جی کے بعد کسی سے کم نہین مانا جاتا۔ آریہ ...ت بتائین کہ یہ دونون بزرگ پچھلے جنم کے گیان سے کیون محروم رہے؟ کیا ایک طوطے یا گسائین کے ...کے نیک اعمال سوامی جی اور پنڈت جی کے اعمال سے بہتر تھے؟ (غلام الحسنین پانی پتی)

کی ہی۔ پہلے ریشم کے کیڑون کے بڑھنے اور نمو کرنے اور چھوٹے سے بڑے ہو جانے اور بے پر سے پردار ہو جانیکا نام تناسخ رکھا ہی (کلیات آریہ مسافر صـ۹۸) نہ معلوم یہ کس قسم کا تناسخ ہی۔ واقعی بات یہ ہی کہ ہمارے مخاطب نے ابھی تک تناسخ ہی کو نہین سمجھا ہی کہ کیا چیز ہی؟ نام سن لیا ہی اور اُسکے پیچھے دوڑ رہے ہین۔ اگر کسی جانور کا محض چھوٹے سے بڑا ہو جانا کیچلی اُتارنا۔ پر نکالنا۔ تناسخ کہا جائے تو چاہیے کہ ایک آدمی مین ہزارون تناسخ اُسکی ایک زندگی مین ہوا کرین۔ نطفہ سے علقہ بنے اور تناسخ کہا جائے! علقہ سے گوشت بنے اور تناسخ کہا جائے! گوشت سے آدمی کی صورت بنجائے اور تناسخ کہا جائے! بچے سے جوان ہو اور تناسخ کہا جائے! جوان سے بوڑھا ہو اور تناسخ کہا جائے! بوڑھے سے جسم بے روح ہو جائے اور تناسخ کہا جائے! مردہ سے بوسیدہ ہو جائے اور تناسخ کہا جائے! حالانکہ آپ ان صورتون مین سے کسی کو تناسخ نہین کہتے۔ تناسخ تو آپکے نزدیک صرف اسکا نام ہی کہ ایک جسم کی روح مرنے کے بعد دوسرے جسم مین چلی جائے نہ یہ کہ جسم کی صورت بدلے اور روح وہی باقی رہے۔ سانپ کا ہر سال کیچلی بدلنا سیہی کا ہر سال اپنے جسم سے کانٹے نکال کر گرا دینا اور نئے کانٹے نکالنا پرندون کا گریز کرنا تناسخ نہین ہی۔ ذرا کتب فلسفیہ کو پڑھیے تو معلوم ہو کہ اہل تناسخ کے نزدیک تناسخ کسکا نام ہی؟ یا اپنے شاسترون کا مطالعہ کیجیے۔

مکھیون اور مینڈکون کا عجیب تناسخ بقول پنڈت صاحب اور اسکا جواب

۲۶۸۔ پھر مکھیون کا عجیب تناسخ لکھا ہی کہ مکھیان پودون پر انڈے دیتی ہین۔ اُنسے ننھے باریک کیڑون کی شکل مین پیدا ہوتے ہین پھر بڑھکر مکھی ہو جاتے ہین۔ مینڈکی انڈے دیتی ہی اُس سے لمبے لمبے کیڑے پیدا ہو جاتے ہین پھر وہ کیڑے بڑے ہو کر مینڈک بنجاتے ہین (کلیات آریہ مسافر صـ۹۸) مگر درحقیقت ان باتونکو تناسخ سے کوئی تعلق نہین اور اگر ان تمام تبدیلیون کا نام تناسخ ہی تو ہم بھی اسے تسلیم کرنیکو تیار ہین اور کوئی مضائقہ اس مین نہین سمجھتے کیونکہ اس مین کوئی استحالہ نہین۔ ہم تو دعوے اُنکے تناسخ کو باطل کرتے ہین جو ان تبدیلیون سے ہرگز ثابت نہین۔ پنڈت صاحب روح کو مادہ پر اور عنصری اشیاء پر بسیط کا قیاس کرنا چاہتے ہین جو قیاس مع الفارق ہی اور حقیقت یہی ہی کہ مخاطب نے یا تو معنی تناسخ کو آجتک سمجھا نہین ہی یا خواہ مخواہ مغالطہ دینا چاہتے ہین۔

فصل سوم - فلاسفہ کے اقوال کا جواب

بعض فلاسفہ کے اقوال

۲۶۹ - اس فصل مین پنڈت لیکھرام صاحب کی کتاب ثبوت تناسخ کے چوتھے باب کا جواب ہی - اس مین مختلف حکماء کی رائین پنڈت جی نے تناسخ کے متعلق درج کی ہین -

(۱) طالیس ملیطی کا قول

۲۷۰ - (۱) منجملہ اُنکے طالیس ملیطی ہی جسکا خیال کتاب تاریخ الفلاسفہ صفحہ ۲۶ سے اسطرح نقل کیا ہی

قال ان الارواح غیر فانیۃ بل ہی ازلیۃ	مطلب یہ ہی کہ روحین غیر فانی بلکہ قدیم ازلی ابدی
ابدیۃ جمیع الاسرار الخفیۃ لا تخفی علیہا	ہین اشیاے خفیہ کی عالم ہین - یہ حکیم اُن یونانیون
وکان اول الیونانیین الذین عرفوا	مین پہلا حکیم تھا جنھون نے علم طبعیات اور علم
علم الطبعیۃ والہیئۃ وکان یزعم ان الماء	ہیئت کو جانا - اُسکا خیال تھا کہ پانی ہر شی کی اصل
ہو الاصل وان جمیع الاشیاء تتغیر دائماً	ہی اور یہ کہ تمام چیزین ہمیشہ ایک حالت سے دوسری
من حالۃ الی حالۃ الی ان یؤل امرہا	حالت کی طرف متغیر ہوتی رہتی ہین یہان تک کہ پھر
الی رجوعہا ماء وان سائر ما فی الکون	پانی بن جاتی ہین اور عالم کون مین ہر شی کچھ نہ کچھ
لا یخلو عن احساس -	احساس ضرور رکھتی ہی[۱]" (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۰۱)

اس قول کو تناسخ سے کوئی تعلق نہین

۲۷۱ - اس عبارت سے سواے اسکے کہ روحون کے قدیم ازلی ہونیکا ایک غلط خیال ظاہر ہوا (اور جسپر کوئی دلیل قائم نہین کیگئی) تناسخ کا پتہ کہین سے نہ چلا یعنی یہ ثابت نہوا کہ کوئی روح ایک جسم کو چھوڑکر دوسرے جسم مین چلی جاتی ہی -

حکیم مذکور کے بعض خیالات سے ہم کو اتفاق ہی

۲۷۲ - ہان وہ یہ ضرور کہتا ہی کہ عالم کی تمام اشیا متغیر ہوتی رہتی ہین - یہانتک کہ پھر پانی بنجائین - اسپر ہمین کوئی اعتراض نہین اسلیے کہ ہم تو تمام عالم ہی کو متغیر مانتے ہین چہ جائیکہ عالم اکوان اور اس مین بھی ہمین شک نہین کہ اصل ان اشیا کی پانی سے ہی - کیونکہ ہمارے ریفارمر اعظم اور ہادی دین حضرت مولانا امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہی اور ہم اس مین بھی کچھ بحث کرنا نہین چاہتے کہ کائنات ارضیہ مین کچھ نہ کچھ احساس ہی مگر اس سے

---

[۱] معلوم ہوتا ہی کہ پنڈت لیکھرام صاحب کو کسی کم علم نے تاریخ الفلاسفہ کی عربی عبارت غلط نقل کرکے دیدی اور ترجمہ بھی غلط کیا اور کلیات آریہ مسافر مین اصل و ترجمہ دونون اسی طرح چھپ گئے - دیگر مقامات پر بھی یہی حالت ہی مگر اس کتاب کے فاضل مصنف مدظلہ نے اُن عبارات کو حتی الامکان درست کرکے صحیح ترجمہ لکھا ہی + (غلام الحسنین پانی پتی)

تناسخ کو کیا تعلق؟ ہر شی اگر بجاے خود احساس رکھتی ہی۔ بہت بہتر۔ اگر سب مین حسب حیثیت روحین ہین مثلاً نباتات مین روح نباتی۔ حیوانات مین روح حیوانی خاص انسان مین روح ناطق (نفس ناطقہ) تو بہت بہتر۔ اگر ہر شی پانی سے بنی ہی تو بہت اچھا۔ لیکن ان تمام باتون سے تناسخ کیونکر ثابت ہوتا ہی؟ کیا تناسخ اسی کا نام ہی کہ پانی ہوا ہو جائے۔ ہوا آگ بن جائے آگ ہوا ہو جائے۔ مٹی پانی بن جائے یا آگ بنجائے۔ یا کوئی نبات سڑ گل کر فنا ہو جائے اور اُس سے کوئی دوسرا جمادی جسم یا نباتی جسم پیدا ہو جائے؟ ہرگز اسکا نام زبان فلسفہ مین تناسخ نہین ہی اور نہ کوئی فلسفی اسکو تناسخ کہتا ہی۔ بلکہ آریہ سماج کے بانی نے بھی اسکو تناسخ نہین مانا۔

تناسخ۔ تماسخ۔ تقاسخ اور تراسخ کا فرق

۲۷۳- آپکو پہلے یہ اصطلاحین معلوم ہونی چاہیین جنھین تناسخ۔ تماسخ۔ تقاسخ۔ تراسخ کہتے ہین یہ چار لفظ ہین جو نسخ۔ مسخ۔ فسخ۔ رسخ سے بنے ہین (۱) نسخ اور تناسخ کے معنی فلاسفہ کی اصطلاح مین یہ ہین کہ انسان کا نفس ناطقہ اُسکے جسم سے نکل کر کسی دوسرے انسانی جسم مین چلا جائے (۲) مسخ اور تماسخ کے معنی یہ ہین کہ کسی انسان کا نفس ناطقہ کسی دوسرے حیوان کے بدن مین چلا جائے (۳) رسخ اور تراسخ کے معنی یہ ہین کہ روح کسی معدنی جسم مین چلی جائے (۴) فسخ اور تقاسخ کے معنی یہ ہین کہ کسی جسم نباتی مین منتقل ہو۔

طالیس ملیطی تغیر اجسام کا قائل ہی نہ کہ تبدیل ارواح کا

۲۷۴- جب یہ اصطلاحین معلوم ہو گئین تو اچھی طرح ثابت ہو گیا کہ اجسام نباتیہ کا اجسام جمادیہ کی صورت مین ہو جانا یا اجسام جمادیہ کا اجسام حیوانیہ کی شکل مین منتقل ہو جانا یا اجسام انسانیہ کا اجسام حیوانیہ یا جمادیہ یا نباتیہ مین منتقل ہو جانا تناسخ نہین ہی۔ بلکہ روحون کا انتقال مختلف اجسام مین یعنی جسم انسانی۔ جسم حیوانی۔ جسم معدنی اور جسم نباتی مین منتقل ہونا تناسخ۔ تماسخ۔ تراسخ اور تقاسخ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہی اور حکیم طالیس ملیطی کی راے اگر ہی تو یہی کہ اجسام متغیر و متبدل ہوتے رہتے ہین نہ روحین لہذا پنڈت صاحب کا دعوی اس عبارت منقولہ سے ہرگز ثابت نہوا!

(۲) حکیم ذیمقراطیس کا قول درباب مادۂ عالم

۲۷۵- (۲) اسکے بعد حکیم دیموقراطیس (ذیمقراطیس) کا قول "تاریخ الفلاسفہ" سے نقل کیا ہی۔ اُسکا خیال ہی:-

ان اصول الاشیاء الذرات و	یعنی تمام چیزون کی اصل ذرات ہین اور خلا۔ کوئی

الفراغ وانہ لا یتکون شئ من العدم کما لا یؤل موجود الی العدم ان الذرات لا یعتریھا فساد ولا تغیر لان صلابتھا التی تقاوم کل شئ حفظتھا من سائر المتغیرات وکان یزعم ان تلک الذرات تکون منھا ما لا یحصی من العوالم التی کل عالم منھا یھلک من زمن معلوم یتکون من اثارہ عالم اخر وھکذا۔

شئ عدم سے وجود مین نہین آتی اور نہ کوئی شئ وجود سے عدم کی طرف جاتی ہی۔ ان ذرات کو تغیر اور فساد عارض نہین ہوتا کیونکہ اُنکی سختی جو ہر شئ کا مقابلہ کرتی ہی وہ اُنکی حافظ ہی۔ حکیم مذکور کا خیال ہی کہ انھین ذرات سے بیشمار عالم پیدا ہوتے ہین۔ ہر عالم ایک زمانہ خاص مین تباہ ہوجاتا ہی۔ اور اسی کے آثار سے دوسرا عالم پیدا ہوتا ہی۔ اور اسی طرح عالم پیدا ہوتے رہتے ہین (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۰۲)

کلام مذکور کا منشا

۲۷۶- یہ ہی خلاصہ عبارت مذکورہ کا اور اس کلام کا منشا صرف اسقدر ہی کہ تمام عالم ایسے اجزا اور ذرات سے مرکب ہی جو بہت سخت ہین اور وہ معدوم نہین ہوتے۔ ان ہی کے فنا ہونے کے بعد اُنکے بچے ہوے آثار سے ایک مدت خاص مین دوسرا عالم پیدا ہوتا ہی۔

حکیم مذکور کا قول در باب ارواح

۲۷۷- پھر لکھتے ہین:—

وکان یقول ارواح الانسان التی ھی نفس العقل علی رایہ زکیۃ من اجتماع ذرات وکذلک دوارۃ یترکب منھا جمیع الموجودات (انتھی بقدر الحاجۃ) (کلیات اریہ مسافر)

یعنی ذیمقراطیس اس امر کا بھی قائل تھا کہ انسان کی روحین جنھین عقل کہتے ہین وہ بھی ان ہی ذرات کے اجتماع سے مرکب ہین۔ اسی طرح آفتاب و ماہتاب و دیگر ستارے بھی اور یہ کہ ذرات مذکورہ دَوری حرکت کرتے رہتے ہین۔ ان ہی سے تمام چیزین پیدا ہوتی ہین۔ کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۰۲)

پنڈت جی اپنے قصور فہم سے اس قول کو تناسخ کی دلیل سمجھتے ہین

۲۷۸- پنڈت صاحب نے اس کلام سے تناسخ کا ثبوت دیا ہی لیکن یہ کلام صاف بتا رہا ہی کہ تمام روحین حادث ہین قدیم نہین کیونکہ جو شئ مرکب ہی وہ یقیناً حادث ہی اور یہ بات پنڈت صاحب کے خیال کے سخت مخالف ہی۔ اسلیے کہ وہ روحونکو قدیم بتاتے ہین اور جب تک قدیم ہونا روحون کا ثابت نہوگا تناسخ بھی ثابت نہین ہوسکتا۔ مدار تناسخ روحونکے قدیم ہونے پر ہی (جیسا کہ فلسفۂ طبعیات بتاتا ہی) مگر حکیم مذکور ان روحونکو حادث بتاتا ہی لہذا

(۳) فیثاغورث کا قول

اس کلام کو اپنی سند مین پیش کرنا اس امر کی دلیل ہی کہ پنڈت جی سمجھے ہی نہین کہ وہ کیا کہتا ہی
۲۷۹-(۳) پنڈت صاحب نے فیثاغورث کی راے بھی "تاریخ الفلاسفہ" وغیرہ
سے نقل کی ہی وکان یزعم ان العالم لہ روح وادراک وان روح ھذا العالم
العظیم ھو الاثیر فیہ جمیع الارواح الجزئیۃ للآدمیین وسائر الحیوانات
وکان یقول ان الارواح لا تفنی غیر انہا تروح فی الھواء من جھۃ الی اخری الی
ان تصادف جسما ایاما کان فتدخل فیہ مثلا اذا خرجت الروح من جسد
الانسان فیتفق ان تدخل فی جسم فرسٍ وذئبٍ وحمارٍ وفارٍ وطائرٍ او سمکۃٍ
او غیر ذلک من باقی انواع الحیوانات کما یتفق انہا تدخل فی جسد الانسان
ایضا من غیر فرق کما انہا اذا خرجت من جسم ای حیوان تدخل فی جسم
انسانٍ او فی جسم حیوانٍ فلذلک کان فیثاغورث یشدد فی منع اکل الحیوانات
کان یزعم ایضا ان ذنب من یقتل ذبابۃ او الزنبور او غیرھما من الھوام مثل
ذنب الذی یقتل انسانا حیث ان سائر الارواح واحدۃ منتقلۃ فی جمیع الحیوانات
واراد فیثاغورث ان یثبت لجماعۃ مذھبہ فی تناسخ الارواح فاخبرھم انہ کان
سابقا فی جسد سمہ ایثالیدیس وادعی انہ کان ابن عطارد من الھۃ
یونان وکان عطارد یقول لہ اذ ذلک سل منی ما تحب تعطہ ما عدا البقاء و
الدوام حتی یتم غرضک ومقصودک فطلب منہ ان یعطیہ قوۃ تذکر جمیع الاشیاء
تحصل لہ فی الدنیا فی حیاتہ وبعد مماتہ ومن ذلک الوقت صار عالما بجمیع
یقع فی الدنیا واخبرھم ایضا بانہ لما خرج من جسم ایثالیدیس انتقل الی
جسم اوفوربیہ وکان حاضرا فی حصار مدینۃ تراودہ وجرحہ شخص یسمی
بنیلاس جرحا شدیدا وبعد ذلک خرج الی جسم ھرموتیموس فی ھذا الزمن
اراد ان یثبت للناس ما وھبہ لہ عطارد فذھب الی بلد برانجیدس ودخل
ھیکل دیولون واراھم فیہ درقتہ البالیۃ التی کان سلبہا بنیلاس حین جرحہ
ونذرہ لذلک الھیکل دلیلا علی تصرفہ ثم انتقل الی جسم صیاد یسمی پورس

ثم الی ذلک الجسم الذی هو فیثاغورث وانه یرجع بعد انتقاله الی جسم دیک کذا او غیر ذلک وقال انه مرّ حین سفره فی اودیة جهنم ورای روح الشاعر هوبیس مسلسلة فی الاغلال و مصلوبة فی عمود یقاسی الشدائد جدا ورای ایضا روح هومیرس معلقة فی شجرة واحاطت به الافاعی من کل جانب و ذلک عقاب له علی کاذیبه التی کان ینسبها للآلهة ورای ارواح الرجال الذین کانوا لا یحسنون العشرة مع نسائهم ویسیٔونهن فی غایة العقاب فی تلک الاودیة واتفق ان فیثاغورث بنی له تحت الارض حجرة صغیرة وعند ما اراد النزول فیها اعاهد امه ان تکتب مع التحقیق سائر ما یحصل فی مدة غیبته وسجن نفسه فیها سنة کاملة ثم خرج منها نحیفا اشعث اغبر فی صورة مهولة وجمع الناس واخبرهم انه کان فی جهنم لان یحملهم علی تصدیقه فی ذلک وشرع یذکر لهم ما حصل فی مدة غیبته فظنوا انه فوق سائر البشر" الخ (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۰۲-۱۰۳)

اس قول کا اُن لباب

۲۸۰- اس پورے کلام کا خلاصہ چند باتون مین ہو- (۱) یہ کہ تمام روحین آسمان مین ہین (۲) یہ کہ روحین فنا نہین ہوتین (۳) یہ کہ وہ روحین فضاے عالم مین پھرتی رہتی ہین جو جسم سامنے آجاتا ہو اس مین گھس جاتی ہین اسطرح انسان کی روح گھوڑے- گدھے- بھیڑیے- چوہے- پرندے یا مچھلی وغیرہ کے جسم مین چلی جاتی ہی جسطرح ان حیوانات کی روحین انسانی اجسام مین گھس جاتی ہین- اسمین کوئی فرق نہین (۴) اپنے اہل جماعت کے سامنے تناسخ ارواح کے ثابت کرنے کے لیے اُسنے یہ چال کی کہ لوگون سے کہنا شروع کیا کہ وہ پہلے عطارد نامے خدا کا بیٹا تھا- جو یونان کے خداؤن مین سے تھا عطارد نے اسکو قوت حافظہ عطا کی تھی پھر وہ ایثالیدیس کے جسم مین آیا- وہان سے نکلکر ادفوربہ کے جسم مین آیا جو ایک قلعہ مین مقید تھا- وہان اُسے مینلا اس نامے ایک شخص نے زخمی کیا اور اُسکا لباس چھین لیا- پھر وہ بوروس کے جسم مین آیا- وہان سے اُس جسم مین آیا جسے فیثاغورث کہتے ہین (۵) اسکے بعد وہ مرغ یا مور یا اور کسی جسم مین جائیگا (۶) وہ اپنے دوران سفر مین جہنم مین بھی گیا تھا- وہان ہربودس شاعر کی روح کو طوق و زنجیر مین مسلسل پایا اور ایک عمود مین صلیب دیا ہوا (۷) اُسنے ہومرس شاعر کی روح کو بھی ایک درخت مین لٹکا ہوا پایا جسے سانپ ہر طرف سے گھیرے ہوے تھے- کیونکہ خداؤن پر تہمت لگاتا تھا (۸) اُسنے

اپنے دعوے کے ثابت کرنے کے واسطے یہ بھی کیا کہ زمین مین ایک چھوٹا سا حجرہ بنایا اور اُسمین قیام کیا مگر اپنی مان سے عہد لے لیا تھا کہ وہ اُسکی غیبت کے زمانے کے تمام واقعات کو قلمبند کرتی رہے - اور ایک سال تک اپنے تئین اُسی حجرہ مین بند رکھا جب نکلا تو لاغر غبار آلود تھا اور سر پر خاک پڑی ہوئی تھی (۹) پھر سب کو جمع کر کے اُسنے کہا کہ وہ شخص اس مدت غیبت مین جہنم مین گیا تھا تا کہ لوگونکو اپنے کلام کی تصدیق پر آمادہ کرے - اور اپنی غیبت کے زمانہ کے واقعات جو گذرے تھے بیان کرنے لگا جس سے لوگون نے اُسکو تمام آدمیون سے اشرف خیال کرنا شروع کیا۔

قول مذکور کا جواب

۲۸۱ - فیثاغورث کی ان تمام باتونکو پنڈت لیکھرام صاحب نے ثبوت تناسخ مین پیش کیا ہے - مگر ناظرین باعقل و ادراک ذرا غور فرمائین کہ آیا اس نام کے حکیم کا کوئی قول بھی اس قابل ہے جسپر کوئی شخص اعتبار کر سکے؟ ہرگز نہین! ہرگز نہین!!

یہ قول دس وجوہ سے آریون کے خلاف ہے

۲۸۲ - اب مین دکھلاتا ہون کہ ان تمام باتون مین کون کون سی باتین آریہ صاحبان کے اعتقاد کے خلاف ہین اور کیا کیا باتین خود فیثاغورث کی جعلسازی و مکاری کو ظاہر کر رہی ہین

وجہ اول

اولاً یہ کہ فیثاغورث بنا بر بیان سابق کے اس بات کا قائل ہے کہ روحین فضا مین اُڑتی پھرتی ہین - جو بھی جسم آتا ہے اُس مین گھس جاتی ہین - انسان کی روح حیوانات مین اور حیوانات کی روح انسانون مین - مگر یہ فعل کسی سزا و جزا پر مبنی نہین ہے بلکہ خود روحونکو جیسا موقع ملتا ہے ویسا کر گذرتی ہین یہ بات بالکل آریہ اصول کے خلاف ہے کیونکہ یہ لوگ بنا بر سزا و جزا کے روحون کا ایک جسم سے دوسرے جسم مین داخل ہونا مانتے ہین اور فیثاغورث اس فعل کو محض اتفاقی اور بلا سبب بتاتا ہے - پھر اس کلام سے پنڈت صاحب کو کیا فائدہ ہوا اور اسکو سند مین کسطرح لائے؟ معلوم ہوا کہ اسکی اصل غرض کو آپ سمجھے ہی نہین -

وجہ دوم

ثانیاً - فیثاغورث نے اپنے چار یا پنج جنم بتائے ہین - پہلے وہ عطارد نامے یونان کے خدا کا بیٹا تھا - یہ بات سراسر غلط ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پکا ملحد تھا اور بہت سے معبودون کا قائل تھا - حالانکہ معبود صرف ایک ہے جو خدائے واحد ہے - اور آریہ صاحبان بھی معبود اپنا ایک ہی مانتے ہین اور اُسکے لیے بیٹا یا بیٹی نہین مانتے - پھر کس طرح صحیح ہوا کہ ایسے ملحد کے کلام کو سند مین پیش کیا؟ کیا بہت سے معبودون کا قائل بیدین اور کافر نہین؟

اور جب کافر ہی تو اُسکا کوئی قول بلا دلیل کیونکر سند ہو سکتا ہی؟

وجہ سوم

ثالثاً۔ اُسنے اپنا تناسخ ایثالیڈیس اوفوربہ۔ ہرموتیموس۔ پولون اور فیثاغورث کے اجسام مین بیان کیا ہی جو بالکل خلاف عقل ہی۔ اگر اس طرح تناسخ ممکن ہو اور لوگونکو اپنے گذشتہ حالات یاد ہون تو چاہیے کہ پنڈت صاحب کو بھی یاد ہو کہ اپنے لیکھرامی جنم سے پہلے کس جنم مین تھے؟ یا اور کسی کو یاد ہون۔ لیکن اس زمانہ مین تو کوئی ایسا نظر نہین آتا فیثاغورث ہی کو کیا شرافت تھی کہ اُسے تو یاد رہگیا اور دیگر حکماء کو یاد نہ رہا۔!

وجہ چہارم

رابعاً۔ اُسنے یہ بھی بیان کیا کہ آئندہ کسی مرغ یا طاؤس وغیرہ مین جنم لیگا۔ یہ بھی خلاف عقل ہی۔ کیونکہ آئندہ کا حال کسی کو بغیر وحی و الہام کے معلوم نہین ہو سکتا۔ پھر فیثاغورث جیسے بیدین کو کیونکر معلوم ہو گیا؟

وجہ پنجم

خامساً۔ اُسنے دوران سفر مین جہنم کی بھی سیر کی۔ یہ بھی آریہ لوگون کے اعتقاد کے خلاف ہی۔ وہ لوگ جہنم اور بہشت کو مانتے ہی نہین جس سے معلوم ہوا کہ آریہ صاحبان کے اعتقاد کے بموجب جھوٹا تھا۔ پھر ایسے جھوٹے آدمی کے کلام سے سند لانا کیسا؟ عجیب بات ہی۔

وجہ ششم

سادساً۔ اُسنے اومیرس شاعر کی روح کو ایک درخت مین لٹکا ہوا دیکھا۔ کیونکہ وہ خداؤن پر تہمت لگاتا تھا۔ یہ بات بھی آریہ اصول کے خلاف ہی اور غلط۔ ان لوگون کی راے مین سزا و جزا جسمون کے اندر تناسخ ہونے سے حاصل ہوتی ہی۔ نہ کہ جہنم مین معذب ہونے سے جب اُنکے نزدیک جہنم ہی کا وجود نہین تو اُس مین معذب ہونا کیسا؟

وجہ ہفتم

سابعاً۔ اُسنے جہنم مین ہیریودس شاعر کو بھی طوق و زنجیر مین مسلسل پایا۔ یہ بھی آریہ اصول کے خلاف ہی۔ اُنکے نزدیک پُنر جنم سے عذاب ہوتا ہی نہ کہ جہنم کے طوق و زنجیر سے۔

وجہ ہشتم

ثامناً۔ اُسنے اپنے دعوے کے اثبات کے واسطے یہ جعل کیا کہ زمین مین گڑھا کھود کر سال بھر چھپا رہا۔ اور جب نکلا تو بیان کیا کہ وہ شخص جہنم مین تھا۔ ایسے جھوٹے اور جعلساز کا کلام کب قابل اعتبار ہو سکتا ہی؟ ایسا مکار اور پھر حکیم! چشم بد دور!

وجہ نہم

تاسعاً۔ مان سے تاکید کر گیا کہ جب تک مین اس غار مین چھپا رہون تب تک کے حالات لکھتی رہنا۔ تاکہ مین اسے پڑھکر لوگون سے بیان کرون۔ یہ دوسرا جعل ہی۔ جس سے

اُسنے اپنے دعوے کو ثابت کرنا چاہا ہی۔

وجہ دہم

عاشرًا۔ اُسنے فقط اپنے تئین بڑا آدمی ثابت کرنے کے واسطے یہ سب جعلسازیان اور دروغگوئیان اختیار کین۔ جو اس کے لیے حاصل ہوا کہ سبنے اسے بڑا آدمی سمجھنا شروع کیا۔

فیثا غورث کا قائل تناسخ ہونا دلیل تناسخ نہین ہی

۲۸۳۔ بسا تعجب ہی کہ پنڈت صاحب نے صرف یہ دیکھ کر کہ وہ تناسخ کا قائل ہی۔ اسکے اقوال و خیالات کو سند مین پیش کیا ہی۔ حالانکہ ان اقوال سے اسکا جھوٹا۔ دغاباز۔ جعلساز۔ مکار اور خود غرض ہونا ثابت ہوتا ہی۔ اور یہ نہ خیال کیا کہ جو شخص ایسا ہو اسکا کوئی کلام کب سند ہو سکتا ہی؟ ان تمام بیانات سے تو معلوم ہوتا ہی کہ وہ ہرگز حکیم نہ تھا۔ اسلیے کہ حکیم کی یہ شان نہین ہی کہ ایسا بداخلاق اور جھوٹا ہو۔ اور جب حکیم نہ تھا بلکہ معمولی سطحی آدمی تھا تو اسکے تمام خیالات اور بکواس ایک دیوانے کی بڑ سے زیادہ وقعت نہین رکھ سکتے۔ لہذا ایسے شخص کا قائل تناسخ ہونا بھی تناسخ کو ثابت نہین کر سکتا۔

(۴) سقراط کا قول

۲۸۴۔ (۴) **سقراط** کی رائے بہت تفصیل سے پنڈت لیکھرام صاحب نے اپنی کتاب مین لکھی ہے اور بیان کیا ہی کہ "یہ حکیم عام طور پر تناسخ کی تعلیم دیتا اور بازارون مین اس مسئلہ کا وعظ کرتا تھا...." (کلیات آریہ مسافر ص ۱۰۴-۱۱۰)

قول بلا دلیل حجت نہین ہو سکتا

۲۸۵۔ اس مین کچھ شبہہ نہین کہ ہزارون آدمی تناسخ کے قائل تھے اور اب بھی موجود ہین مگر بحث اس مین ہی کہ اُنکے پاس اسکی کیا دلیل ہی؟ اور وہ کہانتک اپنے دعوے کو ثابت کر سکے ہین۔ اسطرح تو لاکھون آدمی بتون کو پوجتے اور دیگر اوہام و خیالات کے پابند ہین۔ تو کیا ہم اُنکے خیال کو صحیح کہہ سکتے ہین۔ جب تک ہمین کوئی دلیل اُنکی صحت کی نہ ملے؟

سقراط کی دو دلیلین

۲۸۶۔ **سقراط** کا مباحثہ اپنے شاگردون سے روح کے تناسخ اور اُسکے لافانی ہونے پر بہت وسیع ہی۔ لیکن سب کا محصل دو باتون کی طرف رجوع کرتا ہی **ایک**[۱] یہ کہ ہر شی اپنے متضاد سے پیدا ہوتی ہی۔ رات دن سے۔ ضعف قوت سے۔ ظلم عدل سے۔ ملاپ جدائی سے۔ کمی زیادتی سے۔ سردی گرمی سے۔ اور بڑا چھوٹے سے۔ وغیرہ وغیرہ۔ لہذا موت حیات سے اور حیات موت سے پیدا ہوگی جس سے یہ نتیجہ نکالا ہی کہ جب کوئی مرتا ہی تو پھر اس سے زندہ شخص پیدا ہوتا ہی اور یہی تناسخ ہی **دوسرے**[۲] یہ کہ ہمارے دماغ مین دو قسم کی چیزین ہین

ایک علم تازہ - دوسرے یادداشت علم تو نئی چیزون سے پیدا ہوتا ہی اور یادداشت کسی گلے
جسم کی معلومات کا ذخیرہ ہی جو آج ہمین یاد آتی ہی جس سے یہ نتیجہ نکالا ہی کہ روحین قدیم ہین
ہم ان دونون دلیلون پر تھوڑی بحث کرنا چاہتے ہین -

دلیل اول کا جواب
مثال اور ممثل مین
مطابقت نہین ہی

۲۸۷ - دلیل اول کی نسبت تو ہم یہ کہتے ہین کہ سقراط نے جتنی مثالین متضاد سے متضاد
کے پیدا ہونے کی پیش کی ہین سب ناتمام ہین اور انسان زندہ کے انسان مردہ سے پیدا ہونے کی
دلیل نہین ہو سکتین **سقراط** کہتا ہی کہ ہر زندہ کسی دوسرے مردہ سے پیدا ہوتا ہی جیسے رات دن
سے ضعف قوت سے - بدتر بہتر سے - ظلم عدل سے - گرمی سردی سے - سختی نرمی سے وغیرہ وغیرہ
لیکن کوئی ان مثالون مین سے درست نہین اسلیے کہ تناسخ کا منشا یہ ہی کہ وہی روح جو پہلے کسی
جسم زندہ مین تھی اس سے نکل کر کسی دوسرے جسم مین آگئی - پہلا جسم مردہ ہو گیا - اور یہ دوسرا
جسم زندہ - مگر یہ مثالین ہرگز اسکے مطابق نہین - چنانچہ رات کبھی دن سے نہین پیدا ہوتی
بلکہ دن کے فنا ہو جانے کے بعد تاریکی شب آتی ہی جو بالکل نوعًا اسکے مخالف ہی ضعف قوت
سے نہین پیدا ہوتا بلکہ قوت کے زائل ہو جانے کے بعد ضعف پیدا ہو جاتا ہی جو بالکل نوعًا
اسکے مخالف ہی - سردی کے زائل ہو جانے کے بعد گرمی پیدا ہوتی ہی جو نوعًا بالکل اسکے مخالف
ہی وغیرہ وغیرہ - دن رات کا مادہ نہین ہی - سردی گرمی کا مادہ نہین ہی - اور نہ قوت ضعف کا
اور نہ اول کا کوئی اثر دوسرے کے بعد باقی رہتا ہی - بخلاف تناسخ ارواح کے کہ مادہ کے
جسم وہی رہتے ہین اور روح بھی وہی جو سابقًا کسی جسم مین تھی - پھر مثال اور ممثل مین
کیونکر مطابقت ہوئی؟

مثالین دلیل کا کام
نہین دے سکتین

۲۸۸ - علاوہ برین اس بیان مین غلطی یہ ہی کہ تناسخ کی کوئی دلیل تو سقراط سے لائی
نہ گئی تب اُسنے چاہا کہ مین مثالون سے کام نکالون لیکن مثالین جتنی پیش کین وہ سب غیر
مطابق مستدل کا پہلا فرض ہی کہ اپنے دعوے پر کوئی دلیل لائے - اسکے بعد کسی مثال سے اُسکو
مستحکم کرے نہ یہ کہ مثال پر چل جائے اور دلیل کو نظرانداز کرے -

دلیل دوم کا جواب
ہماری یادداشت
تناسخ یا قدامت روح
کی دلیل نہین ہے

۲۸۹ - دلیل دوم کی نسبت یہ کہنا ہی کہ یادداشت کے معنی یہ ہین کہ جو چیزین خزانۂ
حافظہ مین محفوظ ہین وہ کسی موقع پر ذہن کے سامنے آجائین مثلاً رنگ کو دیکھ کر کپڑے کا

خیال آجائے جس مین وہ رنگ کبھی دیکھا تھا۔ یا کسی شخص کے دوست کو دیکھکر اُس شخص کی یاد آجائے جو پہلے سے معلوم تھا۔ لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ کسی اگلے جنم کی باتین تھین بلکہ وہ چیزین یاد آتی ہین جو اس جنم مین کبھی نہ کبھی اُسنے دیکھی تھین۔ اور اگر وہ تھوڑی دیر غور کرے تو معلوم ہو جائیگا کہ اسی زندگی مین کسی نہ کسی وقت مین نے اُنکو دیکھا تھا اور یہ ایک بدیہی بات ہی محض یادداشت کسی چیز کی روح کے قدیم ہونے کی دلیل نہین ہو سکتی۔

(۵) افلاطون کا قول درباب تعدد قدما

۲۹۰ – (۵) حکیم افلاطون کے خیالات کو بھی اپنی تائید مین پنڈت صاحب نے پیش کیا ہی۔ تاریخ الفلاسفہ مین یہ عبارت اسکے متعلق ہی ذکر لوقراطس فی المقالۃ الاولی من کتابہ المسمی اراء الفلاسفۃ فی الفصل الثالث ان افلاطون قال بثلاثۃ اصول الالٰہ[۱] والمادۃ[۲] والادراک[۳] یعنی لوقراطس نے اپنی کتاب آراء الفلاسفہ کے مقالۂ اولی کی فصل سوم مین لکھا ہی کہ افلاطون تین اصول کا قائل تھا۔ ایک[۱] الٰہ (خدا تعالی) دوسرے[۲] مادہ اور تیسرے[۳] ادراک (جس سے بظاہر روح مراد ہی) اور یہ بھی لکھا ہی کہ وہ تناسخ ارواح اور بقائے ارواح کا قائل تھا (کلیات آریہ مسافر ص ۱۱-۱۱۱)

اس قول کا ابطال پہلے ہوچکا ہی

۲۹۱ – اس رائے کے متعلق ہمین صرف یہ کہنا ہی کہ افلاطون نے تین قدیم کے وجود کا قول اختیار کیا ہی جو بالکل غلط ہی۔ جیسا کہ ہم نے سابقاً بیان کیا۔ ایک قدیم کے سوا دو قدیم تو ہو ہی نہین سکتے چہ جائیکہ تین یا چار قدیم[۱] اور ظاہر ہی کہ جب مبنیٰ علیہ ہی فاسد ہی تو مبنی ضرور فاسد ہوگا ثَبِّتِ العَرْشَ ثُمَّ انْقُشْ مثل مشہور ہی جب تک روح کے قدیم ہونے کا مسئلہ طی نہ ہولیگا۔ تب تک تناسخ بھی ثابت نہوگا۔

افلاطون نے فیثاغورث کے مذہب تناسخ کو ترک کردیا تھا

۲۹۲ – علاوہ برین اسی کتاب مین یہ بھی لکھا ہی کہ آخر مین خود افلاطون نے تناسخ کی بابت فیثاغورث کے اس مذہب کو ترک کر کے دوسری رائے قائم کی تھی چنانچہ صاحب تاریخ الفلاسفہ لکھتے ہین "کان افلاطون یعلم تناسخ الارواح بالطریقۃ التی تعلمہا من فیثاغورث ثم اتخذ فی ذلک طریقۃ لہ وسلک فیہا منوالا خاصا غیر منوال فیثاغورث کما یوجد فی مخاطباتہ" یعنی افلاطون پہلے تناسخ ارواح کی تعلیم کیا کرتا

---

[۱] دیکھو باب اول فصل دوم کی پہلی دلیل۔

تھا جس طرح اُسنے فیثا غورث سے سیکھا تھا- مگر بعد اسکے اُسنے اپنے لیے ایک ور مذہب علاوہ طریقہ و مذہب فیثا غورث کے اختیار کیا جیسا کہ اُسکے مخاطبات مین پایا جاتا ہی (کلیات آریہ مسافر ۱۱۱)

مسئلۂ تناسخ محض ظنی ہی

۲۹۳- یہ بیان صاف طور پر بتاتا ہی کہ افلاطون نے مذہب اول سے رجوع کی اور اُسے ترک کر کے دوسرا مذہب روح کے متعلق اختیار کیا جس سے معلوم ہوتا ہی کہ مسئلہ تناسخ ظنی اور تخمینی مسئلہ ہی کوئی یقینی بات نہین ورنہ سب کا مسلک اسکے بیان مین ایک ہی ہوتا جسکی سمجھ مین جو کچھ آیا اُسنے بیان کر دیا کیونکہ کوئی دلیل تو ہی کسی خاص مسلک پر نہ تھی بخلاف مسئلہ معاد و حشر و نشر کے کہ جتنے انبیا خدا کی طرف سے آئے وہ سب ایک ہی طرح اسکو بیان کرتے رہے- کیونکہ وہ ایک خدا کی بتائی ہوئی بات تھی جس مین اختلاف نہین ہو سکتا تھا-

(۶) ارسطاطالیس کا قول پنڈت جی کے دعوے کے خلاف ہی

۲۹۴-(۶) اسطاطالیس (ارسطو) کے متعلق ایک صفحہ بھر کی عبارت پنڈت صاحب نے اپنی کتاب ثبوت تناسخ مین ولیم انفیلڈ- ایل ایل ڈی کے بیان کے بموجب نقل کی ہی- مگر کوئی جملہ بھی تناسخ کے ثبوت مین نہین بلکہ اسکے مخالف ہی-

یہ حکیم روح کو فانی مانتا تھا

۲۹۵- ولیم انفیلڈ مذکور لکھتے ہین "ارسطو کی تحریرات یا کتابون مین کوئی اس قسم کا نوشتہ نہین ہی جس سے یہ کامل طور پر اخذ کیا جائے کہ وہ روح کو فانی مانتا تھا یا غیر فانی لیکن پہلا یعنی فانی ہونا اغلب ہی اور وجہ اسکی یہ ہی کہ روح کی بابت اُسکا یہ خیال تھا کہ اسکو ایک ہمیشہ رہنے والی چیز نے طاقت نے انسان کے جسم مین ڈالا ہی" (کلیات آریہ مسافر ص۱۱۱)

پنڈت جی کی کم فہمی

۲۹۶- باوجودیکہ اس عبارت سے روح کا فانی ہونا اور عدم تناسخ کا ثبوت ہوتا ہی جو پنڈت صاحب کے خیال کے مخالف ہی- مگر نہ معلوم کس منشا سے پنڈت لیکھرام صاحب نے اسے نقل کیا ہی- بظاہر کتاب کا حجم بڑھانے کے لیے اسکی لائف لکھدی ہی-

(۷) فی زی سائی ڈیس کی طرف عقیدۂ تناسخ کو منسوب کرنا پنڈت جی کی غلطی ہی

۲۹۷-(۷) فی زی سائی ڈیس کی بنسبت ولیم انفیلڈ نے لکھا ہی کہ "وہ بھی قدم روح او تناسخ کا قائل تھا" مگر کوئی دلیل اُسکے اس دعوے پر نہین لکھی- صرف یہ لکھدیا ہی کہ "وہ مسئلہ تناسخ کا قائل تھا اور سکھلاتا تھا کیونکہ یہ مسئلہ پرانے مصر کے حکماء مین عام طور پر رائج تھا" (کلیات آریہ مسافر ص۱۱۳)

(۸) امبید وقلیس کا دعوی کہ اُنکو اپنے پچھلے جنمون کے حالات یاد ہین

۲۹۸-(۸) امبید وقلیس کی بابت تاریخ الفلاسفہ مین لکھا ہی جیسا کہ پنڈت صاحب نے نقل کیا ہی کہ "اُسکا مذہب تناسخ ارواح تھا جو کہ اجسام مین نقل مکان کرتی رہتی ہین- اور وہ کہتا تھا کہ

مجھے یاد ہی کہ پہلے مین ایک چھوٹی سی لڑکی تھا - پھر مین مچھلی بن گیا - پھر مین پرندہ بن گیا - بلکہ مجھے یہ بات یاد ہی کہ مین نباتات مین تھا" (کلیات آریہ سافر ص۱۱۳)

دعاوی بلادلیل قابل قبول نہین

۲۹۹ - اس بیان کے متعلق صرف اتنا ہی کہنا کافی ہی کہ اگر اس برائے نام حکیم کا دعوی صحیح ہو کہ اُسے اپنا نباتات مین رہنا - یا طائر رہنا - یا دختر کو چک رہنا یاد ہی تو کیون ایسا ہی کہین اور مشاہدہ مین نہین آتا؟ محض زبانی دعوی بلادلیل قابل قبول نہین -

(۹) حکیم بوعلی سینا کے قول سے پنڈت جی کا غلط استدلال

۳۰۰ - (۹) حکیم بوعلی سینا رئیس الحکما کی بابت پنڈت صاحب نے لکھا ہی کہ حکیم بوعلی سینا نے اپنی کتاب نجاۃ اور شفا مین جسم کی طرف اعادۂ روح کا نہ محال ہونا ثابت کیا ہی (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۱۲) لیکن کتاب نجاۃ مطبوعۂ مصر ہو وقت میرے سامنے موجود ہی اسکے حصۂ دوم ص۳۰۹ مین ایک خاص ور مستقل فصل ابطال تناسخ کے لیے شیخ رئیس کی قائم کی ہوئی موجود ہی -

حکیم موصوف کا کلام درباب ابطال تناسخ

۳۰۱ - شیخ رئیس بوعلی بن سینا کتاب نجاۃ صفحہ ۳۰۹ مین لکھتے ہین فصل فی بطلان القول بالتناسخ یعنی یہ فصل عقیدۂ تناسخ کے باطل ہونے کے بیان مین ہی - اسکے بعد یہ عبارت لکھی ہی وقد وضحنا ان الانفس انما حدثت وتکثرت مع تهیؤ الابدان علی ان تهیؤ الابدان یوجب ان یقتضی وجود النفس لها من العلل المفارقة وظهر من ذلک ان هذا لا یکون علی سبیل الاتفاق والبخت حتی یکون لیس وجود النفس الحادثة لاستحقاق هذا المزاج نفسا تدبره حادثة ولکن کان یوجد نفس واتفق ان وجد معها بدن فحینئذ لا یکون للتکثر علة ذاتیة البتة بل عرضیة وقد عرفنا ان العلل الذاتیة هی قبل العرضیة فاذا کان کذلک فکل بدن یستحق مع حدوث مزاجه حدوث نفس له ولیس بدن لا یستحقه اذ اشخاص الانواع لا تختلف فی الامور التی بها تتقوم فاذا فرضنا نفسا تناسختها ابدان وکل بدن فانه بذاته یستحق نفسا تحدث له وتتعلق به فیکون البدن الواحد فیه نفسان معا ثم العلاقة بین النفس والبدن لیس هی علی سبیل الانطباع فیه کما قلنا بل علاقة الاشتغال به حتی تشعر النفس بذلک البدن وینفعل البدن عن تلک النفس فکل حیوان فانه یستشعر نفسه نفسا واحدة هی المصرفة والمدبرة فان کان هناک نفس اخری لا یشعر الحیوان بها ولا هی

بنفسہا ولا تشتغل بالبدن فلیس لہا علاقۃ مع البدن لان العلاقۃ لم تکن الا بہذا النحو فلا یکون تناسخ بوجہ من الوجوہ

اس کلام کا مطلب

۳۰۲- اس کلام کا حاصل یہ ہی کہ ہم نے پہلے واضح کر دیا ہی کہ نفس (روح) اسی وقت پیدا ہوتے اور کثیر ہوتے ہین جبکہ بدنون مین آمادگی قبول نفس کی پیدا ہو لیتی ہی- اس بنا پر کہ بدنون کا مہیا و آمادہ ہو جانا اس بات کا سبب ہی کہ علل مفارقۃ سے نفس کا وجود اُنکے لیے ہو- اور یہ بھی ظاہر ہو چکا ہی کہ یہ بات بخت و اتفاق کے طور پر نہین ہی کہ اس مزاج بدن کے استحقاق کے بموجب اُسکے نفس کا حدوث ہوا- یا کوئی نفس پہلے سے پایا جاتا ہو پھر کوئی بدن پیدا ہو گیا ہو اور اتفاق کے طور پر وہ روح اس بدن مین داخل ہو گئی ہو (ایسا نہین ہی) ورنہ تکثر کی کوئی علت ذاتیہ نہو گی بلکہ علت عرضیہ ہو گی- حالانکہ ہم نے پہلے بتا دیا ہی کہ علت ذاتیہ مقدم ہی علت عرضیہ پر اور جب ایسا ہی تو ہر جسم جبکہ اُس مین مزاج پیدا ہو جائے اس بات کا استحقاق پیدا کر لیتا ہی کہ اُسکے واسطے کوئی نفس (روح) پیدا ہو- اور ایسا بھی نہین ہی کہ ایک جسم تو روح کا مستحق ہو اور دوسرا نہو- اسلیے کہ تمام افراد بدن اپنے امور مقومہ مین فرق نہین رکھتے (بلکہ جو ایک کا حال ہی وہ سب کا حال ہی) پس اگر ہم مان لین کہ ایک روح کئی کئی جسمون مین تناسخ کی صورت مین داخل ہوتی ہی اور یہ بھی مسلم ہی کہ ہر جسم اپنے لیے ایک روح کے حدوث کا مستحق ہی تو لازم آئیگا کہ ایک جسم مین دو روحین ہون (ایک وہ جو دوسرے جسم سے نکلکر آئی ہی دوسری وہ جسکا وہ خود مستحق ہی) لیکن چونکہ روح اور جسم کے درمیان محض انطباعی تعلق نہین ہی بلکہ ہر روح اپنے بدن سے مشتغل رہتی ہی جسکی وجہ سے وہ روح اپنے بدن کو سمجھتی ہی- اور بدن اُس سے متاثر ہوتا ہی- اور ہر ذی حیات اپنے تئین ایک ہی نفس (روح) والا جانتا ہی جو اُسکے جسم کی مدبّر ہی اور اُس مین تصرف رکھتی ہی- تو اگر ایک روح کے علاوہ کوئی اور روح بھی اُس مین ایسی ہوتی جسکو وہ نہ جانتا ہو اور نہ خود دوسری روح اپنے تئین جانتی ہو اور نہ اُسے کوئی شغل بدن کے ساتھ ہو تو اُسے کوئی علاقہ اس بدن سے نہو گا اسلیے کہ نفس کا تعلق بدن سے اشتغالی ہی ہوتا ہی- لہذا تناسخ بھی کسی طرح نہو گا-

پنڈت جی کلام مذکور کا مطلب اُلٹا سمجھتے ہین

۳۰۳- شیخ تو اپنی کتاب نجاۃ مین یون لکھے اور پنڈت صاحب فرمائین کہ وہ اس کتاب مین

امکان تناسخ کو لکھتے ہین۔ عجیب و غریب ترکیب ہی! کیا اسی طرح کسی دعوے کو ثابت کیا کرتے ہین؟

۳۰۴- ہان کتاب مبدء و معاد مین شیخ نے کسی کا قول لکھا ہی کہ "وہ تناسخ کو بعض نفوس کے لیے جو خسیس و دنی ہون اور محض بدن سے متعلق رہنا اُنکا غائت مقصود ہو مانتا تھا" جسے محقق طوسیؒ نے شرح اشارات مین لکھا ہی کہ "میرے خیال مین وہ شخص فاریابی ہی" مگر اس سے شیخ کی کوئی راے نہین معلوم ہوئی بلکہ خود شیخ نے اپنی کتاب اشارات مین تناسخ کے محال ہونے کو لکھا ہی اور فرمایا ہی کہ "اما التناسخ فی اجسام من جنس ما کانت فیہ فمستحیل" یعنی "تناسخ جسمون کے اندر وہ جسم جس طرح کا بھی ہو (یعنی انسانی ہو یا نباتی یا جمادی) محال ہی" لہذا پنڈت جی کا پیش کرنا شیخ کو اپنی سند مین بالکل بے معنی ہی۔

شیخ کے ایک اور کلام سے تناسخ کا ابطال

۳۰۵- علاوہ انکے اور بھی چند یورپین وغیرہ کے اقوال پنڈت صاحب نے بابت تناسخ کے درج کیے ہین (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۱۳-۱۱۸) لیکن چونکہ وہ بالکل دلائل سے خالی ہین[1] اسلیے ہم اُنھین چھوڑتے ہین۔ اور یہ کہتے ہین کہ اس مین کوئی شک نہین کہ دنیا کے بہت سے انسان تناسخ کے قائل تھے اور اب بھی موجود ہین مگر اس سے اُسکا ثبوت نہین ہو سکتا اور صحیح ہونا لازم نہین۔ کیونکہ بہت ایسی باتین ہر دنیا مین ہوئین اور اب ہو رہی ہین اور ان آدمیون لوگون مین مشہور ہین مگر بے اصل ہین غلط ہین اوہام باطلہ ہین کثرت کسی چیز کی صحت کو عقلا لازم نہین اور نہ مقام استدلال مین کوئی فلسفی شہرت یا کثرت کو پیش کرتا ہی بسا تجربہ ہوا ہی کہ سو آدمی ایک طرف ہین اور دو چار ایک طرف مگر وہ بڑا گروہ غلطی پر ہی اور چھوٹا گروہ صحت پر۔ لہذا یہ اقوال اثبات مطلب کے لیے بالکل ناکافی بلکہ محض بیکار ہین جب تک دلیل اُنکا ساتھ نہ دے۔

بعض اہل فرنگ کے بے دلیل اقوال جن سے تناسخ ثابت نہین ہو سکتا

فصل چہارم بائبل و تناسخ

۳۰۶- "ثبوت تناسخ" کے پانچوین باب مین پنڈت صاحب نے بائیبل سے تناسخ کا ثبوت چاہا ہی اور چند آیتین اُس سے پیش کی ہین (کلیات آریہ مسافر ۱۱۹-۱۲۰) لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کہانتک اُن سے مطلب کا ثبوت ہوتا ہی؟ ہم ہر ایک کا جواب نمبروار لکھتے ہین۔

بائبل کے چند حوالے اور اُنکے جوابات

[1] ان اقوال مین دعوے ہی دعوے ہین اور بنام نہاد دلائل جو کچھ لکھے گئے ہین اُنکی مکمل رد اسی کتاب مین پہلے ہو چکی ہی لہذا اُن سے تعرض کرنے کی کوئی ضرورت نہین (غلام الحسنین پانی پتی)

بائبل کے چند حوالے اور اُن کے جوابات

پہلا حوالہ زوجہ لوطؑ کے جسم کا نمک ہوجانا

۳۰۷-(۱) نبی لوطؑ کی عورت کا ذکر" و زنش یعقب خود نگریستہ ستونی از نمک شد" (پیدائش فصل ۱۹-آیت ۲۹)

یہ جسم کا استحالہ ہی نہ کہ تناسخ

۳۰۸-اس آیت سے پنڈت صاحب نے تناسخ کا ثبوت پیش کیا ہی- مگر بسا تعجب ہی کہ ایک شخص کسی امر کے اثبات یا نفی کے درپی ہو اور پہلے خود اس امر کو سمجھ نہ لے کہ اسکی حقیقت کیا ہی کہان تناسخ محال یعنی ایک کی روح کا دوسرے کے جسم مین بر سبیل جزا و سزا داخل ہونا اور کہان انسان کے جسم کا پتھر یا نمک ہوجانا! جسم کا استحالہ ہرگز محال نہین کیونکہ وہ مادی ہی اور مادہ ہمیشہ انقلاب مین رہتا ہی- کبھی اسپر کوئی صورت طاری ہوتی ہی اور کبھی کوئی- اگر محال اور باطل ہی تو روح کا تبادلہ اور اُسکا قدم ذاتی ہرگز اس بیان سے ثابت نہین ہوتا-

دوسرا حوالہ گدھی کا بلعام سے کلام کرنا

۳۰۹-(۲) "سو گدھی نے پرمیشر کے دوت کو اپنے ہاتھ مین تلوار کھینچے ہوے مارگ مین کھڑا دیکھا تب گدھی مارگ سے الگ کھیت مین پھر گئی- اس مارگ سے پھرنے کے لیے بلعام نے گدھی کو لاٹھی سے مارا تب پرمیشور نے گدھی کا منھ کھولا اور اُسنے بلعام سے کہا کہ مین نے تیرا کیا کیا ہی کہ تو نے مجھے اب تین بار مارا" (توریت گنتی کی کتاب باب ۲۲-آیت ۲۳ لغایت ۳۰)

اس سے بھی تناسخ ثابت نہین ہوتا

۳۱۰-اس آیت سے بھی پنڈت صاحب نے تناسخ کا ثبوت پیش کیا ہی اور بظاہر اُنکا یہ منشا ہی کہ گدھی کا بولنا دلیل تناسخ ہی- یعنی اُس مین انسانی روح ضرور رہی ہوگی- لیکن پنڈت جی اور اُنکے حوارین کو یہ سمجھنا ضروری ہی کہ اگر اس گدھی کے جسم مین انسان کی روح تھی تو صرف اسے ایک ہی دفعہ بولنے پر اکتفا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ لازم تھا کہ وہ ہمیشہ آدمیون کی طرح گفتگو کیا کرتی لیکن آیت بتاتی ہی کہ وہ نہ اس سبب سے بولی کہ درحصل اُس مین انسان کی روح تھی بلکہ قدرت خدا اور حکم خدا سے بولی جس مین اُسنے اپنی قدرت سے یہ طاقت مرحمت فرمائی تھی کہ انسان کیطرح گفتگو کرے جسطرح اس مین یہ قدرت ہی کہ پتھر مین آواز پیدا کردے- یا درخت مین گفتگو کی قوت بوقت ضرورت عطا کرے- یہی وجہ ہی کہ اسوقت کے سوا دوسرے وقت مین پھر اس حالت کا ظہور نہو

تیسرا حوالہ سانپ شیطان اور حوا کی باہمی دشمنی

۳۱۱-(۳) خداوند تعالی نے سانپ یعنی شیطان اور عورت حوا کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالی (پیدائش توریت- باب ۳-آیت ۱۴-۱۵)

(اس دشمنی کو تناسخ سے کوئی واسطہ نہین ہی)

۱۲ ۳۱۲- اسے بھی تناسخ کے ثبوت مین پیش کیا گیا ہی "برین عقل و دانش بباید گریست" کہان سانپ اور انسان کی دشمنی اور کہان تناسخ روحون کا! "مارون گھٹنا پھوٹے آنکھ" ایسے ہی موقع کے لیے مثل کہی گئی ہی- آپکو شاید یہ معلوم نہین کہ ہر جنس دوسرے غیر جنس کی متضاد اور دشمن ہی سانپ نیولے کا دشمن ہی- اور نیولا سانپ کا- بچھو مرغ کا دشمن ہی اور مرغ بچھو کا- علم جہالت کا دشمن ہی- اور جہالت علم کی- نور تاریکی کا دشمن ہی اور تاریکی نور کی- عدل ظلم کا دشمن ہی اور ظلم عدل کا- اور علی ہذا القیاس دیگر انواع و اجناس مین ہے- اس سے تناسخ کو کیا واسطہ- ورنہ لازم آئیگا کہ ظلم و عدل- خوشی و غم- رنج و راحت- ظلمت و نور وغیرہ مین بھی تناسخ ہو جائے! حالانکہ کوئی عاقل اسکا قائل نہین ہے

(چوتھا جواب بخت نصر کا گاے کی شکل مین ہو جانا)

۱۳ ۳۱۳- (۴) بادشاہ بنوکدنصر (بخت نصر بادشاہ) کے متعلق (کتاب دانیال فصل ۴ آیت ۲۸ لغایت ۳۶ سے) نقل کیا ہی جسکا خلاصہ یہ ہی کہ اُسے آسمان سے آواز آئی جبکہ وہ اپنے قصر مین متکبرانہ باتین کر رہا تھا کہ "تجھے بیل بنا دیا گیا- اب تو بیل کی طرح گھانس کھایا کریگا" چنانچہ ایسا ہی ہوا-

(یہ مسخ کی مثال ہی تناسخ نہین ہے)

۱۴ ۳۱۴- پنڈت صاحب نے اسے بھی تناسخ کا ثبوت سمجھا ہی مگر اُنھین یہ معلوم نہوا کہ تناسخ مین انتقال روح ایک جسم سے دوسرے جسم کی طرف لازم ہی بلکہ ایک جسم انسانی سے دوسرے جسم انسانی کی طرف- یہان محض صورت جسم کا بدل جانا اور روح کا بدستور قائم رہنا- یا بصورت عذاب انسان کی عقل کا زائل ہو جانا اور خاصیت حیوانیہ کا پیدا ہو جانا تناسخ نہین ہی-

(اسلامی شریعت نے بعض مواقع پر مسخ ہونے کو مانا ہی نہ کہ تناسخ کو)

۱۵ ۳۱۵- اسلامی شریعت اور نیز عیسوی و یہودی شریعت بھی مسخ ہونے کو مانتی ہی جس سے ہماری مراد یہ ہی کہ بعض مواقع پر خدا تعالی نے کسی قوم یا شخص پر ناراض ہو کر اسلی صورت بدل دی ہے مثلاً انسان سے بندر کر دیا گیا ہی یا انسان سے خنزیر کی شکل مین اُسے منتقل کر دیا گیا ہی بغیر اسکے کہ اُنکی روح ایک جسم سے دوسرے جسم مین منتقل ہوا اور وہ مسخ شدہ انسان چند روز بعد ہلاک ہو گئے ہین- اسی طرح اگر یہ واقعہ صحیح ہی تو بخت نصر بادشاہ کو بھی بیل کی صورت مین مسخ کر دیا گیا تھا یعنی اُسکے جسم انسانی کو جسم گاوی کی صورت مین کر دیا گیا- یہ کوئی تناسخ کا ثبوت نہین ہو سکتا اور نہ اس سے شریعت اسلامیہ یا عیسویہ پر کوئی الزام عائد ہوتا ہی- اور نہ اُنکی کسی

اصل پر اس سے اعتراض ہوتا ہی۔ اہل اسلام وغیرہ جو تناسخ کے منکر ہین تو اُنکی ایک وجہ یہ ہی کہ اگر یہ صحیح ہو اور ممکن ہو تو قیامت کا انکار لازم آئیگا۔ حالانکہ عقلاً اسکا ہونا ضروری ہے۔ علاوہ برین عقلی دلیلین بھی اسکے مخالف ہین جیسا کہ سابقاً ہم نے بیان کیا۔ لیکن مسوخیت سے کوئی عقلی خرابی لازم نہین آتی بایںمعنی کہ صورت جسم متبدل ہو جائے۔ اسلیے کہ جسم کا متغیر ہونا کسی طرح محال نہین اور نہ اُسے کوئی شخص مذہبی باطل سمجھتا ہی۔

پانچوان حوالہ خدا کا جانے آنے مین حافظ رہنا

۳۱۶۔ (۵) "الرب یحفظ خروجك و دخولك من الآن الی الدھر" یعنے "خداوند تیرے جانے آنے مین اسوقت سے لیکے ابد تک تیرا حافظ رہیگا۔ (زبور ۱۲۱ مطبوعہ ۱۸۶۷ء مرزاپور صفحہ ۶۶۴)

جانے آنے سے مراد آواگون نہین ہے

۳۱۷۔ پنڈت صاحب نے خروج و دخول یعنی آنے جانے سے روح کا تناسخ سمجھا ہی حالانکہ اس مین کہین اسکا ذکر نہین کہ تم ایک جسم سے نکل کر دوسرے جسم مین جاتے رہوگے اور خدا تمھارا حافظ رہیگا۔ بلکہ ظاہر مطلب یہ ہی کہ خدا تعالی ہر حال مین تمھارا حافظ رہیگا۔

اس محاورہ کی تشریح اور پنڈت جی کی کم فہمی

۳۱۸۔ ایسے دو لفظ ہمیشہ لفظ کُل یا جمیع یا ہمہ کے معنی مین استعمال ہوتے ہین مثلاً کہتے ہین انت خیر دارع وحاسر (تو ہر زرہ پوش اور ہر بے زرہ سے بہتر ہی) یعنی کل آدمیون سے بہتر ہی یا مثلاً کہین "فلان شخص دن رات کام مین مصروف رہتا ہی" یعنی تمام اوقات اُسکے کام مین مستغرق رہتے ہین۔ اسی طرح کہا گیا کہ تمھاری آمد و رفت مین ہمیشہ خدا تمھارا حافظ رہیگا یعنی ہر حال مین اس سے یہ کب لازم ہی یا سمجھ مین آتا ہی کہ "دخول اجسام اور تناسخ مین تمھارا حافظ خدا ہی"۔ بات یہ ہی کہ پنڈت صاحب فہین آدمی ہین اور بہت دور کی سوچتے ہین!!

چھٹا حوالہ۔ ایلیاہ کا کئی بار دنیا مین آنا

۳۱۹۔ (۶) حنوک یعنی ایلیاہ نبی کا کئی بار دنیا مین آنا۔ بار اول بقالب حنوک۔ "حنوک کی عمر تین سو پینسٹھ برس کی ہوئی اور حنوک خدا کے ساتھ چلتا تھا اور غائب ہو گیا۔ اسلیے کہ خدا نے اُسے لے لیا"۔ یہ واقعہ ۳۳۱۷ سال قبل مسیح کا ہی (پیدائش توریت $\frac{5}{23-24}$) بار دوم دوبارہ ایلیاہ کا ظہور ۹۱۰ برس قبل مسیح بیان کیا ہی (سلاطین ۱۔ باب ۱۷۔ آیت ۱) بار سوم ایلیاہ کا ظہور ۸۹۶ برس قبل مسیح لکھا ہی (۲ سلاطین $\frac{2}{11}$) پھر لکھا ہی کہ "مسیح کہتا ہی الیاس (ایلیاہ) جو آنیوالا تھا یہی ہی (یوحنا) چاہو تو قبول کرو جسکے کان سننے کے ہون سنے (متی $\frac{11}{14}$)

اس عبارت سے تناسخ کسی طرح ثابت نہین ہوتا

۳۲۰۔ اس مین یہ گفتگو ہی کہ کتاب پیدائش توریت $\frac{5}{23-24}$ مین صرف لکھا ہی کہ

یلیاہ ۳۶۵ برس زندہ رہکر غائب ہوگیا اور یہ کوئی مستبعد امر نہین ہی۔ کہ کوئی آدمی دو ہزار یا چار ہزار برس تک زندہ رہ سکے۔ ہنود مین خود اسکی مثالین موجود ہین۔ اور نفس کشی یا حبس دم یعنی یوگ کا مسئلہ اُن مین اسی بنا پر رائج ہی۔ پس اگر ایلیاہ (الیاس) نبی بھی تین سو پینسٹھ برس کی عمر کے بعد کہین گوشہ نشین ہوگئے اور عبادت خدا کے لیے کسی غار مین جا بیٹھے اور پھر بحکم خدا ہدایت کے واسطے انھون نے ۹۱۰ برس قبل مسیح ظہور کیا اور اپنے فرائض انجام دینے کے بعد پھر غائب ہوگئے اور پھر ۸۹۶ برس قبل مسیح ظہور کیا اور پھر ۳۱۷ برس قبل مسیح ظہور کیا تو کوئی عجیب بات نہین۔ اگر کوئی عقلی دلیل انسان کے دو تین ہزار برس تک زندہ نہ رہنے کی موجود ہو تو البتہ کچھ بحث ہوسکتی ہی۔ لیکن آجتک حکماے عالم مین سے کوئی شخص اسپر دلیل عقلی و برہانی قائم نہ کرسکا۔ پھر الیاس نبی کی غیبت و ظہور مکرر سے یہ نتیجہ نکالنا کہ وہ مرے اور پھر دوسرے جسم مین جنم لیا اور پھر مرے اور تیسرے جسم مین جنم لیا۔ اور پھر مرے اور چوتھے جسم مین جنم لیا کس قدر غلط ہی اور طریق مناظرہ کے خلاف۔

حضرت مسیح کے قول سے بھی تناسخ ثابت نہین ہوتا

۳۲۱۔ پھر حضرت مسیح کا یہ بیان کہ یوحنا ہی وہ ایلیاہ ہی جسکا وعدہ کیا گیا ہی کوئی مفید مطلب پنڈت صاحب کے نہین۔ اسلیے کہ ممکن ہی کہ جناب مسیح کی مراد یہ ہو کہ مدت سے جو وعدہ ہو رہا تھا کہ ایک ہادی تم لوگون مین ایلیاہ کے مانند آنیوالا ہی۔ وہ یہی یوحنا علیہ السلام ہی اور جب یہ امکان موجود ہی تو آپکا دعواے تناسخ کبھی ثابت نہین ہوسکتا۔ یہ بھی ممکن ہی کہ وعدۂ سابقہ مین یہ کہا گیا ہو کہ ایک شخص ایلیاہ نامے نبی بناکر تم مین بھیجا جائیگا۔ چنانچہ جب حضرت یحیی پیدا ہوے تو مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ وعدۂ خدائی یہی ہی کہ یحیی تمھاری ہدایت کے لیے آئے اور یہی وہ ایلیاہ ہین جنکا وعدہ تم سے کیا گیا تھا۔ بہرحال اس سے تناسخ کا ثبوت نہین ہوسکتا جب تک یہ نہ دکھلایا جائے کہ ایلیاہ نے کئی دفعہ پُتر جنم لیا اور یہ مضمون ان بیانات سے بلکہ بائبل کے کسی مقام سے بھی کسی طرح نہین نکلتا۔ کیونکہ درحقیقت بائبل نے آواگون کی تعلیم ہی نہین دی۔

ساتوان حوالہ روح کو کبوتر کے مانند اُترتے دیکھنا

۳۲۲۔ (۷) پنڈت صاحب فرماتے ہین "انسان تو انسان ہی ہی جسے تناسخ سے کب گریز ہی جبکہ خود خدا کو بھی تناسخ کے چکر مین آنا پڑا۔" (کلیات آریہ مسافر صـــ۱۱۹) اسکے بعد آپ

انجیل سے اسکا ثبوت دینا چاہتے ہین کہ خدا کو بھی تناسخ ہوتا ہی۔

"یسوع ناصرتِ گلیل سے آکر یردن مین یوحنا کے ہاتھ سے بپتسما پایا اور جون ہی وہ پانی سے باہر آیا اُسنے آسمان کو کھلا پایا اور روح کو کبوتر کے مانند اپنے اوپر اترتے دیکھا" مرقس ۱ باب (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۱۹-۱۲۰)

روح کے معنی اور پنڈت جی کی غلط فہمی

۳۲۳- اس آیت سے اور اسی طرح انجیل کی دیگر آیات سے پنڈت صاحب نے تناسخ سمجھا ہی- مگر انکو بالکل معلوم نہین کہ اسلامی و دیگر شرائع سابقہ مین روح سے مراد روح القدس یا جبرئیل فرشتہ ہی- جو انبیا اور رسل کے پاس خداے برتر کا پیغام لیکر آتا تھا- کبھی اسکو ملک فرشتہ- روح اور روح القدس بھی کہتے ہین چونکہ وہ خدا کا پیغام لیکر آسمان کی جانب سے آتا تھا اسلیے اُسکو کبوتر پرندہ سے تشبیہ دی ہی اور کہا ہی کہ کبوتر کی طرح یا کبوتر کے مانند یعنی جسطرح کبوتر پرواز کر کے اوپر سے نیچے آتا ہی اُسی طرح وہ فرشتہ بلندی سے نیچے آیا جسے یسوع یا یوحنا نے دیکھا- نہ یہ کہ اس روح سے مراد عام انسانون کی روح ہو یا خدا تعالی کی روح ہرگز خدا کو روح سے تعبیر نہین کیا گیا ہی- ایسا سمجھنا سراسر غلط ہی- یہ پنڈت جی کی ناواقفیت ہی جو مطلب کو نہین سمجھتے اور جس عبارت کو چاہتے ہین اپنے دعوے کی سند بنا لیتے ہین-

آٹھوان حوالہ اقانیم ثلاثہ کا اعتقاد

۳۲۴- (۸) عیسائیون کا دعوی ہی کہ اقانیم تین ہین باپ۱ بیٹا۲ اور روح القدس۳ یا یہ کہ کلام۱- خدا۲ اور روح القدس۳ اور یہ کہ کلام سے مراد حضرت مسیح ہین اور یہ کہ "کلام مجسم ہوا اور وہ فضل اور راستی سے بھرپور ہو کے ہمارے درمیان رہا- اور ہم نے اسکا ایسا جلال دیکھا- جیسا کہ باپ کے اکلوتے کا جلال- یوحنا نے اسکی بابت گواہی دی،، (یوحنا ۱/۱۴) (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۲۰)

اس اعتقاد کو تناسخ سے کوئی تعلق نہین

۳۲۵- پنڈت جی نے اس عقیدہ کو تناسخ کا ثبوت سمجھا ہی مگر کوئی آنکھون والا دیکھے اور پنڈت جی سے پوچھے کہ اس دعوے کو تناسخ سے کیا تعلق ہی؟

عبارت مذکور مین کلام سے حضرت مسیح مراد ہین

۳۲۶- دراصل کلام سے مراد متکلم ہی جس طرح عادل کو عدل بھی کہتے ہین جبکہ وہ بڑا منصف ہو- اسی طرح متکلم کو بھی کلام کہین گے جبکہ اُس مین قوت تکلم زیادہ ہو- چنانچہ جناب مسیح متکلم بکلام خدا تھے اُسی کا پیغام لوگون تک پہنچاتے تھے- اُسی کی وحی کے تابع تھے- اسلیے انکو

کلام سے تعبیر کیا گیا۔ اسی کلام کی بابت کہا گیا ہی کہ "مریم کے حمل مین آیا اور پورے نو ماہ حمل مین رہکر پیدا ہوا" (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۲۰) اس پیدائش کو تناسخ سے کیا واسطہ؟

اگر کلام سے مراد خدا ہی تب بھی تناسخ ثابت نہین ہوتا

۳۲۷- اگر کلام سے مراد خود پروردگار عالم ہی اور وہ نو ماہ حمل مین رہکر پیدا ہوا ہی۔ تب بھی تناسخ نہین ہو سکتا۔ اسلیے کہ تناسخ کی جو تعریف ہم نے بار بار بتائی ہی اسپر صادق نہین آتی تناسخ محال جسپر ہم نے متعدد ادلہ قائم کیے ہین وہی ہی کہ روح ایک جسم سے دوسرے جسم مین بربنائے سزا و جزا داخل ہو۔ لیکن اس صورت مین کہ خدا تعالی مریم کے بطن مین رہکر عیسی المسیح کی صورت مین پیدا ہوا (بالفرض) ہرگز تناسخ کی تعریف صادق نہین آتی اسلیے کہ نہ اس صورت مین ایک روح کسی جسم سے نکل کر دوسرے جسم مین داخل ہوئی ہی اور نہ یہ داخل ہونا سزا و جزا کی بنا پر ہی پس اس سے تناسخ کا ثبوت پیش کرنا حد درجہ کی عقلمندی نہین تو اور کیا ہی۔

کلام کو قدیم ماننے سے بھی تناسخ ثابت نہین ہوتا

۳۲۸- رہا یہ کہ عیسائی اس کلام کو قدیم بتاتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ خدا کے ساتھ تھا یہ انکا ذاتی اعتقاد ہی جس سے سر دست بحث نہین لیکن تناسخ کے واسطے اتنا کافی نہین بلکہ لازم ہی کہ پہلے وہ روح کسی جسم سے نکلے۔ پھر بطور سزا و جزا دوسرے یا تیسرے جسم مین داخل ہو۔ اور یہ بات اس کلام سے پیدا نہین ہوتی۔ لہذا اسے اپنے دعوے کے ثبوت مین پیش کرنا انتہا درجہ کی عقلمندی ہی۔

فصل پنجم قرآن اور تناسخ

قرآن سے تناسخ ثابت کرنے مین پنڈت جی کی بے سود کوشش اور مشکلات

۳۲۹- پنڈت صاحب نے اپنی کتاب کے چھٹے باب مین قرآن مجید سے بھی ثبوت تناسخ اپنے خیال مین پیش کیا ہی۔ مگر یہان بے ساختہ یہ شعر پڑھنے کو جی چاہتا ہی

تو کار زمین را نکو ساختی　　　　کہ با آسمان نیز پرداختی

کہان پنڈت صاحب اور کہان قرآن فہمی! اول تو یہی مشکل ہی کہ ہمارے مخاطب اصول مذہب اسلام سے واقفیت نہین جنپر وہ گفتگو کرنا چاہتے ہین۔ دوسری مشکل انکے لیے ہی کہ باوجود اس کوشش بلیغ کے بھی تناسخ و تماسخ وغیرہ کے معنی ہی نہین سمجھ سکے تیسری مشکل یہ کہ قرآن مجید پر ہاتھ ڈالا ہی جس مین سخت ترین مصائب انکے واسطے ہین۔ پہلے تو انکو علوم عربیہ پر اطلاع حاصل کرنی ضروری تھی۔ پھر تفاسیر پر نظر کرنی لازم تھی۔ پھر علم کلام

تھا۔ نہ یہ کہ یکبارگی الفاظ قرآن پر ٹوٹ پڑے۔ نہ سمجھے نہ غور کیا۔ اپنی رائے سے جو معنی چاہے لگائے

آیات قرآن سے تناسخ پر غلط استدلال

پندرہ آیتین جن سے پنڈت جی سند لاتے ہین

۳۳۰۔ پنڈت جی پندرہ آیتونکو اپنی سند مین پیش کرتے ہین (دیکھو کلیات آریہ مسافر ص ۱۲۰+۱۲۴) مگر درحقیقت انکو تناسخ سے کوئی علاقہ نہین۔ صرف پنڈت جی کی غلط فہمی ہی۔ جیساکہ ہمارے آئندہ بیان سے واضح ہوگا۔

پہلی آیت

۳۳۱۔ (۱) وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ (بقرہ ۸/۶۵)	یعنی تمھین معلوم ہی (اے یہود) کہ جو لوگ تم مین سے سرکش ہوگئے تھے اور ہفتہ کے دن کی بابت سرتابی کی تھی ہم نے اُنسے کہدیا کہ تم ہوا و خوار بندر ہو جاؤ (تو وہ بندر ہو گئے)

اس آیت سے مسخ ہونا ثابت ہی نہ کہ تناسخ

۳۳۲۔ پنڈت صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ صورت جسم کا بدل جانا اور ایک جسم کا دوسری شکل مین آجانا ہرگز محال نہین ہی اور نہ کوئی اسلامی آدمی اس سے منکر ہی کیونکہ جسم مادی کا انقلاب روزانہ بدیہی و چشمدید ہی ابھی ایک جسم زندہ سے مردہ ہو جاتا ہی۔ پھر گل سڑ کر دوسری شکل مین آجاتا ہی۔ پھر اُس مین کیڑے پڑ جاتے ہین۔ پھر کوئی اور شکل اختیار کرتا ہو وغیرہ وغیرہ لیکن اگر محال ہی تو یہ کہ روحین متبادل ہون یعنی ایک جسم سے نکل کر دوسرے جسم مین داخل ہون جیساکہ ہم نے پہلے بیان کیا۔ اسکا ثبوت اس آیت سے نہین ہوتا بلکہ آیت یہی بتاتی ہی کہ وہ یہودی جو ہفتہ کے دن کے معاملہ مین نافرمانی کرتے تھے اُنکی شکلین بدل گئین اور وہی لوگ بعینہ بندر کی شکل مین ہوگئے۔ اسکو عرف و اصطلاح مین تماسخ یا مسخ کہتے ہین نہ تناسخ یا نسخ

دوسری آیت

۳۳۳۔ (۲) فَلَمَّا عَتَوْا عَمَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ (اعراف ۲۱/۱۶۶)	پس جبکہ یہودیون نے سرکشی کی اُن امر سے جس سے وہ منع کیے گئے تھے تو ہم نے اُن سے کہدیا کہ ذلیل و خوار بندر ہو جاؤ"

اس آیت مین بھی مسخ ہونیکا بیان ہی تناسخ کا کوئی ذکر نہین

۳۳۴۔ اس آیت کے متعلق بھی وہی بات ہی جو پہلے بیان کی گئی کہ تناسخ کا اُس مین بالکل ذکر نہین بلکہ صورتون کے مسخ ہونے کا بیان ہی اور مسخ ہونے کے ہم منکر نہین۔ نہ کوئی اور اہل ملت اس سے انکاری ہی۔ البتہ تناسخ سے انکار ہی اور نہ وہ اس آیت سے نکلتا ہی

تیسری آیت

۳۳۵ - (۳) قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَٰلِكَ مَثُوبَةً عِندَ اللَّهِ ۚ مَن لَّعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ ۚ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ ٥ (مائدہ $\frac{5}{65}$)

اے رسول ہمارے کہدو - کیا مین تمھین بتاؤن کہ اس سے بُرا انجام کس چیز کا ہی - اس سے بھی بد انجام وہ لوگ ہین جنپر خدانے لعنت کی اور اُنپر غضب نازل کیا اور کچھ لوگونکو اُنمین سے بندر اور سور بنادیا - اور جنھون نے شیطان کی عبادت کی اُن لوگون کا حال بہت بُرا ہی اور وہ لوگ بہت ہی گمراہ ہین -

اس استدلال مین بھی وہی پہلی غلطی ہی

۳۳۶ - اس آیت مین چند لوگون کے مسخ ہوجانے کا بیان ہی - یعنی کچھ لوگ سور اور کچھ لوگ بندر کی شکل مین مسخ ہو گئے - جو پنڈت صاحب کو بالکل فائدہ بخش نہین -

یہ تینون آیتین تناسخ کو قطعاً باطل کرتی ہین

۳۳۷ - علاوہ برین ایک بات یہ بھی ہی کہ جسقدر انسان بندر یا کسی اور کی شکل مین مسخ ہوے وہ تین دن سے زیادہ زندہ نہ رہ سکے جیسا کہ تفسیر حسینی سے بحوالۂ معالم التنزیل آپنے بھی نقل کیا ہی کہ "سی صد و سی تن مسخ شدند بصورت خوک و بعد از سہ روز مردند" (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۲۱) جس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب انسان دوسری ہیئت مین آئیگا تو اُسکی روح کبھی آرام نہ لیگی - بلکہ گھبرا گھبرا کر نکل جائیگی چنانچہ مسوخیت مین ایسا ہی ہوا کہ جو لوگ بندر یا سور وغیرہ ہوگئے تھے اُنکی روحین گھٹ گھٹ کر تین ہی دن مین اُن جسمون سے علیحدہ ہوگئین - مگر آریہ حضرات تناسخ کی بابت یہ خیال رکھتے ہین کہ روحین بعد متناسخ ہونے کے اجسام متناسخ فیہا مین باقی رہتی ہین اور پھر اپنے کرم کا پھل بھگتی ہین پس جبکہ دونون طریقون مین اتنا فرق ہی تو ایک کا قیاس دوسرے پر کیونکر ہو سکتا ہی اور ایک سے دوسرے کا ثبوت کس طرح حاصل کیا جاسکتا ہی؟

چوتھی آیت

۳۳۸ - (۴) وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِن بَنِي آدَمَ مِن ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۛ شَهِدْنَا ۛ أَن تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ (اعراف $\frac{7}{171}$)

یعنی یاد کرو اے محمد جبکہ تمھارے پروردگار نے بنی آدم کی پشتون سے اُنکی ذریت کو نکالا اور اُنکو اُنکے نفوس پر گواہ کیا کہ آیا مین تمھارا پالنے والا نہین ہون سب نے کہا ضرور تو پروردگار ہی ہم گواہی دیتے ہین - یہ اسلیے کیا گیا تاکہ قیامت کے دن یہ نہ کہین کہ ہم اس سے غافل تھے -

خدانے ارواح سے اپنی ربوبیت کا اقرار لیا

۳۳۹ - اس آیت مین صرف اس مطلب کو ظاہر کیا گیا ہی کہ خدا تعالی نے حضرت آدم کی ذریت

اور اولاد کو جو آئندہ دنیا مین آنیوالی ہین ایک ہی مرتبہ جبنی آدم کے صلب سے نکالا اور اُنسے اپنی ربوبیت اور خدائی پر گواہی طلب کی۔ سب نے گواہی دی کہ بیشک تو ہمارا رب ہی اور یہ کارروائی اسلیے کی گئی کہ قیامت مین یہ نہ کہدین کہ ہم کو تو خبر ہی نہ تھی تو ہمارا پروردگار ہی اسوجہ سے ہم تیرے وجود و اوصاف کے منکر رہے۔

اس مضمون کو تناسخ سے کوئی تعلق نہین

۳۴۰ - نہ معلوم پنڈت جی نے کس رخ سے اس آیت کو اپنے لیے فائدہ مند سمجھا ہی ا کب اس آیت مین بیان کیا گیا ہی کہ روحون کا تناسخ ہوا - اور ایک جسم سے کوئی روح نکل کر دوسرے جسم مین داخل ہوئی؟ یہان تو صرف یہ دکھلایا گیا ہی کہ جسقدر بنی آدم قیامت تک پیدا ہونے والے ہین اُن سب کی روحونکو ایک ہی مرتبہ جمع کر کے خدا تعالی نے اپنی ربوبیت پر گواہی لی اور اُن لوگون نے گواہی دی تھی! پھر اسکو تناسخ سے کیا واسطہ؟

یہ آیت قدامت روح اور تناسخ کو باطل کرتی ہی

۳۴۱ - اب رہا یہ خیال کہ وہی روحین تو اُسوقت پیدا کی گئی تھین - آئندہ انسانی اجسام مین داخل کیگئین تو ہم اسکے منکر نہین - کیونکہ اس سے قدامت روح ثابت نہین ہوتی - بلکہ آیت بتاتی ہی کہ خدا نے اُنکو نکالا اور پیدا کیا اور جو چیز پیدا کی ہوئی ہی وہ حادث ہی قدیم نہین - اگرچہ لاکھون بلکہ کروڑون برس یا اس سے زیادہ پہلے پیدا کی گئی ہو - قدیم تو وہی ہی جسکا کوئی پیدا کرنیوالا نہو جسکا وجود از خود ہو جسکو اپنی موجودیت مین کسی کی احتیاج نہو یہان وہ ثابت نہین - پس نہ تو اس آیت سے قدم روح لازم آتا ہی اور نہ تناسخ پر کوئی روشنی پڑتی ہی - نا دانستہ گفتگو کرنی اور بات ہی۔

پانچوین آیت

۳۴۲ - (۵) مَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْمَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ (واقعہ $\frac{۵۶}{۶۰-۶۲}$)	یعنی ہم مسبوق نہین ہین (اور ہمین اس سے کوئی عاجز نہین کرسکتا) کہ تمہارے مثل اور پیدا کردین اور تمھین ایسی صورتون مین لے آئین جو تمھین معلوم نہون اور تم تو پہلی پیدائش کو جانتے ہو پھر کیون نہین نصیحت حاصل کرتے ؟۔

اس آیت کا مفہوم

۳۴۳ - اس آیت کا حاصل یہ ہی کہ اگر تم لوگ ہماری مخالفت کروگے اور ہماری اطاعت سے سرتابی کرتے رہوگے تو اس سے ہم کو کوئی ضرر نہین اور نہ ہم اس سے عاجز ہین کہ اسکی سزا مین تم کو

ہلاک کردین اور تمھاری جگہ دوسرون کو پیدا کرین جو تمھارے ہی جیسے انسان ہون۔ اور اس سے بھی عاجز نہین کہ تم کو مسخ کردین اور کسی اور صورت و ہیکل مین کردین۔ تمھاری عبرت اور تذکر کے لیے کیا یہ کافی نہین کہ ایک مرتبہ ہم نے تمھین پیدا کیا جبکہ تم بالکل نابود تھے۔ تو کیا اب تمھارے ہلاک کرنے یا تمھارے مثل اور لوگونکو پیدا کرنے یا تمھاری تبدیلی صورت سے عاجز ہو گئے؟ ہرگز نہین بلکہ ہمین ہر وقت قدرت حاصل ہی۔

اس آیت سے قدرت الٰہی کے متعلق تین باتون کا پتہ لگتا ہی

۳۴۴۔ اس آیت سے تین باتون کا پتہ چلا۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ قادر ہی اس بات پر کہ ایک قوم سرکش کو فنا کرے اور ایسے ہی دوسرے لوگونکو پیدا کرے۔ دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ تمھین مسخ کردینے پر بھی قادر ہی۔ تیسرے یہ کہ تمھاری عبرت کے واسطے تمھاری یہ خلقت کافی ہی۔ اگر سمجھو!۔ کیونکہ جو کوئی ایک مرتبہ پیدا کرنے پر قادر ہی وہ دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہی اور جس صورت مین چاہے منتقل کر سکتا ہی۔

ان تینون باتون کو تناسخ سے کوئی واسطہ نہین

۳۴۵۔ ان تینون باتون مین سے کوئی بھی پنڈت جی کے لیے فائدہ مند نہین۔ کیونکہ تناسخ سے انکو کوئی واسطہ ہی نہین۔ کجا تبدیل روح اجسام مختلفہ مین اور کہان مسوخیت یا ہلاک ہونا اور ویسے ہی لوگون کا لوگون کا پیدا ہونا۔ مگر بات یہ ہی کہ حُبُّ الشَّیْءِ یُعْمِی وَیُصِمُّ (کسی شی کی محبت آدمی کو اندھا اور بہرا بنا دیتی ہی) وہ ہر شی کو اپنا محبوب ہی تصور کرنے لگتا ہی۔ اور ہر بات کو اپنے ہی مطلب پر ڈھالنے لگتا ہی۔ خواہ اُس سے کوئی تعلق ہو یا نہو۔

پنڈت جی کا استدلال ایک حدیث سے

۳۴۶۔ اس آیت کے بعد مخاطب نے ایک حدیث پیش کی ہی کہ رسول نے فرمایا ہی اَنْتُمْ خُلِقْتُمْ لِلْاَبَدِ وَاِنَّکُمْ تَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ (تم لوگ ہمیشہ کے لیے پیدا کیے گئے ہو اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو گے) پنڈت صاحب شاید اس حدیث کا یہ مطلب سمجھے ہین کہ تم لوگون کی روحین برابر آواگون کرتی رہینگی۔ کبھی آدمی ہین۔ کبھی بندر مین۔ کبھی چوہے مین کبھی چھچھوندر مین! مگر یہ مطلب کسی صورت سے نہین بن سکتا۔

حدیث کا مطلب اور پنڈت جی کی غلط فہمی

۳۴۷۔ اس حدیث کا مقصود در اصل یہ ہی کہ تمھاری خلقت اسلیے نہین ہوئی کہ پیدا ہو کر دنیا مین زندگی بسر کرو اور پھر بالکل فنا ہو جاؤ۔ کسی قسم کی بازپرس نہو اور نیک و بد کامون کی جزا و سزا نہ پاؤ جیسا کہ اکثر جاہلون کا خیال ہی کہ مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ نہ کیے جاینگے اور محشر

مین اُنکے اعمال کی بازپرس نہوگی۔ چنانچہ قرآن مجید اُنکے عقائد کا پتہ دیتا ہی:۔

وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيٰى وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ (جاثیہ ۴۵/۲۳)	یعنی اُنھون نے کہا کہ ہماری تو صرف یہی زندگی دنیا ہی۔ اسی مین جیتے اور مرتے ہین اور ہمارا ہلاک کرنیوالا زمانہ ہی ہی۔

یعنی نہ کوئی خالق ہی اور نہ کوئی جزا و سزا دینے والا۔ الغرض حدیث کا مطلب یہی ہی کہ اب تمھاری روحین فنا نہونگی۔ تم ہمیشہ زندہ رہوگے۔ البتہ یہ ہوگا کہ اس دار دنیا سے منتقل ہوکر دار آخرت کی طرف چلے جاؤگے۔ جہان تم کو اپنے اعمال کا عوض ملیگا۔ اس حدیث کے کسی لفظ سے یہ بات پیدا نہین ہوتی کہ تم لوگ ایک جسم سے دوسرے جسم کی طرف منتقل ہوتے رہوگے۔ اگر آنحضرتؐ کا مقصود اثبات تناسخ ہوتا تو ضرور فرماتے کہ تَنْتَقِلُوْنَ دَائِمًا مِنْ جِسْمٍ اِلٰى جِسْمٍ (تم ہمیشہ ایک جسم سے دوسرے جسم مین منتقل ہوتے رہوگے) لیکن جسم کا لفظ چھوڑکر مِنْ دَارٍ اِلٰى دَارٍ فرمایا ہی یعنی ایک گھر سے دوسرے گھر مین بیشمار مقام پر فرمادیا ہی کہ انسان کے لیے دو گھر ہین۔ ایک گھر دنیا ہی اور دوسرا گھر آخرت ہی۔ اسی کو اس حدیث مین بھی واضح کیا ہی۔

قرآن مجید سے تناسخ کا اثبات ایک خیال باطل ہی

۴۸ھ۔ علاوہ برین آنحضرتؐ کے کلام سے تناسخ کا ثبوت دینا یا قرآن سے تناسخ کے مطلب کو اخذ کرنا نہایت تعجب خیز ہی کیونکہ معلوم ہی کہ قرآن بھی معاد اور حشر و نشر کی تعلیم دیتا ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہمیشہ معاد اور حشر و نشر ہی کی تعلیم دیتے تھے۔ جو بالکل مسئلۂ تناسخ کے خلاف ہی۔ اسلیے کہ اہل تناسخ دو باتون پر اعتقاد رکھتے ہین۔ ایک یہ کہ روح قدیم ہی۔ دوسرے یہ کہ ایک جسم سے دوسرے جسم مین جزا و سزا کے لیے داخل ہوتی رہتی ہی۔ قرآن مجید اور ہادی اسلام ان باتونکو تسلیم نہین کرتے۔ روح کو حادث بتاتے ہین اور سزا و جزا کے لیے دار آخرت کی تعلیم دیتے ہین جسے قیامت معاد یا حشر سے تعبیر کیا گیا ہی۔ پس ایسی صورت مین اُنکے کسی کلام سے تناسخ کا اثبات ناممکن ہی اور اگر بالفرض کوئی لفظ اُنکے کلام مین ایسا آجائے جس سے کسی کم فہم کو تناسخ کا شبہہ پیدا ہو تو ضرور ہی کہ اسکی یقینی معنی پر محمول کیا جائے جو اُنکی تعلیم سے متعارف و معلوم ہی۔ نہ ایسے بعید معنی پر جسے وہ جانتے ہی نہین بلکہ اسکے مخالف تعلیم دیتے ہین۔

بیان مذکور پنڈت جی کی تمام دلیلونکو باطل کرنے کے لیے کافی ہی

۳۴۹- ہمارا یہی ایک بیان اُن تمام آیتون کے متعلق کافی ہی جنھین پنڈت صاحب نے اپنے دعوے کے اثبات مین یا اپنی دلیلون کی سند مین پیش کیا ہی اور کوئی تازہ جواب لکھنے کی ضرورت نہین۔ لیکن ہم اسی پر اکتفا نہین کرتے بلکہ اُن تمام آیتون کے متعلق کافی روشنی ڈالنے کے لیے آمادہ ہین جنکو اُنھون نے پیش کیا ہی اور بتاتے ہین کہ پنڈت صاحب نے آیات قرآنیہ کے معنی پر بالکل غور نہین کیا۔ یا غور کیا مگر سمجھے نہین۔

چھٹی آیت

نساء ع ۸

۳۵۰- (۶) اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِیْھِمْ نَارًا کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُھُمْ بَدَّلْنٰھُمْ جُلُوْدًا غَیْرَھَا لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَزِیْزًا حَکِیْمًا	جو لوگ ہماری آیات کے منکر ہوے اُنکو عنقریب (دوزخ مین) ہم جلائینگے جب اُنکی جلدین پک جائینگی ہم اُنکی جلد ونکو بدل دینگے تاکہ وہ عذاب کو چکھین

اس آیت مین اہل جہنم کی تبدیل جلد کا ذکر ہی

۳۵۱- اس آیت مین پروردگار عالم نے عذاب جہنم کا ذکر فرمایا ہی اور بتایا ہی کہ منکرین آیات خدا کا یہ عذاب ہی کہ وہ جہنم مین جلین گے اور جب جل کر ایک تہ کھال گل جائیگی تو دوسری کھال اُنکے جسم پر اور پیدا کر دی جائیگی تاکہ برابر جلتے اور عذاب کا ذائقہ چکھتے رہین۔

یہ آیت چار وجوہ سے تناسخ کو باطل کرتی ہی

۳۵۲- پنڈت جی نے اس تبدیلی جلد کو بھی تناسخ ہی سمجھا ہی۔ حالانکہ یہ فقط اُنکی ناواقفیت ہی اوّلاً اس مین یہ بات ہی کہ عذاب جہنم کو تسلیم کرنے کے بعد تناسخ آپ سے آپ باطل ہو جاتا ہی جب خدا تعالی یہ فرماتا ہی کہ کفار جہنم مین معذب ہونگے تو آپ اس آیت سے تناسخ کیونکر ثابت کر سکتے ہین دوسرے یہ کہ اسلام و اہل اسلام کے نزدیک عذاب و ثواب کا گھر جہنم اور جنت ہی جو قیامت اور حشر کے بعد ہوگا۔ نہ اس دنیا مین۔ اور تناسخ کو اسی دنیا مین ہونا چاہیے جیسا کہ آریہ صاحبان کا اعتقاد ہی تیسرے یہ کہ آیت مین کفار کو آگ کے اندر جلانے کا حال بیان کیا گیا ہی اور تناسخ کو آگ کے اندر جلانے سے کوئی تعلق نہین بلکہ اس مین بنا بر اعتقاد آریہ صاحبان جسم کا تبادلہ ہوتا ہی۔ نہ کہ آگ مین جلانا چوتھے یہ کہ آیت مین یہ بیان کیا گیا ہی کہ وہ کفار بعینہ وہی رہین گے اُنکی روحین ایک جسم سے نکلکر دوسرے جسم مین داخل نہین ہونگی صرف اُنکے بدن کی جلدین جو جل جائینگی وہ بدل دی جائینگی۔ اور تناسخ کے واسطے ضروری ہی کہ جسم بدلے۔ صرف بدن کی جلد بدلجانا تناسخ نہین ہی[1]۔ ایسی صورت مین تناسخ کا اثبات اس آیت سے نہایت درجہ عقلمندی ہی۔

[1] شاید پنڈت جی کو اس علمی تحقیقات کا حال معلوم نہین ہی کہ انسان کی جلد روزمرہ بدلتی رہتی ہی اور غذا کے ذریعے

ساتوین آیت

ترجمہ	آیت
کوئی چلنے والا زمین پر نہین اور نہ کوئی پرندہ ہی جو اپنے بازو دن سے اُڑتا ہو مگر یہ کہ وہ تمھارے مانند امت (یعنی گروہ) ہین ہم نے کتاب مین کسی چیز کا لکھنا چھوڑا نہین ہی (سب کچھ اس قرآن مین موجود ہی جس سے تم عبرت حاصل کر سکتے ہو) پھر ان سب کا حشر خدا تعالی کی طرف ہوگا۔	۳۵۳-(۷) وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ (انعام ع ۴ پ ۷)

استدلال مذکور کی غلطی اور لفظ امثالکم کی تفسیر

۳۵۴- پنڈت صاحب نے لفظ امثالکم سے یہ سمجھا ہی کہ یہ جانداجرند و پرند بھی آدمی ہی ہین مگر یہ اُنکے سمجھنے کی غلطی ہی دراصل مقصود پروردگار عالم کا یہ ہی کہ جس طرح تم لوگ ہماری مخلوق ہو اور گروہ گروہ ہو۔ اُسی طرح جتنے انواع حیوانات ہین وہ بھی تمھاری ہی طرح گروہ گروہ اور امت امت ہین اور ہر ایک اُن مین سے خدا تعالی کے وجود و حکمت و قدرت و صنعت کی دلیلین ہین جس طرح تم خدا کی تسبیح کرتے ہو یہ بھی اپنی زبان مین خدا کو یاد کرتے اور اُسکی تسبیح کرتے ہین۔

تسبیح کی دو قسمین تسبیح حالی اور تسبیح مقالی

۳۵۵- یہ بات یاد رکھنے کی ہی کہ تسبیح یعنی خدا تعالی کی پاکی بیان کرنا اور اسکو تمام عیبون سے

لہ پنڈت جی اگر لفظ امت کے معنی کسی عربی لغت مین دیکھ لیتے تو اُنکو یہ خفت اُٹھانی نہ پڑتی۔ اس لفظ کی تحقیق مین صاحب منتخب اللغات لکھتے ہین "بضم اول و تشدید میم گروہ از انسان و دیگر حیوان و پیروان انبیا و مردے کہ جامع خیر و مقتدائے مردم باشد و دین و وقت و مدت و قد و قامت و مادر و فرد و ممتاز و روین (دیکھو منتخب اللغات صفحہ ۳۳ برحاشیہ غیاث اللغات مطبوعہ کانپور سنہ ۱۲۹۲ھ) جملہ الا امم امثالکم کا ترجمہ جسکو خود پنڈت جی نے تفسیر حسینی سے نقل کیا ہی یہ ہوتا "الا گروہان امثالکم مانند شما در آفرینش و مردن و زندہ شدن یا درادائے ثنائے الہی" (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۱۲) مگر پنڈت جی نے اپنا مطلب نکالنے کے لیے اُردو ترجمہ (غالباً بتقلید مؤلف رسالہ تحقیق التناسخ) بالکل بدل دیا ہی اور یہ لکھدیا ہی کہ "مگر ہین تھیین مانند تمھارے" بجائے لفظ "ہین" کے جو صحیح ترجمہ ہی لفظ "تھیین" بنا دینے سے معنی بالکل اُلٹ دیے! کیا آریہ احباب پنڈت لیکھرام صاحب کو اس الزام سے بچا سکتے ہین اور اُنکے ترجمہ کو صحیح ثابت کر سکتے ہین؟ (غلام الحسنین پانی پتی)

ہمیشہ بدل ما یتحلل ہوتا رہتا ہی یہانتک کہ چند سال کے بعد ایک نیا جسم تیار ہو جاتا ہی بجز اُن خاص ذرون کے جن سے اُسکا تشخص قائم رہتا ہی اور ابتدائے عمر سے انتہائے عمر تک زید کو زید اور بکر کو بکر کہتے ہین۔ ان خاص ذرون کا ہر حالت مین جسم کے اندر قائم رہنا انسان کی شناخت کے لیے ضروری ہی پس جب حکیم مطلق نے اپنی حکمت بالغہ سے اجزائے جسم کے بدلتے رہنے کا یہ انتظام کر دیا ہی وہی اہل جہنم کی جلد و گوشت بھی تبدیل کریگا جس مین کوئی محال عقلی نہین ہی بلکہ دنیا مین اسکی مثالین موجود ہین۔ الغرض اس آیت سے تناسخ ثابت نہین ہوتا بلکہ باطل ہوتا ہی (غلام الحسنین پانی پتی)

بری سمجھنا اور تمام کمالات سے متصف بتانا کچھ زبانی ہی لفاظ پر منحصر نہین ہو۔ بلکہ تسبیح کی دو قسمین ہین ایک **تسبیح مقالی** دوسری **تسبیح حالی**۔ تسبیح مقالی تو یہ ہو کہ زبان سے کوئی کہے "سبحان اللہ" "سبحان اللہ" یعنی ای میرے پروردگار مین تجھ کو تمام عیب و نقص سے بری جانتا ہون" یہ صفت مخصوص اُن ذی روحون سے ہو جن مین عقل و ادراک و تمیز کلیات و جزئیات دیگئی ہی۔ رہی تسبیح حالی وہ ہر شی کے اندر موجود ہو یعنی اُنکا ایسے حال مین ہونا کہ وہ حالت خود پروردگار عالم کے کمالات و قدرت و صنعت و حکمت کو ظاہر کر رہی ہو اور تمام نقائص و عیوب سے منزہ و مقدس بتا رہی ہو۔

دنیا کی ہر شی معرفت خدا کی دلیل ہی

٣٥٦ ۔کون ایسی چیز دنیا مین ہی جسے دیکھ کر انسان کو خدا کی صنعت و قدرت کا پتہ نہ چلتا ہو اور اُسکا کمال و جلال و جمال اُسکے مشاہدہ سے نمایان نہوتا ہو ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقی دفتری ست معرفت کردگار

قرآن مجید نے دنیا کی ہر شی کو معرفت خداوندی کی دلیل و برہان قرار دیا ہی مثال کے طور پر یہ آیت پیش ہو

اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِی تَجْرِی فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِیفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ (بقرہ ٢/١٥٩)

بیشک آسمانون اور زمینون کے پیدا کرنے مین اور رات اور دن کی آمد و رفت مین اور اُس کشتی مین جو آدمیون کی نفع رسانی کے لیے چلتی ہی اور اُس پانی مین جسے اللہ نے بلندی سے برسایا پھر اُس سے زمین کو مردگی کے بعد زندہ کر دیا اور ہر قسم کے چلنے والے زمین پر پیدا کرنے مین اور ہوا و ابر کے گردش دینے مین جو آسمان و زمین کے درمیان رُکا ہوا ہی۔ بالضرور ان سب باتون مین نشانیان ہین معرفت خدا کی اُن لوگون کے واسطے جو سمجھتے ہین

آیۂ زیر بحث سے تناسخ کسی طرح ثابت نہین ہوتا

٣٥٧۔ ہر ذرہ ذرہ۔ ہر برگ برگ۔ ہر دانہ دانہ۔ ہر ریزہ ریزہ۔ ہر رگ و ریشہ۔ ہر شاخ و گل ہر خس و خار۔ ہر دشت و گلزار خدا کی صنعت کی نشانیان اور اُسکے وجود۔ توحید۔ قدرت اور حکمت پر گواہی دینے والے ہین۔ اور اپنی **زبان حال** سے اُسکی تسبیح و تقدیس کرنے والے لیکن اس سے **تناسخ کو کوئی تعلق نہین** جب تک یہ نہ ثابت کیا جائے کہ ارواح حیوانات ایک دوسرے کے اندر داخل ہوتی ہین اور صرف اس بیان سے کہ حیوانات پرند و چرند خدا کی تسبیح کرتے ہین تناسخ ثابت

نہین ہو سکتا۔

ایک اور آیت جس سے پنڈت جی اپنا مطلب نکالنا چاہتے ہین

۳۵۸۔ پنڈت جی نے اسی آیت کے ضمن مین لکھا ہی کہ آیۂ وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا صُمٌّ وَّبُکْمٌ فِی الظُّلُمٰتِ مَنْ یَّشَاِ اللّٰهُ یُضْلِلْهُ وَمَنْ یَّشَاْ یَجْعَلْهُ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (انعام $\frac{6}{39}$) بھی اُنکے مطلب کے موافق ہی اور تناسخ کو ثابت کرتی ہی۔ مگر اس آیت کا مطلب یہ ہی کہ جن لوگون نے ہماری آیتونکو جھٹلایا (اور اُنھین نہ مانا) وہ بہرے گونگے ہین۔ ظلمتون مین پڑے ہوے ہین جسے خدا چاہتا ہی اُسے اُسکے حال پر چھوڑ دیتا ہی اور جسے چاہتا ہی موفق کرتا ہی۔

پنڈت جی کا غلط استدلال

۳۵۹۔ آپ لکھتے ہین "اس سے اگلی آیت مین (یعنی آیۂ والذین کذبوا مین) **منوسمرتی** کے مطابق صاف لکھا ہی کہ جو قومین حق سے منھ چھپاتی تھین اور جو قومین ست دھرم سے غافل رہین اور صراط مستقیم پر نہین آئین اُنکو ہم نے اسطرح یعنی مختلف قالبون مین ڈالکر ظلمت یعنی اندھیرے مین رکھا ہے" (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۲۲)

استدلال مذکور کا ابطال اور معانی آیت کی توضیح

۳۶۰۔ واضح ہو کہ اس آیت مین بھی تناسخ کا بالکل ذکر نہین اور نہ قالب بدلنے کو کہا گیا ہی جیسے اپنی خوش فہمی سے پنڈت صاحب نے سمجھا ہی بلکہ پروردگار عالم یہ ارشاد فرماتا ہی کہ ہماری نشانیون کی تکذیب کرنیوالے ایسے ہین جیسے بے چشم و گوش آدمی اندھیرے مین پڑا ہو۔ جس طرح ایسا آدمی جو اندھیرے مین ہو۔ آنکھون سے بھی اندھا ہو **کانون** سے بھی بہرا ہو **زبان** سے بھی گونگا ہو۔ کوئی چیز نہین دیکھ سکتا۔ اور نہ کچھ سن سکتا ہی۔ نہ بول سکتا ہی اور نہ کسی شی کا ادراک کر سکتا ہی۔ وہی حالت ان لوگون کی ہی کہ باوجودیکہ ہزارون آثار قدرت لاکھون علامات **حکمت**۔ کروڑون **نشانہاے** توحید و وجود و صنعت پروردگار عالم موجود ہین مگر نہ انھین سمجھتے ہین اور نہ ان سے عبرت حاصل کرتے ہین ورنہ کبھی تکذیب نہ کرتے کیونکہ جس شخص عاقل کو کسی شی کا علم و یقین ہو جاتا ہی وہ ہرگز اس سے انکار نہین کرتا اور یہ لوگ باوجود دیکھنے اور سننے کے منکر ہین تو دراصل **لایعقل** اور **صم و بکم** یعنی بے گوش و زبان ہین۔

اس آیت مین تمثیل کا منشا

۳۶۱۔ اس خاص تمثیل کا منشا ظاہر ہی اور وہ یہ ہی کہ عموماً تجربہ سے معلوم ہوا ہی کہ بہرے آدمی گونگے بھی ہوتے ہین اور کم عقل بھی تو جس طرح ایسا کم عقل آدمی **معارف** آلہیہ سے ناواقف ہوتا ہی اسی طرح یہ لوگ بھی معارف ربانیہ سے ناواقف ہین۔ اور جب حاصل آیت یہ ٹھہرا تو

تناسخ پر اس سے دلیل لانا دلیل ناواقفیت ہی۔

آٹھوین آیت

۳۶۲- (۸) فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ (اعراف ۲/۱۲) اس آیت مین ابلیس کا ذکر ہی کہ جب پروردگار عالم نے اُس سے فرمایا ہی آدم کو سجدہ کر اُسنے انکار کیا اور کہا کہ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ (اعراف ۱۱/۲) تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہی اور انکو مٹی سے (مین انھین سجدہ نہ کرونگا) اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ (بقرہ ۳۲/۲) "سجدہ سے انکار کیا اور تکبر کیا اور منکرین مین سے ہو گیا۔" اُس وقت حکم خدا ہوا کہ فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ۔ "تو یہان سے نکل جا۔ بالضرور تو رسواؤن مین سے ہی"

اس آیت کی تفصیل بحوالۂ آیات دیگر

۳۶۳- اس آیت سے صاف ظاہر ہی کہ ابلیس کو اسی سرتابی کے عوض آسمانون سے نکالدیا گیا اور وہ ذلیل قرار پایا۔ جیسا کہ دیگر آیات مین بھی مذکور ہی مثلاً:-

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ (سورۂ حجر ۱۵ ۳۱/۳۵)	یعنی آدم کو تمام فرشتون نے سجدہ کیا۔ مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا۔ انکار کیا کہ سجدہ کرنیوالون کے ساتھ ہو۔ خدا تعالی نے فرمایا ای ابلیس تجھے کیا ہی کہ سجدہ کرنیوالون کے ساتھ نہوا۔ اُسنے کہا کہ مین ایسا نہین کہ آدمی کو سجدہ کرون تو نے اُسے سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی سے پیدا کیا ہی۔ تو خدا تعالی نے فرمایا کہ نکل جا۔ کیونکہ بیشک تو مردود ہی اور بالضرور تجھپر قیامت تک لعنت ہی۔

ایک اور آیت مین خدا تعالی فرماتا ہی۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ (کہف ۱۸/۴۸)	جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ تم آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے۔ وہ قوم جن مین سے تھا۔ اپنے پروردگار کے حکم سے نکل بھاگا۔

قرآن مین ابلیس کی تبدیل صورت کا ذکر نہین اور نہ تناسخ کا

۳۶۴- ان آیات مین اور نہ آیت سابقہ مین **تبدیل صورت** کا کہین ذکر نہین اور نہ **تناسخ** کا بیان ہی بلکہ صرف اسقدر بتایا گیا ہی کہ وہ جن کی قوم مین سے ہی۔ آسمانون مین رہتا تھا۔ نافرمانی کی

سزا مین وہان سے نکالدیا گیا پھر تناسخ کی دلیل مین اسکو پیش کرنے سے پنڈت جی کو کیا فائدہ ہو جبکہ اُس سے کچھ ربط ہی نہین۔

تفسیر حسینی کے قول سے ابلیس کا مسخ ہونا لازم آتا ہی نہ کہ تناسخ

۳۶۵۔ اگر **تفسیر حسینی** کے بیان کو (جسکو پنڈت جی نے نقل کیا ہی) مان بھی لین کہ اس آیت کا یہ مطلب ہی کہ "بیرون آئے از صورت فرشتگی و مباش درمیان فرشتگان پس حق تعالی تبدیل کرد صورت او را بزشت ترین صورتہا (صفحہ ۱۹۶ جلد ۱) تو اس سے اگر لازم آئیگا تو صرف مسخ ہونا۔ یعنی روح وہی باقی رہی۔ جسم کی ہیئت بدلگئی اور محض تبدیل صورت جسم تناسخ نہین۔ جبکہ روح وہی قائم رہی۔ تناسخ کے لیے ایک جسم سے نکل کر دوسرے جسم مین روح کا جانا ضروری ہی اور وہ اصل آیت یا تفسیر حسینی کی عبارت سے قطعاً ثابت نہین ہوتا۔ رہا مسخ ہونا تو ہم اسکے منکر نہین اور نہ اس سے معاد جسمانی پر کوئی اثر پڑتا ہی۔ اگر مسوخیت قیامت کی مانع ہوتی اور اس اصل مین اختلال واقع ہوتا تو البتہ ہمارے لیے مضر تھا لیکن ایسا نہین۔ لہذا اس آیت کو کسی طرح سند تناسخ بنانے کا پنڈت صاحب کو حق نہین۔

ایک اور آیت جس سے پنڈت جی استدلال کرتے ہین

۳۶۶۔ اسی آیت کے ضمن مین پنڈت صاحب یہ آیت بھی پیش کرتے ہین:۔

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ (سورۂ مبارکۂ انعام ۶ ع ۹)	یعنی کفار کہتے ہین کہ محمدؐ پر کوئی فرشتہ کیون نہ نازل ہوا جو اُنکے ساتھ ساتھ رہتا اور اُنکی نبوت کی تصدیق کرتا۔ حالانکہ اگر ہم فرشتہ نازل کرتے تو فیصلہ ہی ہو جاتا پھر اُنکو مہلت ہی نہ دی جاتی اور اگر ہم نبی فرشتہ کو بناتے تو ضرور تھا کہ اُسکو مرد صورت ہی بناتے اور پھر ہم اُنپر وہی شبہے اُڑھا دیتے جو شبہے یہ لوگ آج کرتے ہین۔

چونکہ تفسیرون مین لکھا ہی کہ اکثر **جبرئیل** امین رسولؐ خدا کے پاس دحیۂ کلبی کی صورت مین آیا کرتے تھے تو خدا فرماتا ہی کہ اگر کسی فرشتہ کو نبی بناتے تو ضرور تھا کہ اسی طرح آدمی کی شکل مین بھیجتے جیسے اب جبرئیل بصورت دحیۂ کلبی آتے ہین تو یہ لوگ اُسوقت بھی طعن و شبہہ کرتے کہ یہ تو مثل ہمارے آدمی ہی پھر کیونکر نبی ہو سکتا ہی۔ جسطرح آج تم پر شبہہ کرتے ہین کہ آدمی ہو کر نبی کیونکر ہوے؟

یہ استدلال غلط ہی

۳۶۷۔ اس سے بھی تناسخ کا ثبوت پنڈت صاحب نے پیش کیا ہی لیکن مشکل یہ ہی کہ اُنکو اپنے ہی

اصول کی خبر نہین یا دیدہ و دانستہ اُس سے پہلوتہی کرتے ہین۔ ہم نے بار بار بتایا ہی کہ محض تبدیلی صورت کا نام تناسخ نہین بلکہ ایک جسم سے روح کا نکل کر دوسرے جسم مین جانا تناسخ کہا جاتا ہی۔

تناسخ کی تینون شرطین ہر آیت مین قطعاً مفقود ہین

۳۶۸۔ تناسخ کے لیے آریون کے مذاق کے بموجب تین شرطین ہین۔ ایک یہ کہ مرنے کے بعد ایک جسم کی روح دوسرے جسم مین جائے (۲) دوسرے یہ کہ یہ تبادل جزا و سزا کے طور پر ہو تیسرے یہ کہ یہ تبادل اسی دنیا مین ہو۔ اور اسی دنیا کی مخلوق مین ہو۔ نہ اس سے باہر۔ حالانکہ یہان تینون باتین مفقود ہین۔ نہ تو روح ایک جسم سے نکل کر دوسرے جسم مین گئی اور نہ مرنے کے بعد ایک جسم سے نکل کر دوسرے جسم مین گئی۔ اور نہ جزا و سزا کے طور پر یہ صورت بدلی کیونکہ **اولاً**۔ فلسفہ اور شریعت اسلامیہ دونون اس بات پر متفق ہین کہ فرشتے روح محض ہین۔ مادی اور جسمانی نہین ہین اسی وجہ سے انکو **مجردات** کہتے ہین یعنی مادہ سے مخلوق نہین **ثانیاً** جبرئیل مرکر دحیہ کی شکل مین نہین آئے بلکہ بحالت حیات اس شکل مین نمایان ہوئے **ثالثاً** جزا و سزا کے طور پر اس شکل مین نہین آئے

پنڈت جی کی چشم پوشی اور بے انصافی

۳۶۹۔ المختصر اس قسم کے آیات سے تناسخ کا اثبات اگر نہایت درجہ کی **ناوقفیت** اور اپنے اصول سے بے خبری یا دیدہ و دانستہ حق سے **چشم پوشی** نہین تو اور کیا ہی؟ ہم خیال کرتے تھے کہ پنڈت جی با فہم اور منصف آدمی ہونگے مگر انکی ستد لالات نے بتلا دیا کہ محض خود غرض شخص ہین اور مطلب تک پی بھی نہین لیجاتے۔ انصاف تو انکی تحریر سے کوسون دور ہی۔

نوین آیت

۳۷۰۔ (۹) وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ (کہف ۱۵/۲۱)	یعنی بعض لوگ کہتے ہین کہ اصحاب کہف سات ہین اور آٹھوان کتا ہی۔

اس آیت کے متعلق پنڈت جی کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۲۲ پر لکھتے ہین "اسپر مترجم قرآن سعدی کہتا ہی"

سگ اصحاب کہف روزے چند   پئے نیکان گرفت و مردم شد

اسپر فاضل مولوی محمد ہادی علی صاحب فرماتے ہین "ہفت تن اصحاب کہف و ہشتم سگ بخوف دقیانوس بادشاہ گریختہ در غاری پنہان شدند حق تعالیٰ روز قیامت سگ را از پیروی ایشان در بہشت بشکل بلعم باعور (کہ بزمان موسیٰ مرد کامل بود و بہ سبب شرارت نفسانی خود آخر کافر و مرتد شد) در بہشت خواہد برد و بلعم را بقالب سگ در دوزخ (حاشیہ گلستان صفحہ ۱۴ مطبوعہ ۱۸۷۶ع)

یہ سب تبدیل صورت کی مثالین ہین

۳۷۱۔ پنڈت صاحب کو سوائے میرے کون بتانے والا ہی کہ جناب والا یہ سب صحیح ہی اور نمبر سلام

کی حدیثون مین بھی مذکور ہی۔ لیکن آپکو اس سے کیا فائدہ؟ آپ تو بہشت و دوزخ کے قائل ہی نہین اور نہ وہان کے ثواب و عذاب کا اعتقاد رکھتے ہین۔ پھر اس کلام کو اپنے شاہد مین کس طرح پیش کر سکتے ہین؟ بیشک اہل اسلام عذاب و ثواب و دوزخ و جنت کے قائل ہین۔ اگر وہان بلعم کی صورت کتے کی ہو جائے اور کتے کی شکل بلعم کی تو تناسخ کب لازم آئیگا؟ تناسخ تو وہی ہی جو اسی دنیا مین ہو اور روح کا تبادلہ اس عالم کے مختلف اجسام مین ہو اور جسکی وجہ سے معاد و قیامت کا انکار لازم آئے۔ نہ وہ تبدیل صورت جو قیامت مین یا بعد قیامت بہشت و دوزخ مین بر سبیل جزا و سزا ہو۔ ہمکو تناسخ سے کوئی تعلق نہین۔

دسوین آیت

۳۷۲۔ (۱۰) عَلَی الْمَلَکَیْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ (بقرہ ۲/۹۶) اس آیت کے متعلق پنڈت جی لکھتے ہین "تفسیر حسینی مین ہی۔ نام دو فرشتہ است و ایشان بر آدمیان گنہگار طعنہ میزدند حق تعالی فرمود کہ ایشان بستۂ نفس و ہوا اند اگر شما را نیز ہمان حالت کہ ایشانرا ہست بودی صدور عملہای بد نیز از افعال ایشان از شما امکان داشتی ایشان استبعاد کردند و حق تعالی نفس بشری را بہ ایشان داد و برای حکومت خلق بر زمین فرستاد ایشان بر زمین آمدہ بر زنی زہرہ نام عاشق شدند و بسبب شرب خمر بقتل ناحق و سجدۂ صنم اقدام نمودند و حق تعالی ایشانرا از صعود آسمان منع کرد و عذاب بر ایشان دیگہبان مقرر شدہ و حالا در چاہ بابل بموی سر آویختہ معذب اند (صفحہ ۱۷) (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۲۲)

یہان بھی پنڈت جی نے وہی معمولی غلطی کی

۳۷۳۔ پنڈت جی کو جہان تبدیل حالت یا تبدیل صورت نظر آئی اور تناسخ سمجھے۔ خواہ اُنکی کوئی شکل ہو اور کسی طرح ہو۔ نہ تو اپنے اصول و قواعد کو دیکھتے ہین اور نہ اصول فلسفیہ پر نظر ڈالتے ہین۔

تفسیر حسینی کی عبارت سے تناسخ ثابت نہین ہوتا

۳۷۴۔ بھلا اہل بصیرت دیکھین تو کہ اس تفسیر کے مضمون سے کیونکر تناسخ کا ثبوت ہوا؟ تفسیر بتاتی ہی کہ فرشتے وہی فرشتے رہے صرف اُن مین قوت شہوانیہ و غضبانیہ جو انسان مین پائی جاتی ہی بڑھا دی گئی اور دنیا کی طرف بھیج دیے گئے۔ یہ اضافۂ قوت شہوانیہ و غضبانیہ نہ بر سبیل جزا و سزا تھا اور نہ تبدیل جسم کے ساتھ بلکہ بعینہ وہی فرشتے باقی تھے اور تناسخ کے معنی یہ ہین کہ روح انسانی دوسرے جسم مین (خواہ وہ جسم انسانی ہو یا حیوانی یا نباتی وغیرہ) بعد موت بر سبیل جزا و سزا داخل ہو۔ اور وہ یہان مفقود ہی۔ تو اب تناسخ کیونکر ہوا؟ لازم ہی کہ آریہ صاحبان

اس کم فہمی پنڈت صاحب کے ذمہ دار ہیں اور اس الزام کا جواب دیں۔

گیارھوین آیت

۳۷۵۔ (۱۱) کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ (سورہ بقرہ ۲/۲۶)

یعنی تم لوگ خدا تعالی کے وجود و قدرت کا کیونکر انکار کرتے ہو۔ حالانکہ اُسنے تم کو زندہ کیا جبکہ تم مردہ تھے پھر تم کو مار ڈالیگا۔ پھر زندہ کریگا اسکے بعد تم اُسکے پاس لوٹائے جاؤگے۔

یہ آیت انسان کی چار حالتونکو بتاتی ہی جنکو تناسخ سے کوئی لگاؤ نہین

۳۷۶۔ پنڈت صاحب نے اس آیت سے بھی تناسخ ہی سمجھ لیا اور مثل حُبُّکَ الشَّیْءَ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ کے مصداق کو واضح طور پر نمایان کر دیا۔ حالانکہ پروردگار عالم آیۂ مذکورہ مین انسان کی ان چار حالتونکو بیان کرتا ہی جنکا ہونا اُسکے لیے ضروری ہی یعنی پہلے بالکل بیحس و بے روح ہونا۔ دوبارہ قالب انسانی مین زندہ ہونا۔ پھر سہ موت طبعی یا غیر طبعی مرنا۔ چوتھی مرتبہ بروز حشر و معاد زندہ ہونا۔ یہی چار حالتیں انسان پر طاری ہوتی ہین اور ہونگی۔ آدمی پہلے تو بصورت **مادۂ عنصریہ** ہوتا ہی۔ اس حالت مین اُسپر انسان یا حیوان کا اطلاق نہین ہوتا۔ پھر وہ مادہ **نطفہ** بنجاتا ہی جس مین کوئی حس و ادراک نہین گویا مردہ ہوتا ہی۔ یہ پہلی حالت ہوئی۔ دوبارہ وہ نطفہ منتقل ہوکر **صورت انسانیہ** اختیار کرتا ہی اور اُسوقت **حی** یعنی زندہ کہا جاتا ہی۔ یہ دوسری حالت ہی۔ جب اسکے بعد مرتا ہی تو **میت** کہا جاتا ہی اور یہ تیسری حالت ہی۔ اسکے بعد معاد مین حشر اجسام کے موقع پر اجزاے جسم جمع کیے جائینگے اور اس مین پھر وہی روح داخل ہوگی جو چوتھی حالت انسان کی ہی بعد اسکے عذاب یا ثواب ہوگا۔

حیات بعد الموت یا تبدیل صورت تناسخ نہین ہی

۳۷۷۔ یہ اعتقاد مسلمانون کا ہی اور یہی **قرآن** اور **حامل قرآن** کی تعلیم ہی۔ اسکو تناسخ سے کیا لگاؤ ہی؟ مگر پنڈت جی مین یہ کمال ہی کہ ہر حیات بعد الموت یا تبدیل صورت کو تناسخ ہی سمجھ جاتے ہین! اسکا کیا علاج ہی؟ خصوصًا جبکہ قرآن مجید سے اس دعوے کا ثبوت پیش کرتے ہین۔ جو کہ بالکل **تناسخ** کا منکر اور **قیامت** کا مثبت ہی۔ تو اور بھی تعجب ہوتا ہی ایسے مقام پر بغیر جہل کو پیش کرنا اُن ہی کا کام ہی

بارھوین آیت

۳۷۸۔ (۱۲) اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ (بقرہ ۲/۱۵۳) اس آیت کی تفسیر مین تاریخ انبیا۔ حاشیۂ بیضاوی۔ اعظم التفاسیر اور ملل و نحل شہرستانی سے پنڈت صاحب نے نقل

کیا ہی کہ ”منجملہ بتان کعبہ کے ایک بُت نائلہ اور دوسرا اسناف تھا حضرت نے فرمایا کہ اسناف بن عمر ایک مرد تھا قبیلۂ جرہم سے اور بنت سہیل ایک عورت تھی اسی قبیلہ سے ان ہر دو فریب خوردہ شیطان نے خانۂ کعبہ مین زنا کیا تھا اور خداوند قادر مطلق نے انکو اس گناہ کے بدلے پتھر کے بتون سے بدلکر بیحس وحرکت بنا دیا تھا (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۲۲)

یہ انقلاب صورت کی مثالین دلیل تناسخ نہین ہین

۳۷۹- پنڈت صاحب نے **انقلاب صورت** کو بھی تناسخ ہی تسلیم کیا ہی۔ حالانکہ محض غلط ہی اسے تناسخ نہین کہتے بلکہ مسخ ہونا کہتے ہین۔ انسانی مجسم کا پتھر ہو جانا فلسفۂ طبعیات کی رو سے بھی محال نہین۔ کیونکہ مادون کا استحالہ وانقلاب بدیہی ومشہود ہی جسپر برہان کی ضرورت نہین۔ البتہ روحون کا انقلاب محال ہی۔ علاوہ برین اس مین تناسخ کی دوسری شرط بھی نہین پائی جاتی یعنی ایک جسم انسانی سے دوسرے جسم انسانی مین جانا بلکہ وہی جسم انسانی نائلہ اور اسناف کا پتھر کی شکل مین تبدیل ہو گیا۔ نہ یہ کہ اُن دونون کی روحین اپنے اصلی بدنون سے نکل کر دوسرے جسمون مین گئی ہون۔ لہذا یہ واقعہ بھی تناسخ کی دلیل نہین ہو سکتا۔

تیرھوین آیت

۳۸۰-(۱۳) وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا (آل عمران ۳/۱۶۳) پنڈت صاحب اسکے متعلق تفسیر حسینی سے نقل کرتے ہین ”حضرت رسالت پناہ صحابہ را گفت چون برادران شما در روز اُحد شہید شدند حق سبحانہ جانہای ایشانرا در اجواف مرغان سبز بال جای داد در ہوای بہشت طواف کنند“ الخ (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۲۳)

شہدا کا جنت مین رہنا تناسخ کو ثابت نہین کرتا بلکہ باطل کرتا ہی

۳۸۱- یہ آیت بھی پنڈت جی کے فلسفہ کے مخالف ہی۔ کیونکہ اس مین وہی مذکور ہی جو مسلمانون کے موافق ہی یعنی بہشت مین اُن شہیدون کا رہنا اور جب **بہشت** کا وجود مانا گیا تو **قیامت** کا ہونا بھی تسلیم کرنا پڑیگا۔ اور جب قیامت کو تسلیم کیا گیا تو تناسخ آپ سے آپ باطل ہو گیا۔ زیادہ جد وجہد کی ضرورت نہ رہی۔

عبارت تفسیر حسینی کے متعلق دو بحثین

۳۸۲- اب رہا یہ امر کہ اُن شہیدون کی روحین پرندون کے اجواف مین رکھی گئی ہین اسکے متعلق دو بحثین ہین۔

پہلی بحث یہ روایت ضعیف ہی

۳۸۳- ایک بحث تو یہ ہی کہ وہ روایت جس مین یہ امر مذکور ہی ضعیف ہی اور قابل اعتماد نہین اہل بیت نے اُسے تسلیم نہین کیا۔ اور فرمایا ہی عن یونس بن ظبیان عن الصادق علیہ السلام انہ

قال له مایقول الناس فی ارواح المؤمنین قال یقولون فی حواصل طیور خضر فی
قنادیل تحت العرش فقال سبحان الله المومن اکرم علی الله من ان تجعل روحه فی
حوصلة طیر یا یونس اذا کان ذالک اتاه محمد و علی و فاطمة والحسن والحسین و
الملائکة المقربون فاذا قبضه الله صیّر تلک الروح فی قالب کقالبه فی الدنیا
فیاکلون ویشربون فاذا قدم علیهم القادم عرفوا بتلک الصورة التی کانت فی الدنیا

(تفسیر صافی) یعنی یونس بن ظبیان سے مروی ہی اُنھون نے صادق علیہ السلام سے روایت
کی ہی کہ آپ نے یونس سے فرمایا کہ لوگ ارواح مومنین کی بابت کیا کہتے ہین؟ یونس نے عرض کیا لوگ
کہتے ہین کہ وہ پرندون کے پوٹون مین رکھ کر عرش کے نیچے قندیلون مین رکھی جاتی ہین آپ نے فرمایا
سبحان اللہ! مومن کی عزت خدا کے نزدیک اس سے زیادہ ہی کہ اُسکی روح کو پرندون کے پوٹون
مین رکھے - ای یونس جب ایسا ہوتا ہی یعنی مومن مرتا ہی تو اُسکے پاس محمد - علی فاطمہ حسن حسین
آتے ہین اور ملائکہ مقربین بھی - پس جب اُسکی قبض روح ہوتی ہی تو خدا تعالی اُس روح کو ایک
قالب مین مثل اُسی قالب کے رکھتا ہی جو دنیا مین تھا - پھر وہ مومنین کھاتے اور پیتے رہتے ہین
اور جب اُنکے پاس کوئی آتا ہی تو اُسے پہچانتے بھی ہین -

دوسری بحث اس روایت سے بھی تناسخ ثابت نہین ہوتا

۳۸۴ - دوسری بحث یہ ہی کہ اگر روایت مذکورہ کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو تناسخ لازم نہین
آتا جسکی وجہ یہ ہی کہ تناسخ کے لیے اسی دنیا مین تبادل اجسام ضروری ہی نہ کہ دوسرے عالم مین
اور بہشت اس دنیا کی چیزون مین سے نہین بلکہ اشیاے آخرت سے ہی - پس تبادل اجسام اس
مقام پر تناسخ نہین -

ایک شبہہ کا دفعیہ

۳۸۵ - رہا یہ کہ روایت جناب صادق علیہ السلام مین اُن روحون کا دنیاوی قالب جیسے
قالبون مین رکھے جانے کا ذکر ہی اُس سے مراد جسم مثالی ہی نہ جسم مادی حیوانی - جیسا کہ دیگر کتب
اسلامیہ مین مذکور ہی جس سے تناسخ لازم نہین آتا - کیونکہ تناسخ کے واسطے جسم مادی حیوانی
یا نباتی وغیرہ مین داخل ہونا روح کا ضروری ہی جیسا کہ آریہ صاحبان وغیرہ کا اعتقاد ہی
نہ کہ جسم مثالی مین جو اجسام لطیفہ سے ہی اور نظر نہین آتا -

چودھوین آیت

۳۸۶ - (۱۴) نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَا | ہم نے ان آدمیون کو پیدا کیا ہی اور اُنکی پیدائش کو

اَسۡرَھُمۡ وَاِذَا شِئۡنَا بَدَّلۡنَآ اَمۡثَالَھُمۡ تَبۡدِیۡلًا (دہر ۲۸/۷۶) محکم کیا اور جب چاہین اُن جیسے اور بدلدین۔ پنڈت صاحب نے تفسیر حسینی سے نقل کیا ہی۔ اُسکا مطلب یہ ہی "ایشانرا بمیرانیم و در نشاۃ ثانیہ بمانند ہمین صورت و ہیئت باز آریم" (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۲۳)

یہ آیت قیامت کو ثابت اور تناسخ کو باطل کرتی ہی۔

۳۸۷- اس آیت مین خدا تعالی فرماتا ہی کہ جب ہم چاہین اُنکو مار ڈالین اور دوسری نشاۃ (یعنی آخرت مین) اسی صورت و ہیئت پر پھر پیدا کردین جسکا واضح مطلب یہ ہی کہ خدا تعالی قیامت مین دوبارہ اُنکے پیدا کرنے کو فرماتا ہی اور معلوم ہی کہ قیامت مین دوبارہ انسانون کا بشکل جسم اول پیدا ہونا محال نہین بلکہ ضروری ہی اور اہل اسلام اسکو تسلیم کرتے ہین۔ ہان پنڈت صاحب کے مزعوم کے ضرور مخالف ہی۔ کیونکہ وہ قیامت کو نہین مانتے باوجود اسکے اپنے شاہد مین اسے پیش کرتے ہین

اس بیان کی مزید توضیح آیات قرآن سے

۳۸۸- دراصل یہ آیت بنا بر تفسیر مذکور کے جواب ہی اُس خیال کا جسے کفار پیش کیا کرتے تھے اور خدا تعالی نے ان لفظون مین ارشاد فرماتا ہی وَکَانُوۡا یَقُوۡلُوۡنَ اَئِذَا مِتۡنَا وَکُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ اَوَاٰبَآؤُنَا الۡاَوَّلُوۡنَ (واقعہ ۵۶/۴۶-۴۸) یعنی مشرکین و کفار کہتے تھے کہ ہم مر جائینگے اور خاک ہو جائینگے تو کیا ہم اور ہمارے آباواجداد پھر اُٹھائے جاوینگے؟" اسکا جواب یہ دیا گیا کہ ہان ایسا ضرور ہوگا وَاِذَا شِئۡنَا بَدَّلۡنَآ اَمۡثَالَھُمۡ تَبۡدِیۡلًا (دہر ۲۸/۷۶) ہم جب چاہین ایسے ہی اجسام مین اُنکو مرنے کے بعد پھر پیدا کردین اور سورہ واقعہ مین آیات مندرجہ بالا کے بعد اسکا جواب یا ہی کہ قُلۡ اِنَّ الۡاَوَّلِیۡنَ وَالۡاٰخِرِیۡنَ لَمَجۡمُوۡعُوۡنَ اِلٰی مِیۡقَاتِ یَوۡمٍ مَّعۡلُوۡمٍ (واقعہ ۵۶/۴۹) یعنی ای رسول کہدو کہ تم اور تمھارے آباواجداد کیا بلکہ اگلے پچھلے سب لوگ روز معین کے میقات پر جمع کیے جاینگے اور قیامت مین سب کا حشر اجساد و ارواح ہوگا۔ اور جب یہ معنی ہین تو تناسخ کہان باقی رہا۔

آیۂ مذکورہ کا دوسرا پہلو

۳۸۹- علاوہ برین آیت مذکورہ مین ایک اور پہلو یہ بھی ہی کہ خدا تعالی ان لوگون کے فنا کردینے اور انکے مثل اورون کے پیدا کرنے کو فرماتا ہی۔ اس صورت مین حاصل آیت یہ ہی کہ جب ہم چاہین اُنکو معدوم کردین اور ایسے ہی لوگ اور بھی پیدا کردین جو ان ہی کی شکل و شباہت کے ہون (بَدَّلۡنَآ اَمۡثَالَھُمۡ تَبۡدِیۡلًا) اس صورت مین بھی تناسخ سے اسکو کوئی واسطہ نہوگا۔ اسلیے کہ ایک قوم کا فنا کردینا اور دوسری قوم کا پیدا کردینا چند مقام پر قرآن مجید مین مذکور ہی مثلاً طوفان نوح مین

لاکھون آدمیونکو فنا کردینا اور اُنکے بعد ویسے ہی لاکھونکو پیدا کردینا۔ فرعونیون کو دریاے نیل مین غرق کردینا اور پھر ویسے ہی ہزارون کا پیدا کردینا۔ قوم ثمود و عاد کو فنا کردینا اور ویسے ہی اقوام کو پیدا کردینا۔ قوم سبا کو غرق کردینا اور ویسے ہی لاکھون آدمیونکو پیدا کردینا۔ یہ ایک عام قاعدہ الٰہیہ ہی جسکی بابت اللہ تعالی فرماتا ہی وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا (احزاب ۳۳ پ ۶۲) یہ قاعدہ الٰہیہ کبھی بدل نہین سکتا جب کوئی قوم سرکش ہوجائیگی اور اُسکا طغیان حد سے بڑھ جائیگا ضرور اُسکو فنا کردیا جائیگا اور اُنکی جگہ دوسرونکو دی جائیگی بہرحال اس آیت کو تناسخ کے مضمون سے کوئی واسطہ نہین۔ لہذا اسکو ایسے مضمون پر ڈھالنا سخت غلط فہمی ہی

پندرھوین آیت

۳۹۰۔ (۱۵) يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا (نبا ۱۸ پ ۳۰) | یعنی جس دن نفخ صور ہوگا تم لوگ گروہ گروہ آؤ گے۔

اس آیت مین قیامت کا بیان ہی اور وہ تین وجوہ سے تناسخ کو باطل کرتی ہی

۳۹۱۔ اس آیت کو تناسخ کے شاہد مین پنڈت جی نے پیش کیا ہی حالانکہ اس مین حشر قیامت کا بیان ہی۔ کیونکہ نفخ صور اُسی وقت ہوگا۔ نہ ہو وقت۔ رہا قیامت کے دن نفخ صور کے بعد تمام انسانون کا گروہ گروہ آنا اس مین کوئی تناسخ کی وجہ نہین۔ اولاً یہ کہ قیامت ہی تناسخ کو باطل کرتی ہی ثانیاً یہ کہ نفخ صور کے بعد ہر شخص کی روح اُسکے جسم مین داخل ہوکر میدان قیامت مین آئیگی۔ جو تناسخ کے مسئلہ کے بالکل خلاف ہی ثالثاً یہ کہ داخلہ روح بر سبیل جزا و سزا نہوگا۔ اگرچہ اسکے بعد حساب و کتاب سے فراغت پاکر جہنم یا جنت مین لوگ داخل کیے جائینگے۔ لیکن ان اجسام مین روحون کا آنا محض ان اجسام کے ذریعہ سے سزا و جزا بھگتنے کے لیے نہوگا۔ لہذا اثبات تناسخ اس آیت سے بالکل بےمعنی ہی جبکہ قیامت کی سزا و جزا کو تناسخ سے کوئی لگاؤ نہین۔

پنڈت جی کا استدلال ایک حدیث سے

۳۹۲۔ پنڈت جی نے اس آیت کے ذیل مین فخرالدین رازی کی تفسیر کبیر سے ایک طولانی حدیث بھی پیش کی ہی۔ اور اُسکا ترجمہ بھی تفسیر حسینی سے لکھا ہی جسے ذیل مین نقل کیا جاتا ہی۔ اہل الرائے و نظر اور صاحبان بصیرت و بصر دیکھین کہ کہان تک اُسے تناسخ سے تعلق ہی اسیوجہ سے یہ شعر بار بار یاد آتا ہی

توکار زمین را نکو ساختی | کہ با آسمان نیز پرداختی

فن مناظرہ سے پنڈت صاحب کی ناواقفیت

۳۹۳۔ انسان کا فرض ہی کہ وہ پہلے اپنے دعوے کے موضوع و محمول کو دیکھے پھر دلیل کے صغری و کبری پر نظر کرے کہ کہانتک اُس سے مطابق ہی۔ نہ یہ کہ بلا لحاظ کسی شرط تحقیق کے جو جی مین

آئے لکھ ڈالے اور جس شی کو چاہے اپنے دعوے کی دلیل قرار دے لے فن مناظرہ کوئی بازیگری یا شعبدہ نہین ہی کہ دیکھنے والونکو دھوکہ دے لیا۔ یہ اہل فن کی نگاہون پر چڑھتا ہی اور تحریری مناظرات کو نقادان علم و فن مثل سونے کے پرکھتے ہین۔ اس مقام پر لازم ہی کہ کامل غور و فکر سے کام لیا جائے۔ نہ سرسری قلم گردانی سے۔

حدیث مذکور کے الفاظ

۳۹۴۔ بہرحال حدیث مذکور یہ ہی عن معاذ انہ سأل رسول اللہ عنہ فقال علیہ السلام یا معاذ سالت من امر عظیم عن امور ثم ارسل عینیہ و قال یحشر عشرۃ اصناف من امتی بعضہم علی صورۃ القردۃ و بعضہم علی صورۃ الخنازیر و بعضہم منکسون ارجلہم فوق وجوہہم یسحبون علیہا و بعضہم عمی و بعضہم صم بکم و بعضہم یمضغون السنتہم وھی مدلاۃ علی صدورھم یسیل القیح من افواھہم یتقذرھم اھل الجمع و بعضہم مقطعۃ ایدیھم وارجلہم و بعضہم مصلبون علی جذوع من نار و بعضہم اشد نتنا من الجیف و بعضہم ملبسون جبابا سابغۃ من قطران لازقۃ بجلودھم فاما الذین علی صورۃ القردۃ فالقتات من الناس واما الذین علی صورۃ الخنازیر فاھل السحت واما المنکسون علی وجوھہم فاکلۃ الربوا واما العمی فالذین یجورون فی الحکم واما الصم والبکم فالمعجبون باعمالہم واما الذین یمضغون السنتہم فالعلماء والقصاص الذین یخالف قولہم فعلہم واما الذین قطعت ایدیہم وارجلہم فہم الذین یوذون الجیران واما المصلبون علی جذوع النار فالسعاۃ بالناس الی السلطان واما الذین ہم اشد نتنا من الجیف فالذین یتبعون الشہوات واللذات ومنعوا حق اللہ تعالیٰ من اموالہم واما الذین یلبسون الجباب فاھل الکبر والفخر والخیلاء (صفحہ ۴۳۴ جلد ۸ تفسیر کبیر مطبوعہ ۱۲۹۴ھ قسطنطنیہ)

اس حدیث کا ترجمہ

۳۹۵۔ اسکا ترجمہ تفسیر حسینی سے اسطرح نقل کیا ہی "امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ آوردہ کہ حضرت رسالت پناہ را از افواج پرسیدند فرمود کہ حشر کردہ شوند دہ صنف از امت من۔ اول بر صفت بوزنگان دوم بر ہیئت خوکان سوم نگونساران کہ ایشانرا بر روی دوزخ میکشند و چہارم نابینایان و پنجم کران و گنگان و ششم مینجایند زبانہای خود را و آن بر سینہای ایشان افتادہ باشد و ریم از دہنہای ایشان سیلان میکنند و اہل محشر را از ان کراہیت باشد و ہفتم دست و پا بریدہ باشند و ہشتم از دارہای آتشین آویختہ و نہم

نتنی تمام باشند بدتر از مردار و نہم راجبہای آتشین پوشانیدہ باشند از قطران چسپیدہ بپوستہای ایشان آ ما بوزنگان سخن چینان باشند و خوکان حرام خوران و نگونساران خورندگان ربوا و کوران جور کنندگان در حکم و گنگان و کران آنہا کہ باعمل خود معجب بودہ اند و زبان خائندگان علماء کہ گفتار ایشان مخالف کردار ایشان بودہ است و دست و پا بریدگان رنجانندگان ہمسایگان بغیر حق و آویختگان از دار غمازان و سعایت کنندگان بسلاطین و حکام و آنہا کہ نتن عظیم دارند متابعان شہوات و بازدارندگان حق خدای و پوشندگان بلباس قطران اہل تکبر و نازش (صفحہ ۵۴۴ جلد ۲ تفسیر حسینی)

یہ حدیث حشر اجساد کو ثابت اور تناسخ کو باطل کرتی ہی

۳۹۶- اس حدیث اور اس ترجمہ مین کوئی ایسی بات نہین جو پنڈت صاحب کے موافق خیال ہو **اولاً** اس مین قیامت کے **حشر** کا ذکر ہی یعنی بروز قیامت فلان فلان صورت سے لوگ محشور ہونگے اور پنڈت جی قیامت کے منکر ہین- پھر انھین اس حدیث کے پیش کرنے سے کیا فائدہ **ثانیاً** اگر بیان ہی تو **مسوخیت** کا یعنی فلان فلان اعمال کے لوگ بوزنہ و خوک وغیرہ کی شکلون مین مسخ کیے جائینگے- اور ظاہر ہی کہ مسخ اور تناسخ مین بڑا فرق ہی- **ثالثاً** تناسخ کے لیے روحون کا دوسرے جسمون مین داخل ہونا اسی دنیا مین ضروری ہی- نہ آخرت مین جو یقیناً محل ثواب و عقاب ہی پس جبتک تناسخ ارواح اسی دنیا مین نہ ثابت کیا جائے ہرگز مفید مطلب نہین ہو سکتا-

روایت ابن عمر سے پنڈت جی کا دھوکا

۳۹۷- یہی جواب بعینہ اُس حدیث کا ہی جو حضرت **ابن عمر** رض سے نقل کی گئی ہی کہ اس امت مین بھی **خسف** یعنی دھنس جانا زمین مین اور **مسخ** یعنی انسانی شکل سے اسی جسم کا حیوانی شکل مین آجانا اور **قذف** یعنی سنگ باری کا وقوع ہوگا-

اس روایت مین خسف وغیرہ کا ذکر ہی جس سے تناسخ ثابت نہین ہوتا

۳۹۸- ظاہر ہی کہ **خسف** (یعنی زمین مین دھنسنا) تناسخ نہین ہی- اور **قذف** (یعنی پتھرون سے مارا جانا) بھی تناسخ سے کوئی تعلق نہین رکھتا- رہگیا **مسخ** ہونا تو ہم اسے تسلیم کرتے ہین- مگر اس سے پنڈت جی کا کوئی فائدہ نہین- اسوجہ سے کہ محض انقلاب صورت جسم مین تناسخ نہین ہی جیسا کہ ہم نے بار بار بیان کیا ہی- بلکہ تناسخ کے واسطے اس دنیا مین ایک جسم سے نکل کر روح کا دوسرے جسم مین داخل ہونا بر سبیل جزا و سزا ضروری ہی اور اگر وہی جسم منقلب ہوکر دوسری قسم کا جسم بنجائے تو اس مین کوئی عقلی خرابی نہین اور نہ اسے تناسخ کہتے ہین-

ایک دوسری بے ربط حدیث

۳۹۹- علی ہذا القیاس جامع ترمذی سے ایک حدیث مسخ ہونے کی نقل کی ہی جس مین یہ بیان

[کیا] گیا ہی کہ "پھر مسخ کر دیگا اللہ تعالیٰ اُن مین سے کچھ لوگونکو سور اور بندر" (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۲۳)
[لیکن] اس سے تناسخ کو کوئی ربط نہین جیسا کہ سابقاً مذکور ہو چکا۔

ایک آیت اور ایک حدیث سے پنڈت جی کا استدلال

[۴۰]۰م۔ یہان پر پنڈت جی نے روضۃ الاجاب سے آیۂ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِينَ (نمل $\frac{۲۷}{۲۱۹}$)
[کی] تفسیر بھی نقل کی ہی اور سمجھے ہین کہ اس سے بھی تناسخ ہی ثابت ہوتا ہی۔ حالانکہ حدیث مذکور مین
[اس] کا کہین پتہ نہین۔ پنڈت صاحب (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۲۳ مین) لکھتے ہین "و در احادیث دیگر
[آمد]ہ کہ فرمود ہمیشہ بود خدا تعالیٰ کہ نقل میکرد مرا از اصلاب طیبہ بارحام مطہرہ مصفا مہذب و منشعب
[نمی] شد دو شعبہ مگر آنکہ بودم من در بہتر ازین دو شعبہ و گفت ابن عباس در تفسیر قول وی سبحانہ و
تَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِينَ یعنے مِنْ نَبِيٍّ اِلٰى نَبِيٍّ و ہمیشہ بود آنحضرتؐ کہ تقلب کرد در اصلاب انبیاء
[تا] آنکہ برائید اورا مادر وی" (مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۶ سنہ ۱۲۸۱ھ)

اس آیت اور حدیث کی تفسیر اور استدلال مذکور کا ابطال

[۴۰]۱م۔ اہل نظر دیکھین کہ کس لفظ سے اس بیان کے تناسخ کا پتہ چلتا ہی! کیا اس فقرہ سے کہ "نقل
[م]یکرد در اصلاب طاہرہ و ارحام مطہرہ" یا اس جملہ سے کہ "منشعب نمی شد دو شعبہ
[م]گر آنکہ بودم من در بہتر ازین دو شعبہ" یا اس جملہ سے کہ "تقلب کرد در اصلاب انبیاء" حالانکہ
[ا]ن مین سے کوئی فقرہ اُنکی تائید نہین کرتا۔ پنڈت جی نے لفظ "نقل میکرد" دیکھ لیا اور سمجھ گئے کہ ہو نہو اس سے
تناسخ ہی مراد ہوگا۔ یہ نہ خیال کیا کہ حضرت کی مراد یہ ہی کہ آدم سے لیکر اسوقت تک جتنے انبیاء اس
سلسلہ مین گذرے میرا مادۂ خلقت اُن ہی کے صلبون مین ودیعت رہا کسی کافر یا مشرک کے صلب تک
[م]یرا مادہ خلقت نہین گیا جب کسی نبی کے دو فرزند ہوے۔ ایک نبی اور دوسرا غیر نبی تو وہ مادہ جس مین
[م]یری خلقت معین تھی اُسی کے صلب مین قرار دیا گیا جو نبی تھا۔ نہ کہ غیر نبی کے صلب مین اور ظاہر ہی کہ
اصلاب مین کسی مادہ کا رہنا تناسخ نہین ہی۔ ہان اگر حضرت یہ فرماتے کہ "مین ایک مرتبہ
ایک نبی کی جون مین پیدا ہوا پھر دوسرے نبی کی جون مین" (معاذ اللہ) تو البتہ آپکو کچھ موقع گفتگو
کا ملتا۔ لیکن معلوم ہی کہ ایسا نہین فرمایا۔

آزر کے مسخ ہونے کا قصہ تناسخ کو باطل کرتا ہی

۴۰۲م۔ اسکے بعد پنڈت جی نے شرح مشکوۃ جلد رابع سے آزر کے مسخ ہونے کا واقعہ بروز قیامت
نقل کیا ہی اول تو اُس مین وہی خرابی ہی کہ اس دنیا مین یا قیامت مین مسخ ہونا تناسخ نہین دوم
یہ کہ قیامت کے تسلیم کرنے پر خود بخود ہی تناسخ معدوم ہو جاتا ہی سوم یہ کہ مسخ اور نسخ دو علحدہ

علیحدہ چیزین ہین - ایک کا قیاس دوسرے پر محض بیمعنی اور خلاف قواعد مناظرہ ہی جیسے وہی شخص پیش کرسکتا ہی - جسکے دماغ مین علمی روشنی نہو -

فصل ششم - بعض مسلمانون کے خیالات اور چند حکایات اور روایات

بعض اسلامی فرقون اور برہمنون وغیرہ قائل تناسخ ہونا دلیل ثبوت تناسخ نہین ہی

۴۰۳ - کتاب ثبوت تناسخ کے نوین باب مین پنڈت صاحب نے علماء - اولیاء اور صلحا کے اقوال تناسخ کے متعلق لکھے ہین - مثلاً فرقۂ کیسانیہ تناسخ کا قائل تھا فرقۂ بنانیہ تناسخ کا قائل تھا - فرقۂ زیدیہ تناسخ کا قائل تھا - غلاۃ بھی اسی کے قائل تھے - برہمن - فلاسفہ صابئین وغیرہم بھی اسی کے قائل تھے - علیٰ ہذا القیاس اور چند فرقون کے نام گنوائے ہین - (دیکھو کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۲۴ - ۱۲۵) مگر بحث یہ ہی کہ دنیا بھر بھی اگر کسی امر خلاف عقل کی قائل ہو تو وہ ہرگز قابل قبول نہین ہو سکتا - دلیل کی ضرورت ہی -

تناسخ کی بنیاد دو باتین ہین جنکو ہم اوپر ذکر کر چکے

۴۰۴ - ثبوت تناسخ کے متعلق جو کچھ بیان کیا جاتا ہی وہ فقط دو باتین ہین پہلے ایک یہ کہ جزا و سزا بغیر تناسخ کے ناممکن ہی - دوسرے یہ کہ روحین اور مواد قدیم ہین - ان دو باتون کے سوا تیسری بات کوئی بھی مثبت تناسخ نہین - لیکن خیر سے دونون ہی غلط ہین - روح اور مادہ کا قدیم ہونا اُن وجوہ و دلائل سے غلط ہی جنکو ہم نے پہلے بیان کر دیا ہی - اور سزا و جزا کا دار و مدار تناسخ پر ہونا اُسوقت صحیح ہو سکتا ہی جبکہ معاد جسمانی اور حشر و نشر نہو - لیکن اسکی ضرورت بدلائل مذکورۂ سابقہ ثابت فلہذا تناسخ کا بطلان بھی ثابت -

پنڈت جی کا استدلال کیون قابل قبول نہین

۴۰۵ - یہ جسقدر فرقے گذرے ہین - چونکہ ابواب علم سے بہت دور تھے اور "اتباع کل ناعق" اور "طائرین مع کل ریح" تھے اُنکے اقوال ہرگز پذیرا نہین ہو سکتے - جب تک مؤید بدلیل و مستند الی البرہان نہون - پنڈت جی نے صرف یہ دیکھ لیا کہ ملل و نحل مین ان فرقون کا قائل تناسخ ہونا لکھا ہی جھٹ پٹ اپنی کتاب مین ٹانک دیا - حالانکہ حکیم او مناظر کی نظر اولا دلیل عقلی پر ہوتی ہی اسکے بعد دلیل نقلی کو دیکھتا ہی - پھر دلیل نقلی بھی وہی کام دے سکتی ہی جو مسلمات خصم سے ہو - اور معلوم ہی کہ اہل اسلام یعنی امامیۂ اثنا عشری اور اہل سنت اُن فرقون کی صحت ہی کو تسلیم نہین کرتے اُنکی رایونکو کیا مانینگے ؟

شیخ الاشراقیین کا یہ قول پنڈت جی کے مفید نہین

۴۰۶ - رہا شیخ الاشراقیین کا یہ کہنا کہ "تمسک بعض الاسلامیین بصحۃ التناسخ بآیات

سن الوحی" (کلیات آریہ مسافر ص۱۲۵) یعنی بعض اسلامی لوگ آیات قرآنیہ کی وجہ سے تناسخ کے قائل ہوے ہین۔ تو صرف اتنا ہی کہنا کافی نہوگا۔ بلکہ اُن آیات کو پیش کرنا چاہیے جن سے تناسخ کا ثبوت ہوتا ہی۔ اور اگر یہ آیات وہی ہین جنکو پنڈت جی نے اپنی کتابون مین لکھا ہی اور ہم نے اُنکا جواب بھی مفصلاً دیدیا ہی۔ تو معلوم ہی کہ وہ ہرگز مثبت مدعا نہین بلکہ اُنکا مخالف ہونا اوضح واضحات سے ہی۔ کما سمعتہ سابقا۔ اور اگر دوسری آیت ہی تو اُسے پیش کرنا چاہیے۔

رجعت کو تناسخ سے کوئی علاقہ نہین

۴۰۷۔ رہا شاہ عبد العزیز صاحب کا یہ کہنا کہ "جماعت امامیہ و دیگر اہل تشیع قائل رجعت بودہ اند و آن ام تناسخ ست" (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۲۵) جس مین رجعت کو تناسخ کی بنیاد قرار دیا ہی ٹھیک نہین ہی۔ بیشک شیعۂ امامیۂ اثنا عشریہ رجعت کے قائل ہین یعنی آنحضرت اور ائمہ علیہم السلام قیامت سے قبل دوبارہ اِس دنیا مین آئینگے۔ اور سلطنت کرینگے۔ اور وعدۂ الٰہیہ جو آیۂ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ الخ (نور ر۲۴ ع۵)[1] مین واقع ہوا ہی۔ یہی رجعت کے ذریعہ سے پورا ہوگا۔ مگر اسکو تناسخ سے کیا واسطہ؟ آپ تناسخ کے لیے ایک جسم سے دوسرے جسم مین روح کا منتقل ہونا بر سبیل جزا و سزا مانتے ہین اور رجعت مین ایسا ہرگز نہوگا بلکہ روحین وہی ہونگی اور اجسام بھی وہی جن مین وہ روحین پہلے تھین جیسا کہ احادیث فرقہ شیعۂ امامیہ سے واضح ہی پس شاہ صاحب موصوف کا رجعت کو "ام تناسخ" کہنا مسامحت پر مبنی ہی

کسی مجہول آدمی کا کچھ کہنا دلیل اثبات تناسخ نہین

۴۰۸۔ میر شریف کا شرح مواقف مین یہ لکھنا کہ بعض اشخاص سے مروی ہی کہ وہ کہتا تھا کہ مین ایک وقت مین شتر تھا قابل اعتبار نہین۔ اسلیے کہ اگر یہ ممکن ہو کہ کوئی شخص اپنے پچھلے جنم کو یاد رکھے

---

[1] پوری آیت کا ترجمہ یہ ہی کہ "تم مین سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل بجالائے اُن سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہی کہ روے زمین کی خلافت (سلطنت) اُنکو ضرور عطا کریگا۔ جیسے اُن لوگو نکو عطا کی تھی جو اُنسے پہلے ہوے ہین اور جس دین (اسلام) کو اُسنے اُنکے لیے پسند کیا ہی اُسکو اُنکے لیے مضبوط کریگا۔ اور اُنکے خوف و خطر کے بعد (جو اسوقت اُنکو لاحق ہی) اُنکو امن و امان سے تبدیل کر دیگا کہ وہ میری ہی عبادت کیا کرینگے اور کسی شی کو میرا شریک نہین بنائینگے۔ اور جو شخص ان (تمام باتون) کے بعد ناشکری کرے تو ایسے ہی لوگ نافرمان ہین"۔ یہ آیت خبر دیتی ہی کہ قیامت سے پہلے دنیا مین اسلام ہی کی حکومت ہوگی جس مین یہ تین خصوصیتین نمایان ہونگی۔ (۱) دین اسلام کا پورا استحکام (۲) دنیا مین کامل امن و امان (۳) عبادت خالص اور شرک کا معدوم ہو جانا یہی زمانہ رجعت کا ہوگا۔ اور اسی وقت مین حضرت حجۃ اللہ المنتظر ع کا ظہور ہوگا۔ (غلام الحسنین پانی پتی)

تو وہ لوگ جو انسانون کے جسمون سے خصوصًا علماء فضلاء عرفا اور صالحین کے اجسام سے منتقل ہو کر یہان آئے ہین اُنکو بطریق اولی یاد ہونا چاہیے کہ ہم پہلے فلان عالم یا رشی منی یا پجاری یا پنڈت وغیرہ تھے لیکن مشاہدہ اور احساس اسکے خلاف ہی مقام استدلال مین ایسی حکایات بے سر و پا سے کام نہین چلتا۔ ورنہ چاہیے کہ الف لیلہ کی کہانیان طلسم ہوشربا کے قصے عمر عیار کی داستان۔ گل بکاؤلی کی حکایات سب سچی مانی جائین اور اُنسے استدلال کیا جائے۔ لیکن یقینی بات ہی کہ کوئی شخص ان روایات و قصص کو پایۂ اعتبار مین نہین سمجھتا اسلیے کہ نہ تو راوی کا نام معلوم اور نہ اُس شخص کا حال معلوم جسنے اپنا اونٹ (شتر بے مہار) ہونا گذشتہ جنم مین بیان کیا ہی۔ فقط اسقدر کہنا کہ "از بعضے اشخاص مروی ست" یعنے کسی آدمی سے یہ روایت ہی" (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۲۵) استدلال بالمجہول ہی۔

شیخ مبارک سلجوقی کا قول بے دلیل تسلیم نہین کیا جاسکتا

۴۰۹۔ علاوہ برین محشی نے جو یہ لکھا ہی کہ "وہ کہنے والا شیخ مبارک شاہ سلجوقی تھا" ممکن ہی کہ عالم جنون اور خود رفتگی مین اُسنے ایسا کہا ہو۔ کیونکہ بعض صوفی طریقے والے مجذوب ہو جاتے ہین اور بے سر و پا باتین کیا کرتے ہین۔ اور اگر بالفرض اُسے یہ یاد رہا ہو کہ وہ کبھی اونٹ تھا تو ضرور یہ بھی یاد ہوگا کہ کس فعل کی سزا مین اُسے یہ جون دیگئی تھی۔ اور یہ بھی یاد ہوگا کہ اونٹ ہونے سے پہلے کس جون مین تھا۔ لیکن اُسنے ان مین سے کسی بات کا پتہ نہین دیا۔ لہذا کوئی ثبوت اسکے اس قول بے دلیل کی صحت کا نہین مل سکتا۔ بہرحال ایسی داستانون سے کوئی فلسفی مسئلہ ثابت نہین ہوسکتا۔

زبدۃ الاسرار کی ایک غلط عبارت سے پنڈت صاحب کا استدلال

۴۱۰۔ نیز علامہ اثیر الدین کی زبدۃ الاسرار سے ایک عبارت پنڈت صاحب نے نقل کی ہی جو بالکل مخلوط ہی۔ نہ اسکے جملے صحیح ہین اور نہ الفاظ (دیکھو کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۲۵) مگر جسقدر ظاہر عنوان کلام سے سمجھ مین آیا ہی وہ یہ ہی کہ روح انسانی اگر اپنے جسم مین رہکر کامل نہین ہوئی ہی تو اسکی دو حالتین ہین۔ ایک یہ کہ وہ روح بسبب اپنے اخلاق ردیہ کے ہیئت ردیہ نہین پیدا کر لائی ہی تو احتمال ہی کہ بدن سے نکلنے کے بعد علیحدہ قائم رہے اور عذاب سے چھوٹ جائے اور اگر ہیئت ردیہ اُس مین پیدا ہو گئی ہی تو محتمل ہی کہ اسی ہیئت مین وہ معذب رہے اور محتمل ہی کہ کسی اور حیوان کے بدن سے اسکو متعلق کر کے معذب کیا جائے۔

یہ محض احتمال ہی جو قابل استدلال نہین

۴۱۱۔ اس تمام مضمون مین اثیر الدین کو رنے کہین اپنا یقین ظاہر نہین کیا۔ ہر مقام پر احتمال سے کام لیا ہی۔ اور احتمال مقام استدلال مین کافی نہین۔ علاوہ برین اپنے اس بیان کو کسی دلیل سے مُستند نہین کیا ہی جسپر اعتماد کیا جاسکے۔ فقط یہ کہنا کہ احتمال ہی کہ ایسا ہوا اور احتمال ہی کہ ویسا ہو۔ کسی مسئلہ علمیہ کو ثابت نہین کرسکتا۔ خصوصًا ایسے معرکۃ الآرا مسئلہ کو جس مین بڑے بڑے اشراقی علما ٹھوکر کھا گئے ہین۔

مفتاح التاریخ کی ایک عبارت سے استدلال

۴۱۲۔ پنڈت صاحب نے کُلیات آریہ مُسافر صفحہ ۱۴۵ مین کتاب مفتاح التواریخ سے نقل کیا ہی کہ "در نفحات از مولوی رومی نقل کردہ کہ او در کلام خود فرمودہ کہ نور منور بعد از صد و پنجاہ سال بروح فرید الدین عطار تجلی کردہ مربی او گشت (باب ہفتم صفحہ ۵۴ نولکشور)"

اس عبارت سے تناسخ ثابت نہین ہو سکتا۔

۴۱۳۔ پنڈت صاحب موصوف نے اسے بھی تناسخ ہی سمجھا ہی لیکن یہ اعجب عجائب سے ہی کیونکہ نور منور کا تجلی کرنا اور شیخ فرید الدین عطار کی روح کے سامنے اُس کا ظاہر ہونا کس معنی سے تناسخ پیدا ہو سکتا ہی؟ ظاہر ہی کہ نور منور سے مراد اس شخص کی نور آگہی ہی۔ جسطرح اسکی تجلی کوہ طور پر جناب موسٰی کے لیے بیان کیجاتی ہی اسیطرح اگر بالفرض مان لیا جائے کہ کوئی ایسا ہی نور شیخ فرید الدین عطار کی روح کو بھی دکھائی دیا ہو۔ تو کیا مضائقہ ہی؟ تناسخ کے واسطے روح انسانی کا دوسرے جسم مین داخل ہونا بر سبیل جزا و سزا ضروری ہی جسے پنڈت جی اس مضمون سے ہرگز ثابت نہین کرسکتے۔

بعض شعرا کے اشعار

یزدی شاعر کے قول سے استدلال

۴۱۴۔ علی ہذا القیاس یزدی شاعر سے یہ دعوے منسوب کیا گیا ہی کہ وہ نظامی گنجوی ہی اور اس جون مین اس نے جنم لیا ہی اور اسکا حال و قال کا یہ قول مفتاح التواریخ (باب یازدہم صفحہ ۱۹۸) سے نقل کیا ہے:۔

در گنجہ فرو شدم پئے دید ۔۔۔ از یزد بر آمدم چو خورشید

ہر کس کہ چو مہر بر سر آید ۔۔۔ ہر چند فرو رود بر آید

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۴۵ [illegible])

قول کو دلیل تناسخ قرار دینا چاہئے چار وجوہ سے باطل ہی

۴۱۵۔ مگر ایسا دعوے دلیل تناسخ نہین ہو سکتا جسکی چار وجہین ہین۔ ایک یہ کہ نظامی گنجوی بنکر اسکا جنم لینا بشرط تسلیم صرف اسکا بیان ہی جسکی کوئی دلیل اس نے نہین بیان کی اور دعوی

بے دلیل مقبول نہین۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ان کا یہ شعر عالم حال و قال مین ہے جو حالت خود رفتگی اور بیخودی کی ہوتی ہے۔ ایسی حالت کا کلام کچھ وقعت نہین رکھ سکتا۔ تیسرے یہ بھی ممکن ہے کہ اسکا مطلب اس کلام سے کہ مین نظام گنجوی ہون۔ یہ ہو کہ جیسا وہ شاعر کامل تھا۔ مین بھی ویساہی شاعر ہون۔ گویا وہی ہون۔ نہ کہ وہی شخص متوفی ہون۔ چوتھے ان دونون شعرون مین بالخصوص تناسخ پر کوئی نص نہین ہے۔ ممکن ہے کہ شاعر مذکور کی یہ مراد ہو کہ ایکبار تبرین مقام گنجہ مین ملاقات کیلیے اُترا تھا۔ اور پھر شہر یزد مین مثل آفتاب کے نمایان ہوا۔ اور بسبب شہرت کے ایسا ہو گیا۔ جیسے مہر تابان۔ پس ایسی حالت مین اسکو تناسخ کی دلیل قرار دینا بے معنی ہے۔

شیخ فریدالدین عطار کے ایک شعر سے استدلال

۴۱۶۔ شیخ فریدالدین عطار کا یہ شعر بھی پنڈت صاحب نے مفتاح التواریخ کے اسی مقام سے نقل کیا ہے ؎

ہفصد و ہفتاد قالب دیدہ ام ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

یہ شعر دو وجہ سے تناسخ پر دلیل نہیں ہو سکتا

۴۱۷۔ یہ شعر بھی تناسخ کو ثابت نہین کر سکتا جسکی دو وجہین ہین۔ ایک یہ کہ اگر اس سے مراد تناسخ ہی ہو تو بھی دعوے بلادلیل ہے۔ جب تک وہ یہ نہ بیان کرے کہ کیونکر وہ سات سو ستر قالبون مین پھرا؟ اور اسکا کیا ثبوت ہے؟ تب تک کوئی حکیم اسے نہین تسلیم کر سکتا۔ دوسرے یہ کہ "ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام" سے یہ مراد ہو سکتی ہے کہ اول دنیا سے اسوقت تک میرے مادہ جسمانیہ نے بہت سی صورتین اختیار کی ہین۔ کبھی یہ مادہ نباتاتی شکل مین رہا۔ کبھی جماداتی شکل مین۔ کبھی حیوانی جسم مین اور اسمین کوئی مضائقہ نہین کیونکہ عناصر اور مرکبات عنصریہ کا انقلاب اور سینکڑون صورتین بدلنا بدیہی اور محسوس ہے۔ رہا روح کا سینکڑون قالبون مین پھرنا اس کا کوئی ثبوت اس شعر سے نہین ہوتا۔

دیگر اشعار پیش کردہ پنڈت صاحب کا ایک عام اور حاوی جواب

۴۱۸۔ یہی جواب بعینہٖ اُن اشعار کا بھی ہے جو اس کے بعد پنڈت صاحب نے نقل کیے ہین۔ یعنی یہ کہ تبدیل صورت سے مراد عناصر جسمانیہ کا بدلنا ہے جو ممکن اور محسوس ہے نہ روح کا دوسرے جسم مین جانا جس کی کوئی دلیل نہین +

پنڈت جی کی کہانیان

پہلی کہانی - امام حنیف کا یزید کو گھیر لینا اور یزید کا کتا بن جانا

۴۱۹ - (۱) "جنگنامۂ حامد"[۵۱] مین لکھا ہے کہ جب امام حنیف سے یزید بھاگا اور امام حنیف نے اُس کو ایک مکان کے اندر گھیر لیا - تب اندر سے ایک چار چشم کتا نکلا جو اصل مین یزید تھا - امام حنیف نے اسکو تیر مارا - اور مار کر آگ مین جلا دیا (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۲۶-۱۲۷)

اس حکایت کے غلط ہونے کی پانچ دلیلین

۴۲۰ - یہ کہانی چڑے چڑیا کی کہانی سے کسیطرح کم نہین - کیونکہ جو لوگ تاریخ دان ہین وہ جانتے ہین کہ یزید اور امام حنیف سے کبھی جنگ ہی نہین ہوئی - کیونکہ امام حنیف کوئی شخص ہی نہ تھا ہان محمد بن حنفیہ فرزند امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام البتہ اس زمانہ مین موجود تھے - مگر انھون نے ہرگز فوج کشی نہین کی اور نہ یزید یا اور کسی سے لڑے - بلکہ برابر مدینہ مین قیام پذیر رہے - پھر وہ بیہودہ فرضی امام حنیف اور فرضی کتا - کب تناسخ کو ثابت کر سکتا ہے ؟ جو لوگ اہل تنقید و نظر ہین وہ جانتے ہین کہ جنگنامہ مثل داستان امیر حمزہ اور طلسم الفت وغیرہ کہانیون اور جھوٹے قصون کی کتاب ہے - آوارہ مزاجون اور بیکار آدمیون کے لیے لکھی گئی ہے - اسی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ پنڈت جی نے جتنے شواہد تناسخ کی بابت لکھے ہین وہ کس مرتبہ کے ہین ؟ اور حکیم آدمی انھین کہان تک تسلیم کر سکتا ہے ؟

دوسری کہانی - ہاتھی کی لید سے یزید کا پیدا ہونا

۴۲۱ - (۲) پیر شاہ مخدوم جہانیان اپنے مناقب[۵۲] مین فرماتے ہین ("اپنے مُنہ میان مٹھو") کہ مین حج کے ارادہ سے جہاز پر سوار ہوا - راستہ مین جہاز بسبب طوفان کے ٹوٹ گیا اور مین ایک تختہ پر بیٹھا ہوا رہ گیا - وہ تختہ بہتا ہوا ایک جگہ خشکی پر جا لگا - تب مین اُتر کر خشکی پر پہنچا - مجھے دھوپ

---

[۵۱] کتاب "جنگنامۂ حامد" کسی جاہل مجہول نے لکھی ہوگی - پنڈت جی کے معتقدین اول تو اس کتاب کے مصنف کا پتہ بتائین - دوسرے یہ فرمائین کہ یہ حکایت کس تاریخ سے نقل کیگئی ہے ؟ اور اسکی سند کیا ہے ؟ اگر وہ ان دونون باتون کا جواب قابل اطمینان نہ دے سکین تو آیندہ اس قسم کی مہمل کہانیون کو سند آپیش کرنے سے باز رہین - (غلام الحسنین پانی پتی)

[۵۲] پنڈت جی اتنا بھی نہین جانتے کہ کوئی شخص اپنے مناقب خود نہین لکھا کرتا - اسی لیئے فاضل مصنف نے آریون کو متنبہ کرتے کے لیے یہ الفاظ لکھے ہین ("اپنے منہ میان مٹھو") یعنے صاف ظاہر ہے کہ کسی نے یہ جو حکایت گھڑ کر درج کتاب کر دی ہے (غلام الحسنین پانی پتی)

لگی تو مین ریت مین ایک گڑھا کھود کر اس مین بیٹھ رہا۔ وہان جنگل سے ایک ہاتھی آیا اور میرے ایک تیر کے فاصلہ پر خشکی مین لید کی۔ لید کرنے کے بعد وہ پانی پینے چلا گیا۔ پیچھے اس لید سے ایک آدمی پیدا ہوا اور اپنا بدن جھاڑنے اور رونے لگا۔ بعد ازان ہاتھی آیا اور اُسکو پیچھے سے پکڑ کر اُس کا بند بند جدا کرنے لگا۔ وہ آہ وزاری کرتا ہوا اور روتا ہوا رہ گیا۔ بعد مارنے کے ہاتھی اُسے اُٹھا کر چلا گیا۔ ایسا ہی چالیس روز تک برابر دیکھتا رہا۔ کہ ہر روز ہاتھی آتا اور یہی کرتا اور مار کر اُٹھا لیجاتا۔ آخر کار چالیسوین روز مین نے اس سے سوال کیا اُس نے کہا کہ مین بدبخت یزید ہون مجھے یہ عذاب قیامت کے روز تک ہوتا رہیگا" (کلیات آریہ مسافر صـ۱۲۷)

یہ حکایت بھی محض لغو اور سراسر غلط ہی

۴۲۲۔ یہ بھی چڑے اور چڑیا کے کہانی سے کسی طرح کم نہین۔ اس کے صحت کے اندازہ کیواسطے اولاً یہی کافی ہے کہ شاہ صاحب چالیس روز تک بے خور و نوش ایک ریت کے گڑھے مین پڑے رہے اور با این ہمہ نہ مرے۔ ثانیاً لید سے آدمی کا پیدا ہونا بغیر کسی مناسبت کے اُس کی لغویت کی کافی دلیل ہے جو لوگ ایسے واقعات پر ایمان لاتے ہین انکی عقلون کی داد دینی چاہیئے۔ کیونکہ خوارق عادات یا معجزات بغیر کسی سبب خاص کے ظاہر نہین ہوتے۔ ہان اگر ضرورت اثبات نبوت وغیرہ کی ہو تو ممکن ہے کہ پروردگار عالم حسب مصلحت ظاہر کرے۔ لیکن شاہ صاحب نہ تو کوئی نبی تھے۔ نہ امام۔ پھر ان کے لیے یہ معجزہ کیون کر نمایان ہوا؟ غرض ایک عاقل ایسے بیان کو کبھی مستند نہین مان سکتا جب تک اس پر برہان قوی اور دلیل سوی نہو۔

قصص الانبیاء وغیرہ کے روایات

پہلی روایت آنحضرت کی روح کے متعلق

۴۲۳۔ قصص الانبیا اور معارج النبوۃ سے پنڈت صاحب نے نقل کیا ہے کہ "روح پر فتوح حضرت محمد صاحب کا ہزار برس تک بصورت طاؤس دریا مین غرق رہا" (کلیات آریہ مسافر صـ۱۲۰)

۴۲۴۔ یہان پنڈت صاحب کو یہ نہ معلوم ہوا کہ اس کلام مین استعمال الفاظ بطریق حقیقت ہے یا مجاز "بصورت طاؤس" کا لفظ دیکھ لیا اور خوش ہو گئے کہ ہو نہ ہو اس مین تناسخ ضرور ہے۔ اول تو یہی دیکھنا تھا کہ حدیث مین روح کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ وہ "بصورت طاؤس دریائے رحمت مین غرق رہی" یہ نہین بیان کیا گیا کہ "وہ روح کسی طاؤس کے جسم مین داخل کر کے دریائے رحمت مین ہزار سال تک رہی" دوم یہ دیکھنا تھا کہ "دریائے رحمت" سے کیا مراد ہے؟ اور اس

مین غرق ہونیکا کیا مطلب ہی؟ کیا رحمت کا دریا کوئی بحر اعظم ہی؟ یا دریاے اطلانٹک یا بحر کابل۔
جسمین حقیقةً ڈوبنا متصور ہوسکتا ہی؟ سوم یہ دیکھنا تھا کہ غرق ہونا اس مقام پر کس معنی سے استعمال
کیا گیا ہے؟ آیا غرق حقیقی مراد ہی یا مجازی؟ لیکن ان باتون مین کسی پر نظر نہین کیگئی اور بے غور و
تدبر سمجھ لیا گیا کہ خواہ مخواہ اس سے تناسخ مراد ہے۔

مطالب مذکور کی توضیح

۴۲۵۔ اب مین پنڈت صاحب اور ان کے حواریین کو بتلاتا ہون کہ اس کلام مین استعارہ سے
کام لیا گیا ہی۔ اوّلاً رحمت کو بسبب اسکی وسعت اور کثرت اور فائدہ مندی کے دریا سے تشبیہ
دی ہی اسکے بعد بطور استعارہ تخییلیہ کے لفظ غرق کو جو دریا کی مناسبات سے ہی استعمال کیا ہی۔
اور اس روح القدس کو بسبب اس کے جامع محاسن و حاوی محامد ہونیکے طاؤس سے تشبیہ دی
ہی جسکا مطلب یہ ہوا کہ وہ روح جمیل و جامع محاسن ایک ہزار سال تک رحمت خدا مین رہی۔
(جسکا اثر یہ تھا کہ بعد دنیا مین آنے کے آپ کمال درجے کے رحمدل تھے) نہ یہ کہ فی الحقیقت
آنحضرت کی روح کو طاؤس کے جسم مین داخل کرکے ڈبویا گیا (معاذ اللہ) اگر ایسا ہوتا تو چاہیے
تھا کہ کب کا وہ طاؤس مر چکا ہوتا۔ کیونکہ ایسے خشکی کے حیوانات پانی مین زندہ نہین رہ سکتے +

پنڈت جی کا حسن فہم

۴۲۶۔ یہان پر مین پنڈت صاحب کے حسن فہم کی داد دیے بغیر نہین رہ سکتا۔ کہ وہ اردو۔ فارسی
اور عربی کے سمجھنے مین بھی کامل ہین۔ اور ایسا مطلب عبارتون سے نکالتے ہین جو قائل کی مراد سے بالکل بعید
اور اسکے وہم مین بھی نہ گذرا ہو!! مناظر کو کم از کم اتنا بافہم تو ہونا چاہیے جتنے پنڈت صاحب
بافہم ہین!!

دوسری روایت۔ سانپ کی صورت کا مسخ کیا جانا

۴۲۷۔ (۲) اسی قصص الانبیا سے سانپ کے مسخ کیے جانیکی بابت نقل کیا ہی کہ حقتعالی نے اس
گناہ کے سبب اسکی صورت کو مسخ کیا اور خاک اسکی خوراک ٹھیرائی (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۲۶)

اس روایت مین بھی کہین تناسخ کا ذکر نہین ہی

۴۲۸۔ اس روایت کو تسلیم کر لینے کے بعد بھی اسمین کہین تناسخ کا ذکر نہین۔ اگر ہی تو سانپ کے مسخ ہونیکا
یعنی اسکی صورت نوعیہ و شخصیہ کے بدلجانے کا جو مادہ جسم کے انقلاب و استحالہ سے حاصل ہوتا ہی۔
جسم وہی جسم رہا صورت بدل گئی۔ اور روح وہی روح رہی۔ جیسے ہم بار بار بتا آئے ہین یہ محال
نہین ہی اور نہ کوئی مذہبی اعتراض اسکی وجہ سے عائد ہوتا ہی۔ اگر محال ہے تو تناسخ۔ جس کی ترجیح
بار بار ہمارے اس رسالہ مین آچکی ہی اور وہ اس روایت سے حاصل نہین لہذا اسے بھی ہیش کرنا بیسود ہی۔

غیاث اللغات کا ایک حوالہ مسخ کے متعلق

۴۲۹- اس کتاب کے بعد کتاب غیاث[۱] اللغات سے چند سطرین پنڈت صاحب نے نقل کرکے اُن کو اپنے مطلب کی تائید مین پیش کیا ہے- صاحب غیاث نے مسخ کے معنی یہ لکھے ہین "مسخ بالفتح وفاے معجمہ برگردانیدن صورت بصورتِ دیگر کہ بدتر از صورت نخستین باشد،، یعنی لفظ مسخ کے معنی ہین ایک صورت سے دوسری صورت مین تبدیل کردینا جو پہلی صورت سے بدتر ہو- اس کے بعد چند جانورون کے نام لکھے ہین جو بقول صاحب غیاث اللغات مسخ کیے گئے +

یہ حوالہ بھی دلیل تناسخ نہین ہوسکتا

۴۳۰- اس کا جواب بھی وہی ہے جو سابقاً بارہا لکھا گیا کہ "مسخ" اور "نسخ" دو علٰحدہ علٰحدہ چیزین ہین ایک سے دوسرے پر استدلال نہین ہوسکتا- کیونکہ "نسخ" و "تناسخ" محال ہے اور "مسخ" و "تماسخ" ممکن جس کے وجوہ کئی مرتبہ ہم لکھ چکے ہین- تکرار کی ضرورت نہین- البتہ اس بات پر افسوس ضرور آتا ہے کہ پنڈت صاحب نے ان امور کو لکھ کر اپنا بھی وقت ضایع کیا اور مُجیب کو بھی تحریر جواب کی زحمت دی- کاش پہلے ہی سمجھ گئے ہوتے کہ مسخ و نسخ مین فرق بعید اور بون بعید ہے-

تیسری روایت ایک سوسمار کا آنحضرت صلعم کی پیغمبری پر گواہی دینا

۴۳۱- (۳) مدارج النبوۃ سے نقل کیا ہے کہ "ایک گوہ نے حضرت کی پیغمبری پر گواہی دی اور کہا لبیک و سعدیک حضرت نے فرمایا کہ تو کسکی بندگی کرتی ہے- بولی کہ اُسکی بندگی کرتی ہون جسکا عرش ہے آسمان مین اور اُسکی حکومت ہے زمین مین-" الخ (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۲۷)

کسی جانور کا بولنا دلیل تناسخ نہین ہے اور اس کی چار دلیلین

۴۳۲- اس کے جواب کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ سوسمار کا بولنا دلیل تناسخ نہین ہوسکتا- اس لیے کہ جب ہندو اور مسلمان دونون اس بات پر متفق ہین کہ خدا تعالی اقدر القادرین ہے- اور حسب مصلحت جو چاہے کرسکتا ہے اور جس طرح جس شے کو چاہے پیدا کرسکتا ہے- تو کوئی بعید بات نہین کہ وہ ایک حیوان غیر ناطق مین قوت گویائی پیدا کردے اور ناطق کی قوت گویائی کو صلب کرکے کسی حیوان غیر ناطق کی آواز اسمین پیدا کردے- علی ہذا القیاس اسکے امکان و اختیار مین ہے کہ غیر ذی روح

---

[۱] اول تو غیاث اللغات کوئی مذہبی کتاب نہین ہے جس مذہبی معاملہ کا فیصلہ کیا جاسکے دوسرے مسخ کے جو معنی اس مین لکھے ہین اُن سے تناسخ ثابت نہین ہوسکتا- تیسرے احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ اپنی بداعمالی کیوجہ سے مسخ کیے گئے تھے وہ تین دن کے اندر ہلاک ہوگئے اور انکی نسل آگے کو نہین چلی جیسا کہ فاضل مصنف پہلے لکھ چکے ہین (دیکھو باب دوم فصل پنجم- آیت نمبر ۲ کی تفسیر) لہذا اس قسم کے حوالے بالکل بیہودہ ہین- (غلام الحسنین پانی پتی)

مین داخل کردے اور ذی روح کو بے روح کردے. نباتات وجمادات مین گفتگو کی طاقت مرحمت فرمائے اور انسان سے اس طاقت کو زائل کردے - اور جبکہ اسمین یہ سب قدرتین موجود ہین تو گوہ کے گویا ہوجانے سے یہ کب ثابت ہوسکتا ہے کہ اسمین کسی انسان کی روح تھی - کیا خدا تعالے غیر انسان کو انسانی لب ولہجہ مین گویا نہین کرسکتا اور اگر یہ مان لیا جائے کہ اسمین کوئی انسانی روح تھی جسکے سبب وہ گویا ہوئی تو لازم تھا کہ جسطرح وہ ایکمرتبہ آدمیون کیطرح بولی عام طور پر اسی طرح کلام کرسکتی - لیکن ایسا نہین تھا - بلکہ ایکمرتبہ کے سوا دوبارہ اس سے انسانی تکلم کا صدور نہین ہوا جیسا کہ عنوان روایت بتاتا ہے +

سوسمار کا تکلم آنحضرت کا معجزہ تھا اور معجزہ کی تعریف

۴۳۳ - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر محض اسوجہ سے ہوا کہ جناب پیغمبر اسلام کی نبوت ثابت ہو اور معلوم ہو کہ جو کچھ آپ کہتے ہین وہ خدا کیطرف سے کہتے ہین - اپنے دل سے نہین کہتے - اسیوجہ سے جب یہ ضرورت پوری ہوگئی اور حاضرین وقت جو مُشرک تھے اسلام سے مشرف ہوگئے تو وہ اپنی حالت پر آگئی اسیکو زبان شریعت مین معجزہ کہتے ہین - یعنی خلاف عادت کسی امر ممکن الوقوع کا ہونا - کسی نبی یا امام کے دعوے کی تصدیق کے لیے - پس جبکہ یہ واقعہ فہرست معجزات مین داخل ہوا اور عقلاً ممکن بھی تھا - کوئی استحالۂ عقلیہ اس پر قائم نہ تھا - تو تناسخ کا ثبوت اس سے کیونکر ہوسکتا ہے -

پنڈت صاحب سے ایک مطالبہ

۴۳۴ - ہان اگر پنڈت صاحب ثابت کرسکین کہ سوائے انسان کے کوئی شے مثل اس کے تکلم نہین کرسکتی اور عقلاً ایسا ہونا محال ہے - تو بیشک ایک عاقل اسکو دلیل تناسخ ٹھہرا سکتا ہے - لیکن ہرگز کوئی قوت آج دنیا مین ایسی موجود نہین جو اس کے محال ہونے کو ثابت کرسکے - لہذا یہ واقعہ دلیل تناسخ نہین ہوسکتا -

چوتھی روایت ایک اونٹ کا کلام کرنا

۴۳۵ - (۴) روضۃ الاحباب سے پنڈت صاحب نے نقل کیا ہے کہ "ایک اونٹ دوڑتا ہوا آیا اور حضرت کے آگے دوزانو ہوکر کہنے لگا کہ الامان الامان" الخ - اس روایت مین اسکی مفصل گفتگو مذکور ہے جو اُس نے حضرت سے کی (دیکھو کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۲۷)

پانچوین روایت ایک حمار کا کلام کرنا

۴۳۶ - (۵) اس کے بعد یعفور نامی ایک حمار کا ذکر کیا ہے جو حضرت کی سواری کے وقت "السلام علیکم" کہتا تھا اس کے بعد طنزاً یہ لکھا ہے کہ "یعفور کبھی مسلمان ہوچکا تھا اور دین اسلام سے اُسے اُلفت تھی (دیکھو حوالہ سابقہ)

۴۳۷ - اس قسم کی روایتون کا جواب بھی وہی ہی جو سابقاً بیان ہوا - کہ تناسخ کا ثبوت اس سے اُسوقت ہو سکتا ہی جبکہ یہ بات ثابت کر لیجائے - کہ سوائے آدمی کے کوئی شے مثل آدمی کے کلم نہین کر سکتی اور خدا تعالی بھی اسپر قادر نہین ہی - لیکن جب تک یہ بات ثابت نہ ہوگی ہرگز اس سے تناسخ کا ثبوت نہین ہو سکتا +

اس قسم کی روایات سے تناسخ ثابت نہین ہو سکتا

۴۳۸ - (۶) اسیطرح روضۃ الاحباب - جامع ترمذی - معارج النبوۃ - اور صحیح بخاری سے درخت کا تکلم کرنا - پہاڑ سے آواز آنا - کھجور کے درخت سے رونے کی آواز کا نکلنا - باغون کے درختون کا آنحضرت صلعم کے مرور کے وقت السلام علیکم کہنا - پنڈت جی نے نقل کر کے اپنے دعوے کا اثبات چاہا ہی - (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۲۷ - ۱۲۸)

دیگر روایات درخت کا بولنا - پہاڑ وغیرہ سے آواز کا نکلنا

۴۳۹ - ہر عاقل جانتا ہی کہ انمین سے کوئی ایک واقعہ بھی تناسخ کو نہین ثابت کر سکتا جس کے وجوہ سابقاً ہم نے مکرر بیان کر دیے ہین - پس جبتک ان اُمور کا معجزہ ہونا باطل نہ کیا جائے گا اور یہ ثابت نہ کر لیا جائے کا دبغیر انسانی روح داخل ہوے ان چیزون سے انسانی آواز کا نکلنا محال ہی اور خدا تعالی کو اسپر قدرت نہین ہی - تب تک اگر ایسے لاکھ واقعات بھی بیان کیے جائین تو سوائے حجم کتاب بڑھانے کے ذرہ برابر بھی مفید مطلب نہین ہو سکتے - پنڈت صاحب اور اُنکے احباب کو پہلے اس امر کی کوشش کرنی لازم ہی کہ اُن کا محال ہونا ثابت کرین - اس کے بعد میدان مناظرہ مین پیش کرین - ورنہ محض بے سود ہے +

ان مین سے کوئی بات تناسخ کو ثابت نہین کرتی

فصل ہفتم مسئلہ وحدت وجود اور تناسُخ

۴۴۰ - اب ہم پنڈت صاحب کے ایک اور کلام کا رد کر کے باب ہفتم کے جواب کو ختم کرتے ہین کئی جگہ اپنی کتاب مین پنڈت صاحب نے یہ بھی لکھا ہی کہ اسلامی علما مین خاص خاص لوگ خدا کے تناسخ کے بھی قائل ہین - چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہین ”ان کے علاوہ خاص علماء مین سے جو تزکیہ نفس کے سبب درجہ معرفت پر پہونچ گئے وہ چونکہ کن فیکون سے جگت کی اُتپتی مانتے تھے - انھون نے جہان تک غور کی عام ارواح تو کیا خود خدا کو تناسخ کے چکر مین ڈالدیا - اور ہمہ اوست کے قائل ہوگئے“ (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۲۸) - اس کلام سے پنڈت صاحب کی مُراد بزرگ

مسئلہ وحدت وجود سے پنڈت جی کا استدلال تناسخ پر

کثر شعرائے صوفیہ وحدت وجود کے قائل ہو گئے ہین۔ اور ہمہ اوست کہتے ہین چنانچہ اس سے
پہلے شمس تبریز وغیرہ کے اشعار اس مضمون مین نقل کیے ہین۔ مثلاً یہ نظم مستزاد ملائے رومی۔ [۵]

ہر لحظہ بشکل آن بت عیار بر آمد۔ دل برد و نہان شد
گاہے بدل طینت صلصال فرو شد غواصِ معانی
نوح شد و کرد جہان را بدعا غرق خود رفت بکشتی
یوسف شد و از مصر فرستاد قمیصے۔ روشن کن عالم
عصا کہ دے آن بود کہ اندر ید بیضا میکرد شبانی
یونس شد و در بطن سمک رفت بدریا۔ از بہر طہارت
گشت دمے چند برین روئے زمین او۔ از بہر تفرج
خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گلِ کوزہ خود رند سبو کش
خود گشت صراحی دمے و ساغر و ساقی خود بزم نشین شد
این جملہ ہمان بود کہ می آمد و میرفت۔ ہر قرن کہ دیدی
منسوخ نباشد چہ تناسخ چہ حقیقت۔ آن دلبر زیبا
نے کہ ہمان بود کہ میگفت انا الحق۔ در صورت [illegible]
رومی سخن کفر نگفتہ است و نہ گوید۔ منکر مشویدش

ہر دم بہ لباس دگر آن یار بر آمد۔ گہ پیر و جوان شد
گاہے زبن کاہ و گل خار بر آمد۔ زان پس دخان شد
گہ گشت خلیل و ز دل نار بر آمد۔ آتش چو جنان شد
از دیدۂ یعقوب چو انوار بر آمد۔ نادیدہ عیان شد
در چوب شد و در صفت مار بر آمد۔ زان فخر کنان شد
موسیٰ شد و جوئندہ انوار بر آمد۔ بر طور روان شد
عیسیٰ شد و بر گنبد دوار بر آمد۔ تسبیح کنان شد
خود بر سر آن کوزہ خریدار بر آمد۔ بشکست و روان شد
خود مست از آن مے سوئے بازار بر آمد۔ شور دل و جان شد
تا عاقبت آن شکل عرب وار بر آمد۔ دارائے جہان شد
شمشیر شد و در کف کرار بر آمد۔ قتال زمان شد
منصور نہ بود آنکہ بر آن دار بر آمد۔ نادان بگمان شد
کافر شود آن کس کہ بہ انکار بر آمد۔ از دوزخیان شد

[۵] اس مستزاد کو نقل کرنے سے پہلے پنڈت لیکھرام صاحب نے یہ الفاظ لکھے ہین۔ "مولوی جلال الدین رومی سوارم الہیات مین فرماتے ہین" (دیکھو کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۲۶) اس جملہ سے پنڈت صاحب موصوف کی علمی لیاقت اور مذہبی تحقیق کی حقیقت کھلگئی۔ واضح ہو کہ "سوارم الہیات" کوئی کتاب نہین ہے۔ "صوارم الہیات" ہے۔ اور اُس پر مستزاد یہ کہ کتاب مذکور کو مولوی جلال الدین رومی کی تصنیف بتایا۔ درحقیقت وہ کتاب غفرانماب کی تصنیف ہے۔ اور اُنھون نے اس نظم کو نقل کرکے مسئلہ وحدت وجود کو رد کیا ہے (دیکھو صوارم الہیات۔ ورق ۲۷۲ مطبوعۂ قدیم چھاپہ ٹائپ) مگر محققین آریہ سماج کو ان باتون کی کیا خبر؟ اور تحقیق حق سے کیا غرض؟ حقیقت یہ ہے کہ کتاب "ثبوت تناسخ" پنڈت جی کی علمی کمزوری کا اچھا آئینہ ہے۔ جیسا کہ "ابطال التناسخ" کے فاضل مصنف نے پوری طرح دکھایا ہے (غلام الحسنین پانی پتی)

علی ہذالقیاس اور بھی اشعار نقل کیئے ہین جنکا حاصل وحدت وجود ہی +

وحدت وجود اور تناسخ مختلف چیزین ہین اور پنڈت جی کے استدلال کی غلطی

۱۴۴- اہل علم وعقل جانتے ہین کہ وحدت وجود اور تناسخ مین کتنا فرق ہی؟ کہان ہمہ اوست اور کہان ایک جسم سے روح کا نکلکر دوسرے جسم مین جانا؟ وحدت وجود کے یہ معنی ہین کہ عالم مین جو کچھ بھی موجود ہی وہ باری تعالیٰ ہی کا وجود ہی- اُسی پر مختلف صورتین طاری ہوتی رہتی ہین- وہی ایک وجود ہی جو کبھی پھول کی صورت مین نمایان ہوا کبھی کانٹے کی- کبھی جنگل کی صورت مین نمایان ہوا کبھی گلزار کی- کبھی انسان کی صورت مین نمایان ہوا- کبھی کسی اور حیوان کی وغیرہ وغیرہ- اس صورت مین فرض تناسخ ہی فرض محال ہے اسوجہ سے کہ جب مسئلہ وحدت وجود کی بنا پر تمام انسانات وحیوانات کا وجود ایک ہی ہے- صرف اطوار واشکال ہی کا فرق ہی تو ظاہر ہے کہ ہر ایک جسم کے اندر عمل نیک بد کرنے والا وہی موجود محض ہوگا- جسے خدا تعالیٰ- واجب الوجود- خدا یا پرمیشور سے تعبیر کرتے ہین- اور جب کہ ہر شئے مین وہی وہ ہے تو نیکو کار کون ہوگا اور بدکار کون؟ گنہ گار کون ہوگا اور اطاعت گذار کون؟ فاسق کون ہوگا اور متقی کون؟ عذاب کرنے والا کون ہوگا اور ثواب دینے والا کون؟ اچھے کام کا بھوگنے والا کون ہوگا اور برے کام کا کون؟ تناسخ کس پر ہوگا اور کس لیے؟ اور کہان اور کس مین؟ تناسخ تو اُسوقت مانا جاسکتا ہے جبکہ خدا کو علیحدہ اور بندہ کو علیحدہ تسلیم کرین- ایک کو حاکم اور دوسرے کو محکوم مانین- ایک کو آمر اور دوسرے کو مطیع یا نافرمان فرض کرین- لیکن جبکہ آمر بھی وہی مامور بھی وہی- مطیع بھی وہی- عاصی بھی وہی- حاکم بھی وہی محکوم بھی وہی فاسق بھی وُہی متقی بھی وہی- تو کون سزا یا جزا دہندہ ہوگا اور کون سزا یا جزا یابندہ؟ کیا ایک ہی شخص ایک ہی وقت مین ایک ہی صورت مین جزا یابندہ بھی ہوگا اور جزا دہندہ بھی؟ یہ تو بالکل ناممکن اور محال ہے- لہذا در صورت فرض وحدت وجود تناسخ کے کوئی معنی نہین ہوسکتے- اور جب وحدت وجود اور تناسخ دونون ایک مقام پر جمع نہین ہوسکتے- تو پنڈت صاحب کا یہ کہنا کہ بعض علمائے اسلام نے خود خدا کو تناسخ کے چکر مین ڈالدیا،، محض غلط اور بے معنی ہے اور دلیل ظاہر ہے اسبات کی کہ ہمارے مخاطب کو معانی فہمی سے کوسون کا فاصلہ ہے جب کہ وہ اس

معمولی سی بات کو بھی نہین سمجھ سکتے - تو عمیق اور دقیق علمی مطالب کی تہ تک کہان پہونچ سکتے ہین ؟

ہندو شاسترون مین وحدتِ وجود کا مسئلہ

وحدت وجود اسلامی مسئلہ نہین بلکہ ویدک تعلیم ہے

۲۴۴ - یہان اس قدر اور بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اس غلطی مین بعض اہل تصوف ہی نہین مبتلا ہین کہ وحدت وجود کے قائل ہوگئے اور بخیال پنڈت صاحب "خود خدا کو تناسخ کے چکر مین ڈالدیا" بلکہ یہ غلطی بہت دور تک پھیلی ہے اور خود وید مقدس اور دیگر شاسترون مین صاف طور پر اسکی تعلیم دی گئی ہے - اور اصل یہ ہے کہ ہنود ہی کی کتابون سے کم علم مسلمانون نے مسئلہ "وحدت وجود" کو سیکھا ہے - کیونکہ ہندو شاسترون کے خیالات کی اشاعت سے پہلے ویدانت (یا وحدت وجود) کا خیال مسلمانون کے وہم وگمان مین بھی نہ تھا لفظ ویدانت خود بتا رہا ہے کہ اس مسئلہ کا ماخذ وید ہین[۱]

---

[۱] پنڈت لیکھرام صاحب اپنی کتاب مین ایک جگہ لکھتے ہین کہ - "دہریہ پن اور مذہب ہمہ اوست (دہریہ کا بڑا بھائی) وبا کی طرح قرآنی تعلیم سے کسطرح پھیلا - اور یہ زہریلا مادہ اس جبل نم الغار سے کسطرح نکلا" - (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۵۳۰ کالم ۲) اور اُسی کتاب مین عقیدہ ہمہ اوست کی بابت فرماتے ہین کہ "اس سے بدتر عقیدہ دُنیا مین کوئی نہین" (ایضاً صفحہ ۵۳۱) اب ذرا پنڈت جی کے گرو سوامی دیانند جی کا ارشاد فیض بنیاد بھی ملاحظہ ہو - سوامی جی اپنے واقعات زندگی مین ایک مقام پر لکھتے ہین - "اور چیتن مٹھ مندر پر ہوا - برہمانند اور بعض اور کئی ست پرشون نے سنیاسیون سے میری ویدانت درشن یا فلسفہ پر بحث و مباحثہ ہوا - برہمانند اور بعض اور کئی ست پرشون نے میرے دل مین اس بات کو جما دیا - اور مجھ کو پورا پورا یقین دلادیا کہ برہم یعنی ایشور میرے وجود سے بھن یا علیحدہ کوئی چیز نہین ہے - اور جو اور برہمہ کی ایکتا کا نشچے اور یقین بھی مجھے اچھی طرح سے کرا دیا - پہلے بھی اکثر مین ویدانت کا مطالعہ کیا کرتا تھا - تو اُس وقت اگرچہ پڑھتے ہوے بھی اکثر میرے دل مین یہ بات آتی تھی - لیکن آج ان مہاتما پرشون نے اس بات کو میرے من مین پوری طرح سے ثابت کرکے دکھا دیا اور مجھے پورا یقین ہوگیا کہ برہم مین ہی ہون" (دیکھو سوامی دیانند کا سوجیون چرتر - مترجمہ لیبت رائے صفحہ ۲۷ - مطبوعہ نیو امپیریل پریس لاہور سمبت ۱۹۴۵) اب آریہ دوست چشم بصیرت سے کام لین اور گرو اور چیلے کی ان تحریرون کا مقابلہ کرکے از روے انصاف بتائین کہ (ا) مذہب ہمہ اوست کہ بقول پنڈت لیکھرام "اس سے بدتر عقیدہ دنیا مین کوئی نہین" قرآنی تعلیم ہے یا ویدک تعلیم ؟ (ب) یہ مسئلہ جو

ویدانت یعنی مسئلہ وحدت وجود کا وجود ویدون مین

۴۷۳ - اگر میرے اس بیان پر اعتماد نہ ہو تو خود "وید مقدس کے بیانات" کو ملاحظہ فرمائیے:-

(۱) رگ وید منڈل ۱۰ سوکت ۹۰

منتر اول - "ہے پرمیشور تو ایک ایسا وجود ہی کہ تیرے ہزار سر - ہزار آنکھین - ہزار پاون ہین تو نے تمام دنیا کو محدود کیا ہی اور پھر بھی دس انگشت پرے ہی"

سین آچارج اور شنکر آچارج اس منتر پر تشریح کرتے ہوے بیان کرتے ہین "ہزار سر ہزار ہاتھ وغیرہ کافی نہین ہین - اگر ہم چاہتے تو کروڑ ہا کہتے - کیونکہ تمام موجودات اسکا جسم ہے"

منتر دوم "صرف پرمیشور ہی تمام دنیا ہی جو کچھ ہوچکا ہی وہی تھا اور جو کچھ ہوگا وہی ہوگا وہ مرتا نہین - موت اسکے قبضے مین ہی اور خوراک کھا کر وہ بڑھتا ہے"

سین آچارج اپنے بھاش مین اسکا خلاصہ یون تحریر فرماتے ہین "جو کچھ گذشتہ زمانون مین تھا پرمیشور تھا - جو کچھ اب موجود ہے پرمیشور ہے آدمیون کے جسم جو اب موجود ہین اور گذشتہ زمانون مین زندہ تھے تمام پرمیشور تھے اور ہین - جو کچھ آیندہ زمانہ مین ہوگا وہ بھی پرمیشور ہے - وہ دیوتاؤن کا دیوتا ہے اس چیز سے جو لوگ کھاتے ہین وہ نشو و نما پاتا ہے - اور دنیا بھی اس کیساتھ بڑھتی ہے - مایا کے سبب سے چیزین مختلف نظر آتی ہین لیکن دراصل ہر ایک شئے پرمیشور ہی ہی -

منتر سوم "دنیا جو تھی - ہی اور ہوگی صرف اس کے جلال کا عکس ہی - جہان تک ہماری نظر پہنچتی ہی اس سے آگے وہی (پرمیشور) ہی - تمام مخلوقات اسکا ایک چہارم ہی - باقی تین حصے آسمان پر حیات ابدی (مکت استھان) ہین"

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۶ - (بقول پنڈت صاحب موصوف) "دہریہ کا بڑا بھائی" ہی - انکے بھائی (مصنف ویدانت درشن) کا نکالا ہوا ہی یا مسلمانون کا؟ (ج) یہ مذہب جو (بقول پنڈت جی) "وبا کیطرح" پھیلا ہی معاذ اللہ قرآنی تعلیم سے پھیلا ہے - یا اس وبا کے جراثیم وید مقدس مین موجود تھے جن کو مصنف ویدانت نے پروان چڑھایا اور دنیا مین پھیلایا؟ (د) اس زہریلے مادہ کا منبع قرآن مجید ہی یا وید مقدس؟ (ہ) یہ جبل سم الفار سرزمین عرب مین واقع ہے یا آریہ ورت کی بھومی مین؟ (و) سوامی دیانند نے قرآن مجید کے مطالعہ سے مسئلہ کو اخذ کیا تھا یا ویدانت درشن وغیرہ درشن سے؟ (ز) جیو اور برمھ کی ایکتا کا یقین سوامی جی کو علمائے اسلام نے دلایا تھا "بہت سے برمھ چاریون" - "سنیاسیون" اور "کئی ست پرشون" نے؟ اگر یہ کہا جائے کہ سوامی جی نے مرنے سے کچھ عرصہ پہلے اس بیہودہ عقیدہ سے توبہ کرلی تھی اور اسکو چھوڑ دیا تھا تو یہ ہمارے سوالات کا جواب نہین ہی - کیونکہ ہمکو تو یہ دکھانا تھا کہ مسئلہ ویدانت کی بنیاد ویدون پر ہے اور آریہ رشیون منیون نے ویدون ہی سے اس مسئلہ کو لیا ہے نہ کہ قرآن مجید سے اور ہمنے بحمد اللہ خود سوامی دیانند کے اقرار سے انکو دکھادیا - اور پنڈت لیکھرام صاحب کے مغالطہ کو طشت از بام کردیا - امید ہے کہ ہمارے شیش محل کے رہنے والے دوست آیندہ دوسرون پر پتھر پھینکنے مین پیش قدمی نہین کرینگے (غلام الحسنین پانی پتی)

منتر چہارم "- برہم کے تین حصے اس دنیا سے پرے ہین - اسکا ایک حصہ تمام دنیا ہی یہی تمام ہے جو اس کے ایک حصّے سے بنا ہے"

منتر یازدہم "- جب وہ تمام چیزین بنا چکے تو انھون نے اسکو کتنے حصون مین تقسیم کیا؟ اُسکا منہ کیا تھا؟ اس کے بازو کیا تھے؟ اُسکی رانین کیا کہلاتی تھین؟ اور کیا اسکے پاؤن؟"

منتر دوازدہم "- برہمن اسکا منہ تھے راجنیا اُس کے بازو تھے - وہ جو ویش تھے اس کی رانین ہوے اور شودر اس کے پاون سے نکلے"

منتر سیزدہم "- چاند اس کے دماغ (مانس) سے نکلا - سورج اسکی آنکھ سے - اندر او اگنی اسکے منہ سے - وایو اس کی سانس سے"

(۲) اتھروید - کانڈ - ۱۹ - سوکت ۲ - منتر ۵ - ۷

"اس کا منہ کیا ہے - اس کے بازو کیا ہین - اسکی رانین کیا ہین - اس کے پاؤن کیا ہین برہمن اُسکا مُنہ ہین - راجا اُس کے بازو ہین - ویش اسکی رانین ہین اور شودر اس کے پاؤن ہین - اس کے مُنہ سے اندر اور اگنی اتپن ہوے اس کی سانس سے وایو (ہوا) اسکی ناف سے زمین و آسمان کا درمیانی فاصلہ - اُسکا سر آسمان ہے - اُس کے پاؤن سے دنیا پیدا ہوئی اور چار اطراف اسکے کانون سے نکلے"

(۳) یجروید - ادھیاے ۴۰ - منتر ۱۷

"منش کی آتما (روح) کہتی ہے - وہ پرمیشور جو سورج مین ہے مین ہی ہون"

مسئلۂ مذکورہ کا وجود دیگر ہندو شاسترو مین

۴۴ - اس کے ساتھ ہی پنڈت لوگون کا بیان بھی سن لیجیے :-

(۱) شریرک - ادہاے ۲ - پادا - سوتر ۱۳ - ۱۴ - اسمین سوال و جواب مذکور ہی -

(سوال) جب پرمیشور خود تمام چیزین (جاندار اور بے جان) بنگیا تو کیا ہو سکتا تھا کہ خود ہی کھانے والا ہی اور خود ہی کھانے کی چیز ہے تو پھر فرق کیا رہا؟" (جواب) اس بات سے میرے ایمان مین خلل نہین آتا - کیونکہ خواب مین آدمی خود ہی گھوڑا بنجاتا ہے اور خود ہی سوار اسی طرح یہ بھی ہے - برہم سے کوئی باہر نہین ہے"

(۲) سویتسوتر - ادھیاے ۴ - شلوک ۲ - ۳ - تو آپ ہی مرد ہی تو آپ ہی عورت

ہے - تو آپ ہی لڑکا ہے اور تو آپ ہی لڑکی ہے - تو نے بہت سے روپ دھارے ہین"

(۳) تی تریہ برہمن صفحہ ۸۳ :- پرمیشور نے چاہا کہ ایک انیک بنے تب اس نے تپسیا کر کے ہر ایک چیز کو بنایا - اور آپ وح بنکر انمین داخل ہوا - جو کچھہ کہا جاتا ہے وہی (پرمیشور) ہی - اور جو کچھہ نہین کہا جاتا ہے وہی (پرمیشور) ہی - جو کچھہ خود مختار ہے وہی ہے - جو کچھہ خود مختار نہین وہی ہے - وہی سچائی ہی - وہی جھوٹ بھی ہے - وہی گیان ہے - وہی اگیان ہے - انادی برہم ہر ایک چیز آپ ہی ہے"

(چھاندوگیہ ادہائے ۱:- جیسا کہ مٹی کے برتن - گو برتنون کے نام سے موصوف ہین مگر مٹی ہین - ایسا ہی دنیا اور جیو - فی الحقیقت برہم ہین"

(۵) شہر یک ادہائے ۲ - پاد ۳ - سوتر ۴۱ :- "خود برہم کے بھاگ (حصے) ہی تمام آدمیون کی ارواح ہین اور برہم (خدا) کے یہ بھاگ علیحدہ علیحدہ ہین - نہین تو ملاح - قمار باز اور غلام کیون مختلف ہین؟"

پنڈت جی کا اعتراض وید کی تعلیم پر وارد ہوتا ہی نہ کہ اسلامی تعلیم پر -

۴۴۵ - خلاصہ ان نقول کا یہ ہے کہ وید وغیرہ ہند و شاستر نہایت زور سے **وحدت وجود** کی تعلیم دیتے ہین اور ہر شے کو خدا ہی بتاتے ہین - اختلاف محض مادہ ہی کا بیان کرتے ہین ورنہ ہر شے وہی ہے - ورنہ ان بیانات سابقہ سے خدا تعالےٰ کا جسمانی ہونا بھی معلوم ہوتا ہی جیسے رگوید اور اتھر وید کا بیان سابق کہ "برہمن خدا کے منہ سے نکلے - راجا اس کے بازوون سے - دیش اسکی رانون سے - شودر اس کے پاؤن سے" یا یہ کہ" ہوا اس کی سانس سے - اگنی اور اندر اس کے مُنہ سے وغیرہ وغیرہ - پھر جب وید مقدس خود اس قسم کی خلاف عقل تعلیم دیتا ہے تو آریہ صاحبان کس مُنہ سے وحدت وجود کے مسئلہ پر اعتراض کر سکتے ہین؟ پہلے تو وید ہی کی خبر لینی چاہیے کیونکہ اسکا وجود مسلمانون کے وجود سے - مقدم ہے - اسکے بعد مسلمانون سے تعرض کرنا چاہیے[۹۱]

---

۹۱ یہ حوالے پنڈت کھڑگ سنگھ صاحب کے لکچرون سے جو اصول و تعلیم آریہ سماج کے متعلق ۱۸۸۷ء مین پنجاب ریلجس بک سوسائٹی لاہور کیطرف سے شایع ہوئے تھے نقل کیے گئے ہین - یہ پنڈت جی آریہ تھے - پھر عیسائی ہو گئے - پنڈت لیکھرام نے ان لکچرون کے جواب مین خامہ فرسائی کی تھی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ کہین تو ترجمہ کو غلط بتایا ہے اور کہین حوالون کو ناکافی اور غیر معتبر ٹھہرایا ہے - مگر ہمکو اسپر بحث کرنے کی ضرورت نہین کیونکہ ہم نے پچھلے نوٹ مین ثابت کر دیا ہے کہ "وحدت وجود" ہندو

مسئلہ خیر و شر مین تابعین وید کا مسلک اور اس کے نتائج

۴۴۶ - مسئلہ وحدت وجود کے علاوہ وید مقدس کے طالبین مسئلہ خیر و شر مین بھی ایسے رستہ پر چلے ہین جو بالکل خلاف عقل ہی یعنی ہر نیک و بد کام کا کرنے والا خدا ہی چنانچہ بیاس جی - شریک - ادھیائے ۲ - پاد ۳ - سوتر ۴۲ - مین فرماتے ہین (سوال) اگر صرف پرمیشور ہی منش (انسان) کے کرمون کا کرنے والا ہے تو وہ کیون کہتا ہے کہ یہ کر - وہ نہ کر - (جواب) پرمیشور منش کو اس کے پچھلے جنم کے کرمون کا پھل دیتا ہے - اگر اُسوقت اُس نے اچھے کام کیے ہون تو اس وقت پرمیشور اُس سے نیکی کرواتا ہے - اگر افعال بد کیے ہون تو پاپ کرواتا ہے -

پہلا نتیجہ جزا و سزا خلاف انصاف ہی اور مسئلہ تناسخ بھی باطل قرار پاتا ہی

۴۴۷ - پہلا نتیجہ تو یہی ہی کہ جب بقول بیاس جی خدا ہی فاعل نیک و بد ہے تو یہ کسطرح ممکن ہی کہ وہ خود ہی اچھے اور بُرے کام بھی آدمیون کے ہاتھون پر پیدا کرے اور پھر خود ہی انکو سزا یا جزا بھی دے - یہ تو بالکل انصاف اور عدل کے خلاف ہی - پرمیشور کی شان اس سے اجل و ارفع ہی کہ وہ بدکارون کے ہاتھون برے کام ظاہر کرے - اور پھر بقصور انکو سزا دے - یا کسی کے ہاتھ پر نیک کام جاری کرے - اور بوجہ انکو انعام دے - کیونکہ سزا و جزا اختیاری کام کے عوض ہوتی ہے نہ بے اختیاری کام کے عوض مین اور یہان ہر کام جب خدا ہی کرتا ہے تو انسان بے اختیار رہے - لہذا لازم ہے کہ مسئلہ سزا و جزا سے انکار کیا جائے اور جب سبب جزا و سزا ہی باقی نہ رہا تو تناسخ جسکی بنا اس مسئلہ پر ہے کب ممکن ہو سکتا ہے ؟ یہ مسئلہ تو خود تناسخ کو باطل کر رہا ہے اپنے گریبان مین منھ ڈالکر پہلے دیکھنا چاہیے -

---

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۸ - ہندو شاسترون کی تعلیم ہی اور مدتون سوامی جی اسکو مانتے رہے اور اپنے آپکو خدا سمجھتے رہے - بعد مین جب اس عقیدہ کا فساد ان پر ظاہر ہوا تو انھون نے شاسترون کو رد کر نا یا اُن کے معانی کو بدلنا شروع کیا - مگر باوجود اس کے ویدانت کی جھلک اب بھی اُن کی تفسیر وید مین صاف طور پر نمایان ہی - مثلاً یجروید ادھیاے ۳۱ (یعنی پرش سکت) کی تفسیر مین سوامی کو لکھنا پڑا کہ چاند ایشور کے من سے پیدا ہوا سورج اُس کی چکشو (آنکھ) سے ظاہر ہوا - آگ اس کے مکھ (مُنھ) سے نکلی اور خلا اس کی نابھی (ناف) ہے - اس کے شیرش (سر) سے روشنی دینے والے اجرام ظاہر ہوئے - شری اور لکشمی اُس کی دو بیویان ہین - سورج اور چاند اس کی بغلین یا آنکھین - ستارے اشکار روے روشن اور زمین اور آکاش اسکا دہن کشادہ ہین (دیکھو بھومکا کا اُردو ترجمہ از بابو نہال سنگھ صفحات ۷۰ لغایت ۸۰ مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۱۴ء بار سوم) اس بیان سے مسئلہ ویدانت اور ایشور کا مجسم ہونا صاف ظاہر ہے - اب اسکے بعد انکار (استعارہ) کی بیکار بانگ بے ہنگام اور محض بے کار ہے - (غلام الحسنین پانی پتی)

۴۴۸- جب ویدون اور پنڈتون کی تعلیم یہ ہے کہ سب کچھ خدا ہی ہے - انسان بھی خدا ہی حیوانات بھی خدا - نباتات و جمادات بھی خدا ہین - تو نیک و بد کامون کا فاعل بھی وہی ٹھیرا - اور درصورت تناسخ سزا و جزا دینے والا اور سزا و جزا پانیوالا بھی خدا ہی ہوا آخر یہ کیونکر ممکن ہے ؟ تاثیر شئی فی نفسہ محال ہے اور یہ بھی کسی عاقل کی سمجھ مین نہین آسکتا کہ خدا کو یہ سزا ملتی ہے - یہ اس مسلک کی دوسری خرابی ہے *

دوسرا نتیجہ - جزا و سزا دینا اور جزا و سزا پانا دونون

۴۴۹- علاوہ برین ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ جب ہر شئے جو عالم مین ہے اور رہوئی اور ہوگی پرمیشور ہے تو تناسخ (یعنی انتقال روح ایک جسم سے دوسرے جسم مین) کیا معنی رکھ سکتا ہے ؟ درآنحالیکہ وہ دوسرا جسم مع الروح بھی خدا ہی ہے - اور اگر ایسا ہوگا تو دو دو پرمیشور ایک ہی جسم مین ہوجائین گے - ایک وہ جو اس جسم سے نکلا - دوسرا وہ جو دوسرے جسم کے اندر از خود ہے - بلکہ یہ کہنا بالکل درست ہوگا کہ جب تمام عالم اور کل موجودات پرمیشور ہین تو کسی شئے کا ایک جسم سے دوسرے جسم مین منتقل ہونا ہی ایک بے معنی اور مہمل بات ہے - کیونکہ نقل و انتقال تو اُسوقت ہو جبکہ ایک مین پرمیشور ہو اور دوسرے مین نہ ہو - اور جبکہ سب مین وہی بھرا ہوا ہے تو کس وہ منتقل ہوگا اور کس کیطرف ؟

تیسرا نتیجہ - جب ہر شئے پرمیشور ہے - تو انتقال روح یا تناسخ بے معنی ہے

۴۵۰- خلاصہ یہ کہ تعلیمات وید مقدس اور اقوال علمائے ہنود جو وحدت وجود کو ثابت کر رہے ہین خود تناسخ کو باطل کر رہے ہین - ویدانت اور آواگون دونون مسئلون کو ماننا درحقیقت اجتماع نقیضین کو تسلیم کرنا ہے - جسکا قائل کوئی عاقل نہین اور نہ ہوسکتا ہے - اس بناء پر یا تو پنڈت جی کو مسئلۂ تناسخ سے ہاتھ اٹھانا لازم ہے اور یا وید مقدس کے مسئلۂ وحدت وجود کو خیرباد کہنا - مگر درحقیقت یہ دونون مسئلے خلاف عقل ہونے کیوجہ سے ترک کردینے کے قابل ہین - ویدانت سے بظاہر پنڈت جی دست کش ہوچکے ہین بہتر ہے کہ اب اُن کے تابعین یعنی آریہ سماجی تناسخ سے بھی دستکش ہوجائین کیونکہ تناسخ بربنائے دلائل مندرجہ کتاب ہذا بالکل باطل ہے - وہو المقصود

اس بحث کا خلاصہ اور آریہ صاحبون سے التماس

خاتمۃ الکتاب

مضامین خاتمہ کا مجمل بیان

۴۵۱- الحمد للہ کہ پنڈت لیکھرام کی کتاب "ثبوت تناسخ" کے جواب سے ہمکو فراغ حاصل ہوا- مگر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خاتمہ کتاب مین قائلین تناسخ کے مختلف فرقون کا کچھ حال اور اُن کے خیالات کا ابطال کیا جائے- نیز قدما جو تناسخ کے قائل تھے اُنھون نے جو دلائل اثباتِ تناسخ مین پیش کیئے ہین ان کا جواب بھی دیا جائے یہ مضمون دو فصلون مین علٰحدہ علٰحدہ بیان کیا جائے گا فصل اول- اس امر کے بیان مین ہے کہ تناسخ کے ماننے والے کئی مختلف گروہ ہین اور ہر ایک کا خیال علٰحدہ علٰحدہ ہے فصل دوم اس امر کے بیان مین ہے کہ قدما قائلین تناسخ کیا دلیل پیش کرتے تھے اور ان کے جوابات کیا ہین؟

فصل اول- قائلین تناسخ کے تین گروہ اور ان کے خیالات کا ابطال

پہلا گروہ جو قدامت روح و مادہ کا قائل ہے

۴۵۲- تناسخ کے ماننے والے تین گروہون مین منقسم ہین- پہلا گروہ وہ ہے جو اس امر کا قائل ہے کہ روحین قدیم ہین اور مادہ بھی قدیم- اسوجہ سے عالم بھی قدیم ہے- لہذا روحون کو برابر ایک جسم سے دوسرے جسمون مین منتقل ہوتے رہنا چاہیے- ورنہ آیندہ خلقت عالم بند ہو جائے گی اِس گروہ مین اکثر لوگ قدما حکما ہین مثل افلاطون وغیرہ کے جنکے نزدیک تبادلہ روح کیواسطے کوئی تخصیص کسی جسم کی نہین اور نہ کسی نوع کی تعئین ہے- ہر نوع کی روح ہر نوع کے جسم مین بلا شرط جا سکتی ہے-

دوسرا گروہ جو تناسخ کا قائل ہے اور قیامت کا منکر ہے

۴۵۳- دوسرا گروہ- وہ ہے جو تناسخ کی بنا جزا و سزا پر رکھتا ہے- یعنی چونکہ خدائے تعالے نیاے کاری اور منصف ہے- لہذا لازم ہے کہ نیک و بد کامونکا بدلہ بھی دے- وہ بدلہ چونکہ بغیر تناسخ کے پورا نہین ہو سکتا- اس لیے واجب ہوا کہ اسے مانا جائے- یہ گروہ قیامت کا بھی منکر ہے- ورنہ اسے تناسخ کے ماننے کی ضرورت نہ ہوتی-

تیسرا گروہ جو قیامت اور تناسخ دونون کا قائل ہے

۴۵۴- تیسرا گروہ- وہ ہے جو قیامت اور تناسخ دونون کو مانتا ہے- جیسے احمد بن حابط- ابو مسلم خراسانی- احمد بن فانوس اور محمد بن ذکریا طبیب رازی وغیرہ

پہلے گروہ کے خیالات کا رد دو دلیلون سے

۴۵۵- جو لوگ روحون اور مادہ کو قدیم ماننے کی وجہ سے تناسخ کے قائل ہوے ہین- اُنکے ردِّ خیالات کے لیے دو باتین کافی ہین- ایک یہ کہ بنائے تناسخ ہی غلط ہے- کوئی روح قدیم نہین- اور نہ مادہ ہی قدیم ہو سکتا ہے- جیسا کہ ہم نے سابقًا تفصیل سے بیان کر دیا ہے- اور جبکہ روحین قدیم نہ ہوئین تو تناسخ کے ماننے کی کوئی وجہ نہ رہی- دوسری بات یہ ہے کہ اگر بالفرض روحین قدیم بھی

مان لیا جائے جیسا کہ ان کا خیال ہے تو وہ یہ بھی کہتے ہین کہ روحین لامتناہی یعنی بے انتہا ہین اور عالم بھی لامتناہی ہی پھر جب ایسا ہی تو تناسخ کے ماننے کی کیا ضرورت ہی؟ وہی بے انتہا روحین بے انتہا اجسام مین بے انتہا زمانہ تک یکے بعد دیگرے داخل ہوتی رہین گی۔ اسلیے کہ وہ اجسام ایک ہی مرتبہ تو پیدا ہو نہین بلکہ یکے بعد دیگرے بے انتہا زمانہ تک پیدا ہوتے رہین گے۔ لہذا یہ روحین بھی اسی ترتیب سے بے انتہا زمانہ تک ان جسمو نمین آتی رہینگی۔ ہان اگر روحونکو متناہی مان لیا جائے اور باوجود این ہمہ عالم کو قدیم اور غیر متناہی کہا جائے تو البتہ ضرورت تناسخ کی ہوگی تاکہ لامحدود اجسام لامحدود زمانے تک ان روحون کے ہیر پھیر سے زندہ ہوتے رہین۔ لیکن جبکہ ایسا ان کا خیال نہین تو تناسخ کا ماننا بھی بے وجہ ہے۔

۴۵۶- جو لوگ سزا و جزا اور قیامت کے نہ ماننے پر تناسخ کی بنیاد قرار دیتے ہین۔ ان لوگونکے جواب کیلیے ہمارا گذشتہ بیان کافی ہی جسمین توضیح بتا دیا ہی کہ یہ دار دنیا خدائی جزا اور سزا کیلیے کافی نہین بلکہ اسی طریقہ کی اُس کے لیے ضرورت ہی جسکو اسلام اور پیغمبر اسلام نے بیان کیا ہی۔ یعنی قیامت کا دن اس واسطے مقرر ہونا عقلاً لازم ہی۔ اور جبکہ قیامت کا ہونا ضروری ہوا تو تناسخ از خود باطل ہو گیا۔

دوسرے گروہ کے خیالات کا رد۔

۴۵۷- آریہ فرقہ کا خیال پچھلے دونون گروہون کے خیالات سے مرکب ہی۔ یہ لوگ **قیامت** کے بھی منکر ہین اور روحون کو بھی قدیم مانتے ہین۔ انکے واسطے بھی ہمارا گذشتہ بیان کافی ہی۔ بلکہ انھین لوگون کی تفہیم کیلیے یہ کتاب خاص طور پر مرتب کیگئی ہے۔

آریون کے خیالات کا مکمل رد اس کتاب مین درج ہے۔

۴۵۸- جو لوگ تناسخ اور قیامت دونون کے قائل ہین اُنکا یہ خیال ہی کہ روحین تین قسم کی ہین۔ ایک وہ جو خیر محض ہین یعنی سوائے نیکی کے بدی کا صدور اُن سے ہوتا ہی نہین۔ ایسی روحین ہمیشہ جنت مین رہینگی جیسا کہ احمد بن حابطہ کا خیال ہی اور بعض کہتے ہین کہ یہی روحین ملائکہ ہین۔ یا نجاتی ہین۔ دوسری قسم کی وہ روحین ہین جو شر محض ہین۔ بدی کے سوا نیکی کا صدور ان سے ہوتا ہی نہین۔ ایسی روحین ہمیشہ جہنم مین رہینگی جیسا کہ احمد بن حابطہ کا خیال ہے۔ اور بعضے کہتے ہین کہ یہی روحین بھوت اور شیاطین ہین۔ تیسری قسم کی وہ روحین ہین جن سے نیکی اور بدی دونون کا صدور ہوتا ہے۔ ایسی روحون کیلیے تناسخ کی ضرورت ہی تاکہ بدی کا بدلہ پاکر پاک ہوجائین اور پھر ابدی راحت مین رہین۔

تیسرے گروہ کا قول کہ تزکیۂ ارواح کیلیے تناسخ کی ضرورت ہے۔

۴۵۹- اُن لوگون کی تشفی کیلیے یہ جواب کافی ہی کہ تم جنت و نار کے قائل ہو تو بموجب قاعدۂ اسلام تمھارا فرض ہے کہ ان بیانات کو اس مقام پر تسلیم کرو جنھین ہادی اسلام صلعم نے بہت پہلے تمھاری ہدایت

اس گروہ کا جواب اور تزکیۂ ارواح کے دو طریقے۔

کے لیے پیش کردیا ہی۔

پہلا طریقہ۔جہنم کی چند روزہ سزا

۴۶۰- ایسی روحون کی تطہیر اور تزکیہ کیواسطے ایک طریقہ تو یہی بتایا گیا ہی کہ اُنھین جہنم مین تھوڑے دنون ٹھیرایا جائیگا اور جب اپنے افعال کی سزا پالین گے تب جنت کیطرف لوٹا دیے جائین گے۔ ہان اگر ایسی روحونکی تطہیر کا طریقہ شریعتِ اسلامیہ نے تمکو نہ بتایا ہوتا تو اپنی طرف سے کسی دوسرے طریقے کی ایجاد کی ضرورت تھی۔ لیکن خدائے برتر نے تو ان کے لیے پہلے ہی سے سامان مہیا کر رکھا ہے۔ تم اپنا خود ایجادی طریقہ ان کے لیے کیون تجویز کرتے ہو؟ جو ہادیٔ اسلام کی ہدایات کے بالکل برخلاف ہی +

دوسرا طریقہ۔ دُنیا کے آلام اور مصائب

۴۶۱- علاوہ اس کے ہادی اسلام نے ایسے لوگون کی تطہیر کا طریقہ دُنیا کی بعض آلام اور بلاؤن کو بھی بتایا ہے۔ جنمین اکثر لوگ مبتلا ہوجاتے ہین اور جب اُن بلاؤن کیوجہ سے انکی سزا پوری ہوجاتی ہے تو وہ بالکل پاک ہوجاتے ہین اور اسی لیے تناسخ کیضرورت ہی نہین ہی۔ کیونکہ جس ضرورت کیلیے اسکی تجویز کیگئی تھی وہ ضرورت دوسری طرح بخوبی پوری ہوتی ہی +

فصل دوم قدماء کے دلائل تناسخ اور اُن کا جواب

قدما کی چار دلیلین

۴۶۲- اب ہم ان شبہات[۱] (یا برائے نام دلائل) کا جواب دین گے جو اگلے لوگون نے بیان کئے ہین۔ یہ چار دلیلین حسب ذیل ہین:۔

پہلی دلیل۔ حیوانات کا بلاقصور قتل کیا جانا یا مشقت مین ڈالا جانا۔

۴۶۳- پہلی دلیل۔ (یا شبہ) یہ ہی کہ ہم دیکھتے ہین۔ کہ اکثر حیوانات بلاقصور ہلاک کیے جاتے ہین مثلاً شیر کسی ہرن کو پکڑ کے بلاقصور مار ڈالتا ہی۔ یا بھیڑیا کسی بکرے کو بلاوجہ کھاجاتا ہے۔ یا بڑی مچھلیان چھوٹی مچھلیون کو نوش جان کرجایا کرتی ہین۔ یا انسان اپنی خوراک کے واسطے اکثر حیوانات کو ذبح کرلیتا ہے۔ یا اپنی ضرورتونکے لیے انکو مشقتون مین ڈالتا ہے۔ ان سب امور سے معلوم ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے انسانی بدکار روحون کو سزا دینے کے لیے یہ طریقہ نکالا ہے کہ اسطرح بلاؤن اور ہلاکتون مین مبتلا کرے تاکہ اس کے بعد وہ

[۱] ان شبہات کا ماخذ کتاب ملل ونحل ابن حزم ظاہری ہے۔ جو مصر مین طبع ہوچکی ہے۔ اور مصنف کتاب ہذا کے پاس موجود ہے۔ (محمد ہارون)

پاک و طاہر اور خطاؤن سے بری ہوجائین ورنہ کوئی وجہ نہین معلوم کہ انکو یہ سزائین ملتی ہین۔

دوسری دلیل معصوم بچون کا دکھ اٹھانا

۴۶۴ دوسری دلیل (یا شبہ) ہم اکثر دیکھتے ہین کہ چھوٹے چھوٹے بچے انسانون کے جو بالکل ہنوز بے خطا و گناہ ہین چیچک۔ خارش۔ دردسر۔ تپ شدید اور اسہال و آشوب چشم وغیرہ مین مبتلا ہوتے ہین۔ اگر ان کی روحین کسی گذشتہ زندگی کی گنہ گار نہین جنکی سزا اسطرح کیجاتی ہے تو کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی کہ انکو کیون مصائب شدیدہ مین مبتلا کیا جاتا ہے؟

تیسری دلیل قرآن کی ایک آیت ما غرک بربک الکریم الخ

۴۶۵۔ تیسری دلیل (یا شبہ) یہ ہے کہ خدائے تعالےٰ قرآن مجید مین فرماتا ہے۔

"یَا اَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ الَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ فَعَدَلَكَ فِیْ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ" (انفطار ۸۲)

یعنی "اے انسان تجھکو کس چیز نے بمقابلہ اپنے پروردگار کے مغرور کر دیا۔ جسنے تجھے پیدا کیا۔ پھر درست کیا پھر معتمل بنایا جس صورت مین چاہا تجھے ترکیب دیا"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف صورتون مین خدائے تعالیٰ انسان کو بھراتا ہے اور ہر قسم کی شکلون مین اسے ترکیب دیتا ہے۔ یہی معنی تناسخ کے ہین کہ انسانی روح مختلف قالبون مین دورہ کرے۔

چوتھی دلیل آیہ جعل لکم من انفسکم ازواجا الخ

۴۶۶۔ چوتھی دلیل (یا شبہ) یہ ہے کہ خدائے تعالےٰ قرآن مجید مین فرماتا ہے۔

"جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا یَذْرَؤُكُمْ فِیْهِ (شوریٰ ۴۲/۹)

یعنی "خدائے تعالیٰ نے تم (انسانون) مین جوڑے پیدا کیے اور چوپایون مین سے جوڑے پیدا کیے اسی مین تمکو پیدا کرتا ہے"

اس آیت کا ظاہر یہ ہے کہ انسانون کو حیوانون کے جوڑون مین خدائے تعالیٰ پیدا کرتا ہے یعنی انسانی روحون کو حیوانی بدنون مین داخل کر کے متولد کرتا ہے۔ یہی تناسخ ہے +

ابطال دلائل مذکورہ بالا

پہلی دلیل کا رد

عالم کی ترتیب اور موالید ثلثہ کے مدارج

۴۶۷۔ یہ چارون دلیلین غلط اور باطل ہین۔ ہم ہر ایک دلیل کا رد کسیقدر تفصیل سے بیان کرینگے۔ دلیل اول کے پیش کرنیوالونکو پہلے نظام عالم پر نظر کرنی چاہیے۔ یہ ترتیب اور ترکیب خود بتا دیگی کہ حیوانات کا ایلام و ذبح اور اُن کا مبتلا ہونا بلا کو ہرگز تناسخ کی دلیل نہین ہوسکتا ظاہر ہے

کہ جتنے مرکبات عنصریہ ہین یعنی جمادات - نباتات - اور حیوانات جنکو موالید ثلاثہ بھی کہتے ہین انہین خاص طرحکی ترتیب پائی جاتی ہے -

پہلا درجہ - جمادات اور اُن کی مختلف صورتین -

۴۶۸ - پہلا درجہ جمادات کا ہی جو ابتداءً عناصر اربعہ کی ترکیب سے پیدا ہوتے ہین - یعنی ان کے باہم ایک دوسرے کے ساتھ مخلوط ہونے اور نضج (پختگی) پانے کے بعد بنجاتے ہین - جتنا نضج کامل ہوتا گیا اور جسقدر ترکیب معتدل ہوتی گئی اسیقدر بہتر اور محکم صورتین اور اجسام اُن کے تیار ہوے مثلاً ادنی درجہ کنکروں کا ہے جو مٹی - پانی - ہوا اور آگ (حرارت) کی ترکیب سے بنتے ہین - مگر انمین وہ اعتدال اور نضج نہین جو سنگ خارا مین ہی - اسوجہ سے بہت جلد بوسیدہ ہوجاتے ہین اور بمقابل سنگ خارا کے ضعیف رہتے ہین - جب اس سے زیادہ اعتدال و نضج مادہ مین آیا تو سنگ خارا بنجاتا ہی - اگر اس سے بہتر اعتدال اور نضج ہوا تو یاقوت - زمرد - زبرجد - چاندی اور سونا وغیرہ تیار ہوئے جنمین سے کوئی تو محض ان ہی عناصر اربعہ سے مرکب ہی اور کوئی ان سے ترکیب یافتہ دیگر مرکبات سے ملکر بنا ہے - مثلاً چاندی یا سونا وغیرہ گندھک اور پارے کی ترکیب سے تیار ہوئے ہین -

دوسرا درجہ - نباتات اور اُنکی مختلف قسمین

۴۶۹ - اس سے آگے بڑھ کر نباتات کا مرتبہ ہے جنمین بہ نسبت جمادات کے نضج و اعتدال زیادہ ہے مگر ان مین بھی ترتیب ہی - بعضے وہ نباتات ہین جو بہت جلد فنا ہوجاتے اور بے ساق اور بے پھل پھول کے ہین بعضے ساقدار ہین - مگر پھل پھول نہین رکھتے - بعضے پھل پھول بھی رکھتے ہین - بعضے بہت کمزور ہین اور بعضے تناور اور مضبوط - یہان تک کہ ترقی کرتے کرتے اس حد مین پہنچے کہ کسیقدر حس کی کیفیت بھی پیدا ہوئی - جیسے چھوئی موئی کا پودا - لجالو وغیرہ - یہ انتہائی حد نباتات کی ترقی کی ہے -

تیسرا درجہ حیوانات اور اُنکی مختلف نوعین

۴۷۰ - جب اس سے بھی زیادہ مادہ مین اعتدال ترکیب اور اعتدال مزاج پیدا ہوا تو حیوانات کا درجہ آیا جسمین احساسات بھی موجود ہین - اور دیگر قویٰ بھی - ان مین بھی تدریج اور ترقی ہی - بعضے ضعیف بعضے قوی - بعضے احساسات کم رکھتے ہین -

انسان کے مختلف مدارج

۴۷۱ - اب انسانی درجہ آتا ہی جو بمقابلہ دیگر مخلوقات کے زیادہ تر کامل ہی - اس مین جمادی - نباتی اور حیوانی تینون قوتین موجود ہین - علاوہ ان کے علم - ادراک - شعور و تمیز بھی ہے - پھر انمین ادنے اور اوسط اور اعلیٰ کے درجات ہین - کسی کا ادراک یا عقل

کم ہے۔ کسی کا اس سے زیادہ۔ کسی مین اور زیادہ۔ کسی مین اوس سے بھی زیادہ۔ یہان تک کہ انسان اپنے آخری درجہ مین حکیم اور نبی اور رسول[۱] کی حد مین پہنچ جاتا ہے۔ یہ ایک اعلی درجہ کی تدریج ہے جو خالق عالم نے ان مین اپنے حسن صنعت اور کمال حکمت سے قرار دی ہے۔

جمادات و نباتات و حیوانات کی مختلف غذائین

۴۷۲- پھر ہر ایک کی بقائے شخصی اور بقاے نوعی کیلیے بھی وہی تدریج قرار دی ہے۔ کسی کی غذا محض عناصر ہی کو قرار دیا ہے۔ جیسے جمادات کی غذا محض پانی ہے۔ اور نباتات کی غذا مٹی اور پانی دونون ہین۔ بلکہ ہوا اور آگ (حرارت) بھی۔ کسیکی بقائے شخصی کیلیے اسکی غذا عناصر اور نباتات کو بنایا ہے۔ مثلاً حیوانات کہ بعضے انمین سے محض پانیکو اپنی غذا بناتے ہین۔ بعضے مٹی کو۔ بعضے آگ کو اور بعضے ہوا کو کچھہ ایسے ہین کہ باریک نباتات کے لطیف رطوبات پر بسر کرتے ہین۔ بعضے باریک نباتات کو ہی کھا لیتے ہین۔ اور کچھہ ایسے ہین جنکی غذا بڑی بڑی گھانس اور پتیان اور شاخین ہین جیسے بھیڑ بکری۔ ہرن۔ اونٹ۔ گاے بیل اور ہاتھی وغیرہ۔ کچھہ حیوانات ایسے ہین کہ ان نباتات کے دانون پر بسر کرتے ہین یا اِن کے پھلون اور پھولون پر۔ جیسے خرگوش۔ لومڑی اور بندر وغیرہ۔

بعض جانداروں کی غذا نباتات اور حیوانات ہین اور بعض کی صرف حیوانات

۴۷۳- بعضے جاندار اس قسم کے ہین جنکی بقا دیگر حیوانات کو اپنی خوراک بنا کر ہوتی ہے۔ جیسے اکثر پرندے اور اکثر چرند۔ مگر ان مین بھی دو قسمین ہین۔ ایک قسم وہ ہی جو نباتات اور حیوانات دونون پر بسر کرتے ہین جیسے ابلقا۔ مینا وغیرہ۔ دوسری قسم وہ ہے جو صرف حیوانات کے گوشت پر بسر کرتے ہین جیسے شیر اور بھیڑیا وغیرہ۔

انسان۔ جمادات نباتات وحیوانات تینون سے غذا حاصل کرتا ہے۔

۴۷۴- انسان چونکہ تمام اقسام موالید ثلثہ کا مجموعہ ہی اسلیے اسکی خوراک مین بھی یہ تینون چیزین داخل ہین اور عناصر بھی اسکی غذا ہین۔ پانی بھی اسکی غذا ہے۔ مٹی بھی اسکی غذا ہی۔ اور آگ بھی۔ نباتات بھی اسکی غذا مین داخل اور دانہ ہاے نباتات بھی۔ جمادات سے بھی اسکی غذا ہی (مثلاً ورق نقرہ۔ ورق طلا۔ موتی اور یاقوت وغیرہ) اور حیوانات سے بھی (مثلاً گوشت گاؤ۔ گوشت بز او بعض حیوانات اور پرندون کا)

ہر نوع صرف اپنی قدرتی غذا پر زندگی بسر کرسکتی ہے۔

۴۷۵- یہ بھی سمجھنے کی بات ہی کہ جس نوع مخلوق کی جو غذا ہی اگر اسکے خلاف اسکو غذا پہنچائی جائے

[۱] نبوت اور رسالت کا درجہ انسانیت کا سب سے اعلی درجہ ہی۔ جو ہر شخص کو حاصل نہین ہو سکتا بلکہ اخص خواص کو عطا کیا جاتا ہی جس طرح نبوت کا آخری درجہ ختم نبوت ہے جسکے بعد کوئی درجہ کمال باقی نہین رہتا۔ یہ درجہ آنحضرت کو حاصل ہو چکا اسی لیے آپ خاتم النبیین ہین۔ اور آپ کے بعد نہ اب تک کوئی نبی ہوا ہے اور نہ آئندہ ہو سکتا۔ (غلام الحسنین پانی پتی)

تو اسکی تاذی اور مرض کا باعث ہوگا - مثلاً وہ پرندے جو کیڑے مکوڑون پر بسر کرتے ہین - اگر انکو غلے کھلائے جائین تو تھوڑے ہی دنون مین اُنکا خاتمہ ہوجائیگا جیساکہ مینا وغیرہ پرندون مین مشاہدہ ہوتا ہے اور اگر نباتات خوار پرندون کو کیڑے مکوڑون پر ڈالا جائے تو اولاً وہ اسے کھانے ہی کی نہین اور اگر کھائینگے بھی تو انکو بہت ضرر ہوگا - اسیطرح شیر اور بھیڑیے وغیرہ شکاری جانورون کو غلہ کھلاکر بہت دنون زندہ نہین رکھا جاسکتا اور نہ نباتات پر انکو قانع کیا جاسکتا ہے - علی ہذا القیاس - انسان کو کیڑے مکوڑون اور جنگل کی گھانس کھلاکر بسر کرانا ان کی قوت اور توانائی کو برباد کرنا ہے بلکہ انھین یکسر ہلاکت مین ڈالنا ہے -

بیان مذکور کا خلاصہ

۴۷۶ - اس بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ جس جاندار کی خوراک جو کچھ بھی قدرت نے بنائی ہے وہی اسکے لیے مناسب اور اصلح ہے - اس کے خلاف بالکل نامناسب اور غیر مفید - گویا تمام حیوانات اس بارہ مین قانونِ قدرت اور نیچر کے تابع ہین - از خود اسکی مخالفت نہین کرسکتے اور اگر کوئی شخص بجبر اُن سے مخالفت کرائے گا تو انھین ضرر پہنچیگا - بلکہ وہ جان سے ہاتھ دھوئین گے -

قانون غذا ایک قدرتی فعل ہے

۴۷۷ - اتنے بیان کے بعد ہم اس نتیجہ پر بے تکلف پہنچ سکتے ہین کہ جمادات و نباتات و حیوانات کا ایک دوسرے کو اپنی غذا بنانا اور اسوجہ سے انکو الم پہنچانا - ایک نیچرل فعل ہے - نباتات - عناصر کو کھاتے ہین - حیوانات - نباتات کو اپنی غذا بناتے ہین - اور حضرتِ انسان حیوانات و نباتات و عناصر سبکو - اس سے تناسخ کا ثبوت کیونکر ہوسکتا ہے ؟

اس قانون کو دلیل تناسخ قرار دینے سے بہت خرابیاں لازم آتی ہین

۴۷۸ - اگر کوئی شخص زبردستی اس غذا خوری اور غذا ہی کو تناسخ ہی کہنے پر تلا رہے تو اس مین کئی طرح کی خرابیان لازم آتی ہین :-

پہلی خرابی - قدرت کے بدیہی قانون کا انکار

۴۷۹ - (۱) اُسکو یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ یہ غذا ہی و غذا خوری قانون قدرت اور نیچر کے تابع نہین ہے - بلکہ محض تناسخ کیوجہ سے ہے - جسکا کوئی ثبوت پیش نہین کیا جاسکتا -

دوسری خرابی - عناصر مین تناسخ ماننا پڑے گا -

۴۸۰ - (۲) اُس کو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ نباتات و جمادات جو عناصر کو اپنی غذا بناتے اور اُن کو فنا کردیتے ہین یہ بھی تناسخ ہے -

تیسری خرابی - عناصر کا قصور اور جرم بتانا ہوگا -

۴۸۱ - (۳) پھر اگر کوئی شخص اپنے قصور فہم سے عناصر کا بھی تناسخ مانے تو اسکو یہ بھی بتانا پڑے گا کہ عناصر کو کس جرم کی سزا مین یہ تناسخ نصیب ہوا - اور کسوجہ سے ان مین گوناگون اختلافات

اور تنوعات پیدا ہو گئے؟

چوتھی خرابی نباتات مین ثابت کرنا ہوگا۔

۴۸۲ - (۴) اسکو تسلیم کرنا پڑے گا کہ نباتات کو بھی تناسخ ہوتا ہی جبکہ بکریان یا بھیڑین یا گائین بھینسین وغیرہ انکو توڑ موڑ کر چبا جاتی ہین - پھر اسوقت یہ بھی ثابت کرنا لازم ہوگا کہ نباتات نے کیا خطا کی تھی جس کے صلے مین انکو تباہ وضایع بلکہ فنا کیا گیا؟ حالانکہ کوئی شخص اسکے ثابت کرنے کا ذمہ دار نہین ہو سکتا۔[1]

پانچوین خرابی - ابتدائی موالید کا گناہ بتانا پڑے گا۔

۴۸۳ - (۵) بالآخر ایسے لوگون سے یہ بھی سوال ہوگا کہ ... والید ثلثہ جو ابھی ابھی دنیا مین آئے اور اُن مین بھی وہی طریقۂ غذا دہی خدا نے جاری کیا تو اُن جاندارون نے کیا خطا تھی جن کو دوسرے جاندارون نے چیر پھاڑ کر ہلاک کر ڈالا؟ کیا دُنیا مین آتے ہی وہ گنہگار ہو گئے جس کے صلے مین ایک نے دوسرے کو الم اور ایذا پہنچا کر مار ڈالا؟[2]

نتیجہ بحث مذکورہ - جملہ تغیرات عالم قانون حکمت کے تابع ہین جنکو تناسخ سے کوئی واسطہ نہین۔

۴۸۴ - الغرض جبکہ عناصر اور جمادات اور نباتات کا تناسخ بے معنی ٹھیرا اور یہ بھی کہ ابتدائی حیوانات وغیرہ جبکہ وہ بالکل گناہ سے بری - تھے وہ بھی ایسے الم وایذا سے نہ بچے (حالانکہ انہین کوئی وجہ تناسخ کی موجود نہ تھی) تو ماننا پڑے گا کہ یہ تمام امور جو واقع ہو رہے ہین محض نیچرل ہین - ان کو تناسخ سے کوئی واسطہ نہین - ورنہ یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ہوا کا پانی ہو جانا - پانی کا ہوا ہو جانا - مٹی کا درخت کی شکل مین تبدیل ہو جانا - درخت کا پھر مٹی ہو جانا بھی تناسخ ہی ہے! لیکن مین یقین کرتا ہون کہ کوئی حکیم اس کی جرأت نکریگا - کہ انکو بھی تناسخ مانے - اسلیے کہ یہ ذی روح نہین جن سے کوئی گناہ سرزد ہوا ہو - اور جس کی پاداش مین ان کو فنا کیا جاتا ہے - اور اگر کوئی سوداوی دماغ والا آدمی اس انقلاب وتبادل ہی کا نام تناسخ رکھے تو اسکا کچھ علاج نہین سوائے اس کے کہ اُس کے دماغ کا تنقیہ کرانا لازم ہوگا - یا جوش سودا کم کرنے کے لیے فصد سے کام لینا پڑیگا

---

[1] اگر یہ کہا جاے کہ نباتات مین بھی انسانی روحین ہین جو پچھلے جنم کے اعمال بد کی بدولت نبات کے قالب مین داخل کیگئی ہین جیسا کہ منوسمرتی مین لکھا ہے اور سوامی جی نے بھی تسلیم کیا ہے (دیکھو سیتارتھ پرکاش کا نوان سملاس) تو یہ دعوی اول تو بلا دلیل ہے اور اسی لیے ناقابل تسلیم ہے - دوسرے اس کا ابطال فاضل مصنف مدظلہ نے اس کتاب کے آخر مین پوری طرح کر دیا ہے جو لاحقۃ الکتاب کے نام سے موسوم ہے - (غلام الحسنین پانی پتی)

[2] اگر اس اعتراض کے جواب مین یہ کہا جائے کہ جاندار ایکدوسرے کو قدیم سے چیرتے پھاڑتے چلے آئے ہین - کیونکہ دنیا کی کوئی ابتدا اور انتہا نہین ہے " تو یہ جواب غلط ہے - کیونکہ اس کتاب مین اپنے مقام پر مادہ عالم اور ارواح کا حادث ہونا بہ دلائل قاطعہ ثابت ہو چکا ہے - (غلام الحسنین پانی پتی)

تاکہ آیندہ ایسا سفیہانہ کلام زبان پر نہ لائے۔

(دوسری دلیل کا رد)

بچونکی بیماریان تناسخ کی دلیل نہین

۴۸۵۔ جو لوگ چھوٹے اور نادان بچونکی بیماریون اور ان کے مصائب مین مبتلا ہونیکو تناسخ کی دلیل ٹھیراتے ہین۔ اُنھین ایک نظر فن طب پر ڈالنی ضروری ہے۔ تاکہ وہ اسباب امراض اور علاجِ امراض کو سمجھین اُسوقت خودبخود یہ مسئلہ حل ہوجائے گا۔

ہر مرض کا کوئی نہ کوئی سبب خارجی یا داخلی ہوتا ہے۔

۴۸۶۔ دنیا مین کوئی مرض ایسا نہ ہوگا جسکا کوئی سبب داخلی یا خارجی نہو۔ مثلاً دردِ سر۔ شدت گرمی سے یا زکام سردی ہوا سے۔ یا تپ لرزہ اخلاط بدن کے سڑجانے سے۔ یا آشوب چشم مدہ کی تبخیر سے۔ یا دردشکم سوء ہضم سے۔ یا اسہال خرابی جگر یا خرابی معدہ سے۔ یا بیخوابی خشکی دماغ گرم و خشک غذاؤن کے استعمال سے وغیرہ وغیرہ

ردائت ہوا۔ توارث اور تعدی بھی اسباب مرض ہین

۴۸۷۔ بعض امراض ردائت ہوا سے پیدا ہوتے ہین جیسے ہیضہ اور طاعون وغیرہ بعض ایسے ہین جنکا مادہ بطریق توارث باواجداد سے چلا آتا ہے جیسے آتشک وغیرہ بعض ایسے امراض ہین جو تعدی کے سبب سے پیدا ہوجاتے ہین مثلاً کوئی شخص بیمار تھا اور اسکے پاس ایک تندرست آدمی بھی آمد و رفت رکھتا تھا۔ اسوجہ سے متعدی ہوکر وہ مرض اس مریض سے اس تندرست مین بھی آگیا اور اسے بھی مریض کردیا۔ علی ہذالقیاس۔ سینکڑون امراض ہین اور اتنے ہی ان کے اسباب۔

اگر یہ امراض عمال سابقہ کا نتیجہ ہوتے۔ تو بغیر کسی سبب کے پیدا ہوجاتے

۴۸۸۔ اب اگر یہ مان لیا جائے کہ بچون کا سخت سخت امراض مین مبتلا ہونا۔ بیجا ایذائین اُٹھانا اور اکثر ان ہی امراض سے ہلاک ہوجانا اسی سبب سے ہے کہ انھین کبھی گذشتہ زندگی کے بُرے اعمال کی سزا مل رہی ہے۔ اور اس لحاظ سے مانا گیا ہے کہ ان کے بدنون مین بدکارون کی روحین ہین تو پھر دیگر اسباب سے انکو کیا تعلق رہا؟ اس صورت مین تو لازم تھا کہ بلاکسی سبب خارجی یا داخلی کے ان کو یہ امراض پیدا ہوتے اور بے کسی حیلۂ ظاہری کے اُن پر یہ مصائب واقع ہوتے۔ کیون کہ اُن کے اگلے جسمونکی بدکاریان اور بداعمالیان ان امراض و مصائب کے پیدا کرنے کے لیے کیا کم ہین جو دوسرے اسباب انکا ذریعہ بنین؟ کیون کہ ان لوگون کے نزدیک وہ بُرے کرم ان دکھون اور دردون کا سبب ہین +

علت تامہ کے موجود ہونے پر معلول کا وجود ضروری ہی

۴۸۹ - یہ امر صاف ظاہر ہے کہ جب کوئی شئے ایک سبب سے پیدا ہو جائے تو دوسرا سبب اسمین دخیل نہین ہو سکتا - اسوجہ سے کہ ہر سبب کے وجود کے بعد مسبب کا وجود لازم ہے - کوئی سبب اپنے مسبب سے اور کوئی مسبب اپنے سبب سے علحدہ نہین ہو سکتا - اگر معلول کا اپنی علت تامہ سے علحدہ ہو جانا اور باوجود علت تامہ کے موجود ہونے کے معلول کا نہ پایا جانا عقلاً ممکن ہو تو کسی مسبب کا اپنے سبب سے الگ ہو کر بھی پایا جانا ممکن ہو سکیگا - لیکن وہ قطعاً ناممکن ہی جیسا کہ فلسفۂ مافوق الطبیعات مین ثابت ہو چکا ہی تو یہ بھی ناممکن ہی ہوگا - اور یہ حضرات قائلین تناسخ کہتے ہین کہ اگلے جنم کے گناہ ہی ان دکھون اور ایذاؤن کا سبب تام ہے - تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ کسی دوسرے سبب سے اُن کا وجود ہو سکے +

دوا علاج سے امراض کا دور ہو جانا ابطال تناسخ کی دلیل ہے

۴۹۰ - تمام عقلا یقیناً جانتے ہین کہ بیشتر یہ امراض اسباب خارجہ یا داخلہ سے پیدا ہوئے ہین - چنانچہ اسی بنا پر جب معالج ان اسباب کے زائل کرنیکی تدبیر کافی کر دیتا ہے تو وہ امراض خود بہ خود زائل ہو جاتے ہین جس سے ثابت ہوا کہ امراض و آلام مذکورہ بسبب گناہان سابق کے پیدا ہوئے تھے - بلکہ ان اسباب خارجہ یا داخلہ سے پیدا ہوئے تھے جن کے زائل کرنے کے بعد وہ بھی زائل ہو گئے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو چاہئے تھا کہ کوئی مریض دوا سے اچھا نہ ہوتا - بلکہ صرف اپنے اعمال کی یاداشس پوری کرنے ہی پر تندرست ہو سکتا - لیکن ہم بالبداہتہ دیکھتے ہین اور مشاہدۂ حسّی ہمارا معاون ہی کہ دواؤن کو امراض کے زائل کرنے مین بہت بڑا دخل ہے - اور اگر وہ دوائین نہ استعمال کیجائین تو مرض رہتا ہی - اور اکثر ہلاکت کا باعث ہوتا ہی - تو معلوم ہوا کہ ان آلام و مصائب کا سبب اُن جون کے پچھلے جنم کے کرم نہ تھے بلکہ وہ اسباب تھے جنکو ماہرین فن طب نے بعد بیشمار تجربون کے معلوم کیا ہے - اور اپنی مؤلفات مین درج کر کے ان کے معالجات بھی لکھے ہین -

بعض امراض کا علاج سے زائل نہ ہونا تشخیص کی غلطی کا نتیجہ ہے -

۴۹۱ - اس مقام پر اگر کوئی کہے کہ اکثر ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ علاج سے کوئی نفع نہین ہوتا اور آخر ہلاکت مریض یا اس کے طول مرض کا سبب ہو جاتا ہے - تو ہم اسکا جواب یہ دین گے کہ علاج کرنیوالے نے سبب مرض کو نہین سمجھا - اسوجہ سے غلطی ہوئی اور علاج نہ کر سکا - کیونکہ ایک مرض کے کئی کئی سبب ہوتے ہین - کبھی کوئی سبب پیدا ہو جاتا ہے اور کبھی کوئی - طبیب بوجہ ناتجربہ کاری یا غفلت یا نافہمی کے اصلی سبب کی جگہ دوسرے سبب کو ذریعہ سمجھ کر علاج کرنے لگا - اسوجہ سے مریض ہلاک ہو گیا - یا اس کے مرض کو طول ہوا - اگر وہ اس مرض کے اس سبب کو سمجھ گیا ہوتا اور علاج

اس کے موافق کرتا تو مریض تندرست ہوجاتا۔ بہرحال جب تک ان امراض کے پیدا ہونے کا سبب صرف گناہون کو ہی ثابت نہ کرلیا جائیگا۔ تب تک کسیکو یہ حق حاصل نہین ہوسکتا کہ ان اطفال مین تناسخ کا قائل ہو۔

بعض امراض کا بلا سبب پیدا ہوجانا کسی گہری حکمت پر مبنی ہو نہ کہ تناسخ پر۔

۴۹۲۔ اگرچہ ہم بالعموم یہ نہین کہتے کہ کل امراض اُن ہی اسباب سے پیدا ہوتے ہین جنکو اطبا نے لکھا ہے بلکہ ہم حکم خدا سے بغیر کسی سبب خارجی و داخلی کے بعض امراض کے پیدا ہوجانیکو بھی مانتے ہین اور ممکن ہی کہ وہ امراض خداوند عالم کی کسی گہری حکمت اور خاص مصلحت کیوجہ سے پیدا ہوئے ہون۔ مگر ہمارا کلام اسوقت اکثر پر نظر کرکے ہی۔ یعنی یہ کہ اکثر ایسا ہی ہوتا ہی کہ اپنے اسباب خارجیہ یا داخلیہ سے امراض پیدا ہوتے ہین اور جب اکثر مریضون کے امراض کا سبب تناسخ نہوا بلکہ ان امراض کے معلوم شدہ اسباب ہی ہوئے تو یہ دعوے کہ عموماً ہر ایسا بچہ جو کشاکش امراض مین مبتلا ہوتا ہی۔ صرف سابقہ جنمون کی بداعمالیان اُنکا سبب ہین۔ باطل ہوا۔ اور جب یہ دعوے باطل ہوا تو تناسخ ارواح کا مسئلہ بھی جو اس بنیاد پر قائم کیا گیا تھا غلط ٹھیرا۔ وَھُوَ الْمَطْلُوبُ

تیسری دلیل کا ردّ

آیہ "مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ" تناسخ کی دلیل نہین ہے۔

۴۹۳۔ خداتعالے کا یہ ارشاد کہ "يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ ۝ (انفطار ۶-۸ ۸۲) یعنی "کس چیز نے تجھے ای انسان اپنے کریم پروردگار کے مقابلہ مین مغرور کردیا جس نے تجھے پیدا کیا۔ پھر مستوی الخلقت بنایا۔ پھر تجھے موزون و مناسب بنایا۔ جس صورت مین تجھے چاہا ترکیب دی۔" ہرگز تناسخ کو ثابت نہین کرتا۔ اسلیے کہ کوئی جملہ اسکا کسی دلالت سے اس مطلب پر دال نہین۔

اس آیت کی تفسیر

۴۹۴۔ جملہ "فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ"، جس پر مستدل کی نظر ہی اسمین ظاہر الفاظ سے کوئی لفظ بھی تناسخ کی دلیل نہین۔ کیا یہ بات بدیہی نہین کہ تمام آدمیون کی صورتین ایکدوسرے سے مختلف ہین۔ بھائی کی بھائی سے اور بیٹے کی بیٹے سے اور دادا کی پوتے سے اور شوہر کی زوجہ سے اور مان کی بیٹی سے۔ وغیرہ وغیرہ۔ آجتک کوئی آدمی ایسا نظر نہین آیا جو من جمیع الوجوہ دوسرے سے مشابہ ہو۔ سبکی رفتار جدا۔ سبکے اعضاء و جوارح کی ساخت جدا۔ سبکے انداز گفتگو جدا۔ سبکا لب و لہجہ جدا۔ سبکے قوی جدا۔ سبکی شکلین جدا اور سب کے نقشے ایکدوسرے سے مختلف +

صورتون اور آوازون کے اختلاف کی حکمت

۴۹۵- اسکا بڑا راز یہ ہے کہ اگر انسانی صورتین مختلف نہ ہوتین تو ہزارون معاملات بگڑ جاتے جب کہ کوئی کسی سے معاملہ کرتا اور وہ کسی اور سے مشتبہ ہوجاتا۔ علی ہذا القیاس زن و شوہر کو امتیاز نہ باقی رہتا اگر دو چار مردون کی یا دو چار عورتون کی شکلین یکسان ہوتین تو زوجہ اپنے شوہر کو نہ پہچان سکتی اور شوہر اپنی زوجہ کو تمیز نہ کرسکتا۔ پھر ایک طوفان بے تمیزی برپا ہوتا اور ہزارون بچے روزانہ حرامزادے ہی پیدا ہوا کرتے یا اگر چند شخصون کی صورتین متفق ہوتین تو جسکا انمین سے جی چاہتا کہتا کہ مین تو فلان شخص ہون اور اسطرح وہ اپنی مطلب برآری کرتا۔ کوئی کسی کا بھائی بنجاتا۔ کوئی کسیکا بیٹا بنجاتا۔ کوئی کسیکا بھتیجا۔ بھانجا بنجاتا۔ اور اسطرح اسکی میراث کا دعوی کرتا۔ یا اور باتون مین اپنا فائدہ کرتا۔ سینکڑون مستحق محروم ہوجاتے۔ اور سینکڑون نامستحق اہل حق کا حق لیکر حقدار بنجاتے۔ اسیطرح اگر آوازین متفق ہوتین تو ممکن ہوتا کہ تاریکی شب مین کوئی شخص کسیکی آواز سنکر مشتبہ ہوجاتا۔ دوست کو دشمن اور دشمن کو دوست سمجھ جاتا۔ اور پھر جو اسے ضرر ہوتا واضح ہے۔

یہ اختلاف نظام زندگی کی بنیاد اور خدا کا احسان ہے

۴۹۶- یہ وہ احسان عظیم خدا تعالی کا اپنے بندون پر ہے جسکا شکریہ وہ ہرگز ادا نہین کرسکتے اگرچہ تمام عمر شکر ہی مین مصروف رہین۔ باین معنی کہ نظام زندگی کا درست رہنا اس اختلاف صورت ور اختلاف آواز پر موقوف ہے۔ اگر اتفاق صور اور اتفاق اصوات ہوتا تو نظام عالم مین خلل پڑجاتا۔ ہزارون اپنے دوستونکو دشمن سمجھکر ہلاک کردیتے۔ ہزارون آدمی اپنے دشمنونکو دوست تصور کرکے اپنا راز بیان کردیتے یا مالی نقصان اٹھاتے۔ ہزارون آدمیونکے حقوق ناحقدارون تک پہنچ جاتے اور ہزارون ناحقدار حقدار بنجاتے اور دنیا سخت دھوکہ مین پڑجاتی۔ پھر ہر شخص دوسرے سے مطمئن نہ رہ سکتا اس خیال سے کہ مبادا جسے مین زید سمجھ رہا ہون عمرو ہو۔ یا جسے عمرو سمجھ رہا ہون زید ہو۔ اور اس بے اطمینانی سے ہر ایک کے عیش و آرام مین فرق آجاتا۔

اسی احسان کو آیۂ زیربحث مین یاد دلایا ہے۔

۴۹۷- اس احسان کو پروردگار عالم اس آیت مین یاد دلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ وہ تیرا کریم پالنے والا جس نے تجھے اپنے کرم سے پرورش کیا۔ پہلے تجھے نعمت وجود و خلقت مرحمت فرمائی اور اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ تیرے اعضا و جوارح کو باقرینہ اور مناسب ہیئتون مین بنایا کہ بدنما نہ معلوم ہون۔ پھر اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ تسویہ اعضا و جوارح کے ساتھ موزون قد و قامت بھی دیے۔ پھر اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ تمھارے نظام نوعی و نظام شخصی اور نظام زندگی کے درست و برقرار رہنے کے واسطے تمھاری صورتین بھی

اپنی مشیت سے مختلف بنائیں اور جیسی مشیت و مصلحت ہوئی ویسی صورت مین تمکو ترکیب دیا۔

اگراس آیت سے تناسخ نکالا جائے تو کلام بے ربط ہو جائیگا

۴۹۸۔ مذکورۂ بالا آیہ کا مطلب یہ نہین ہے کہ تمکو بلی۔ کتا۔ سور۔ بندر۔ چوہا۔ چھچھوندر۔ نیولا۔ چیونٹا اور کیڑا مکوڑا بنایا کیونکہ اگر اس کلام الٰہی کا یہ مطلب ہو تو اول و آخر آیت مین ربط باقی نہ رہے اور بالکل بے جوڑ کلام ہو جائے۔ جو بلاغت کے خلاف ہی۔ حالانکہ کلام خدا اپنی بلاغت مین اس حد پر ہے جس سے بالاتر تصور انسانی مین نہین آ سکتا۔

بیان مذکور کی توجیہ اور آیت کی مزید کی تشریح

۴۹۹۔ وجہ بیجوڑ اور بے ربط ہونیکی یہ ہوگی کہ ابتدائے آیت مین تو خدا نے اپنے احسانات کو یاد دلایا ہی اور فرمایا ہی کہ باوجود دیکھنے تمپر ایسے ایسے احسانات کیئے پھر بھی تم میرے مقابلہ مین مغرور ہو گئے یہ تو شان محسن الیہ سے بہت بعید ہی! ور اگر پھر انکو چھچھوندر، چوہا، بندر اور بلی وغیرہ بنانیکو فرماتا تو یہ کس قسم کا کلام ہوتا۔ اس صورت مین اسکی مثال ایسی ہوتی ہی جیسے کوئی شخص کہے کہ فلان شخص کو جاگیر دی۔ مال دیا۔ لباس دیے۔ راحت کے تمام اسباب دیے۔ عیش و عشرت کے ذرائع مہیا کیے اور خوب زد و کوب اور تذلیل بھی کی تو جسطرح اس آخری جملہ کا جوڑ اگلے جملونکے ساتھ بالکل مہمل اور بیمعنی ہے اُسیطرح فہرست انعامات کیساتھ آدمیونکو چوہا۔ بندر۔ چیونٹا بنا دینے کا ذکر بھی بے ربط اور بے معنی ہوگا۔ کیونکہ عاقل۔ نیکیونکے ساتھ بدیون۔ اعزاز کیساتھ تذلیل۔ مفاخرت کے ساتھ نکس اور خوشی کے ساتھ رنج کو منضم نہین کرتا اور اگر ذیل مین نیکیون کے بدیون کو بھی داخل کرے۔ اکرام کے ذیل مین اذلال کو داخل کرے احسانات کے ذیل مین اساءت کو بھی ذکر کرے۔ تو وہ البتہ سفیہ اور لایعقل یا انداز سخن سے ناواقف سمجھا جائیگا۔ لیکن کلام الٰہی ہرگز ایسا نہین ہو سکتا*

نتیجہ بحث۔ اس آیت مین تناسخ کا ذکر بالکل نہین ہے

۵۰۰۔ انسانونکو پیدا کرنے۔ ان کے اعضاء و جوارح کو ٹھیک کرنے انکو مستوی الخلقت بنانیکے ذکر کیساتھ انکو بلی۔ بندر۔ کیڑا۔ مکوڑا بنانیکا ذکر نیکی کے ساتھ برائی کو ملانا ہی۔ احسان کیساتھ اساءت کو ضم کرنا ہی۔ خوشی کیساتھ غم کو مخلوط کرنا ہے۔ جو ہرگز ایک بلیغ کی شان نہین ہو سکتی۔ لہذا معلوم ہوا کہ اس آیت مین تناسخ کا بالکل بیان نہین۔ بلکہ انسانی صورتونکے اختلاف کا بیان ہی۔ جو ایک عظیم الشان نعمت الٰہیہ ہے۔ اور اگلے نعمات مذکورہ کیساتھ منضم ہو سکتی ہی۔

چوتھی دلیل کا رد

آیہ "جعل لکم من انفسکم ازواجا" سے تناسخ کا خیال غلط

۵۰۱۔ مستدل نے آیہ "جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ"[١] سے استدلال کرتے ہوئے یہ خیال کیا ہی کہ "يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ" کا تعلق انعام کے ازواج سے ہے یعنی

[١] آیت کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ "خدا نے تمہارے لیے جوڑے بنائے۔ خود تم مین سے اور چوپایون مین جوڑے۔ جسمین تمکو پھیلاتا ہے" (غلام الحسنین پانی پتی)

یہ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہی کہ اُس نے تمھارے واسطے جوڑے بنائے اور چوپاؤن کے جوڑے بنائے ۔ ان ہی چوپاؤن کے جوڑون مین تمکو پھیلاتا ہے ۔ اور اسیمین تمکو پیدا کرتا ہے ۔

اس خیال کا ابطال تین وجوہ سے

۵۰۲ ۔ یہ خیال غلط ہی جسکی چند وجہین ہین ۔

وجہ اول ۔ یہ آیت احسانات الٰہی کو یاد دلاتی ہے ۔

۵۰۳ ۔ ایک یہ کہ آیت مذکورہ مقام امتنان اور یاد دہانی احسانات الٰہیہ مین وارد ہوئی ہی اسیمین پروردگار عالم اپنے بندونکو بتانا چاہتا ہی کہ ہم نے تمھارے واسطے تم ہی مین سے عورتین پیدا کین ۔ جن کے رحمونمین تمھاری خلقت ہوتی ہی ۔ اب اگر انسانی خلقت کو چوپاؤن کی ماداؤن کے رحمون مین مانا جائے اور کہا جائے کہ خدا فرماتا ہی کہ مین نے تمھارے لیے جوڑے تو تم ہی مین سے پیدا کیے مگر تمھاری خلقت اور تمھین بڑھانیکی یہ صورت مقرر کی کہ حیوانون کے رحمون سے تمھین پیدا کرتا ہے ۔ تو یہ کوئی احسان نہ ہوگا ۔ اس لیے کہ آدمیون کا حیوانون سے پیدا ہونا ان کی ذلت ہی نہ کہ عزت اور اُن کے ساتھ بدی کرنا ہی نہ کہ احسان ۔ حالانکہ آیت مقام احسان مین ہے ۔

وجہ دوم ۔ اگر اس آیت سے تناسخ مراد ہو تو کلام بے معنی ہوجائے گا ۔

۵۰۴ ۔ دوسرے یہ کہ اگر "یَذْرَؤُکُمْ فِیْہِ" "کو انعام" یعنی چوپاؤن سے متعلق مانا جائے گا تو کلام بالکل بے ربط اور بے معنی ہوجائیگا ۔ اسوجہ سے کہ اول تو معنی کلام اُسوقت مین یہی ہون گے کہ عورتین تمھارے لیے تم مین سے ہی پیدا کین مگر تمھاری پیدائش حیوانون سے قرار دی ۔ اور ظاہر ہے کہ یہ مضمون ہی غلط ہی ۔ الانسان مِنْ حَیْثُ هُوَ اِنْسَانٌ ۔ حیوانات سے نہین پھیلتے ۔ اور نہ ان کی کثرت حیوانات کے جوڑون سے ہوتی ہی دوسرے اسکے بھی کوئی معنی نہین کہ "عورتین تو تمھین دین ۔ اور پیدا کیا تمکو حیوانون سے"

وجہ سوم ۔ مستدل کے دعوے اور دلیل مین مطابقت نہین ہی

۵۰۵ ۔ تیسرے یہ کہ بنا بر خیال مستدل صاحب کے اگر وہی معنی لیے جائین جو وہ کہتے ہین یعنی تمھاری کثرت اور خلقت چوپاؤن کے رحمون سے ہوتی ہے ۔ تو یہ معنی مسئلہ تناسخ کے بالکل خلاف ہون گے ۔ کیونکہ اہل تناسخ صرف انعام[۵۱] کے جسمون مین ہی تناسخ نہین مانتے بلکہ علاوہ انعام کے دیگر حیوانات چرندہ و پرندہ بلکہ درختون مین بھی تناسخ مانتے ہین ۔ حالانکہ مستدل کے خیال کے موافق آیت مین تخصیص ہے صرف انعام کی لہذا دعوی اور دلیل مین مطابقت نہ رہیگی ۔ دعوے تو عام ہی کہ ہر جانور بلکہ نباتات مین بھی انسانون کا تناسخ ہوتا ہے ۔ اور دلیل سے صرف یہ نکلا کہ صرف انعام مین

---

[۵۱] لفظ "انعام" کا اطلاق اونٹ گائے اور بھیڑ پر ہوتا ہے جیسا کہ مجمع البحرین مین لکھا ہی اور قاموس مین ہی کہ "نعم" اونٹ اور بکری کو کہتے ہین یا خاص اونٹ ہی کو ۔ (غلام الحسنین پانی پتی)

ہی تمھارا تناسخ ہوتا ہو - نہ دیگر حیوانات مین اور جب دلیل دعوے کے مطابق نہ ہوئی تو ہرگز اس سے دعوے ثابت نہین ہوسکتا -

اس بحث کا ماحصل اور آیۃ زیر بحث کا مطلب

۵۰۶ - پس معلوم ہوا کہ جملہ "یَذْرَؤُکُمْ فِیْہِ" جو عبارت قرآنیہ مین حال واقع ہوا ہو اس کا تعلق "مِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا" سے نہین ہے بلکہ "جَعَلَ لَکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا" سے ہے - جسے مستدل نے اُلٹا سمجھا ہے - اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے تمھارے واسطے جوڑے بنائے یعنی عورتین پیدا کین - جن کے شکمون سے تم لوگ پیدا ہوتے ہو - اور جن سے تمھاری کثرت ہوتی ہے - جس طرح انعام کے جوڑے بنائے جن سے انعام پیدا ہوتے ہین -

آریہ حضرات سے آخری درخواست

۵۰۷ - اتنے بیانات کے بعد اُمید ہو کہ تناسخیہ فرقہ کو بالخصوص ہمارے برادران وطن آریہ صاحبان کو پورا اطمینان حاصل ہوجائے گا اور آیندہ وہ اپنی رائے تناسخ کو واپس لین گے - اور پنڈت لیکھرام صاحب کی تصنیف "ثبوت تناسخ" کو بے اصل اور بے بنیاد تصانیف کے ذیل مین شمار کرکے اُس کا بالکل اعتبار نہ کرین گے - کیونکہ ہم نے اُن کے بیانات اور دلائل کا کافی طور پر کھنڈن (ابطال) کیا ہے جس سے زیادہ لکھنا غیر ضروری ہے - والحمد للہ علی تیسیر الاعیبہ وتوفیقہ للذب عن دین الاسلام و عن نبیہ الکبیر - والصلوۃ علے

محمـــــد

والـــــہ

لحاقۃ الکتاب

تناسخ کا ایک وحشتناک منظر

اس مضمون کے ملحق کیے جانیکی وجہ

۵۰۸ - اس مقام تک پہنچنے کے بعد ہمارے محترم و مکرم دوست جناب مولوی خواجہ غلام الحسنین صاحب پانی پتی دام عزہٗ (مترجم فلسفۂ تعلیم ہربرٹ اسپنسر) نے یہ خواہش ظاہر فرمائی کہ تتمۂ کتاب مین اس مضمون سے تھوڑی بحث ہونی ضرور ہے جو منوسمرتی اور ستیارتھ پرکاش مین تناسخ کی بابت مذکور ہے - چنانچہ ممدوح ہی نے چند حوالے مرحمت فرمائے جن پر چند نوٹ اضافہ کرنے کے بعد اس بحث کو ختم کیا جاتا ہے - اس بحث کا اضافہ اس لیے ضروری سمجھا گیا کہ ناظرین کو معلوم ہوجائے کہ جس مسئلہ کے منوانے کے لیے آریہ حضرات کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھتے خود انکے پیشواؤن نے اس مسئلہ کا کیسا وحشتناک اور نفرت انگیز نقشہ کھینچا ہے +

منوسمرتی کا مستند ہونا

۵۰۹ - منوسمرتی جسے منوجی مہاراج کا شاستر بھی کہتے ہین ہندوؤن اور آریون کے نزدیک نہایت مستند کتاب ہے - چنانچہ سوامی دیانند جی نے اپنے تصانیف مین ویدون کے حوالے تو نسبتہً بہت کم دیے ہین مگر منوسمرتی کے حوالے بہت کثرت کے ساتھ دیے ہین اس کتاب کے بارھوین ادھیائے (باب) مین تناسخ اور سزا و جزا کا بیان مفصل طور پر ہے - اور سوامی صاحب نے بھی اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش کے نوین باب مین سزا اور جزا کے متعلق اسی سمرتی سے بعض حوالے نقل کیے ہین - اور منوجی کے قانون سزا و جزا کو تسلیم کیا ہے -

۵۱۰ - منوسمرتی کا ایک ترجمہ تو لالہ سوامی دیال صاحب نے کیا ہے جو منشی نولکشور کے مطبع مین مع اصل کے چھپ چکا ہے - دوسرا ترجمہ آریون کے مشہور و معروف عالم سوامی تلسی رام جی نے کیا ہے - ہم نے جو اردو ترجمہ لکھا ہے وہ سوامی تلسی رام جی کے ترجمہ پر مبنی ہے - اس ترجمہ کا مقابلہ لالہ سوامی دیال کے ترجمہ کے ساتھ کر لیا گیا ہے دونون ترجمون

کامفہوم قریب قریب یکسان ہے (شلوکون کے نمبر وہی دیے گئے ہین جو لالہ صاحب موصوف نے اپنی مترجم منوسمرتی مین دیے ہین۔

منوسمرتی کا قول دربارۂ تناسخ

منو۔ ادھیائے ۱۲ کے گیارہ حوالے۔

۵۱۱ - اب ہم آواگون کے متعلق **منوسمرتی** کے چند شلوکون کا حاصل مطلب مع حوالون کے ذیل مین درج کرتے ہین اور اس کے بعد اُن پر ایک **تنقیدی** نظر ڈالین گے۔

۱- نباتات۔ چرند۔ پرند۔ اور چنڈال کیسے کیسے گناہون سے پیدا ہوتے ہین؟

۵۱۲ - (۱) **جسم** کے ذریعہ کیے گئے بُرے اعمال کی سزا مین جیو آتما درخت وغیرہ کی جون مین اور زبانی سے کیے ہوئے پاپون کی سزا مین پرند اور چرند کی جون مین اور **من** سے کیے ہوئے پاپون کی سزا مین چنڈال وغیرہ کل (خاندانون) مین جنم پاتا ہے (منو ادھیائے ۱۲ - شلوک)

۲- درخت۔ حشرات الارض مویشی اور جنگلی جانور کس قسم کے گناہون کا نتیجہ ہین؟

۵۱۳ - (۲) جو **نہایت درجہ کے تموگنی** ہین وہ غیر متحرک درخت وغیرہ۔ کیڑے مکوڑون کا مچھلی۔ سانپ۔ کچھوے۔ مویشی اور جنگلی چوپاؤن کا جنم پاتے ہین (" ۱۲ شلوک ۴۲)

۳- ہاتھی گھوڑے۔ سور۔ درندے۔ شودر اور ملیچھ کا جنم کن لوگون کو ملتا ہے؟

۵۱۴ - (۳) جو **متوسط درجہ کے تموگنی** ہین وہ ہاتھی۔ گھوڑے۔ شودر۔ ملیچھ۔ اور قابل مذمت کام کرنیوالے۔ شیر۔ پلنگ اور سُور کا جنم پاتے ہین (" شلوک ۴۳)

۴- بھاٹ۔ ریاکار۔ راکشش پشاچ اور خوبصورت پرندے کون لوگ بنتے ہین؟

۵۱۵ - (۴) جو **افضل تموگنی** ہین وہ مدح خوان یعنی جو گیت دوہا وغیرہ بناکر لوگون کی تعریف کرتے ہین خوبصورت پرند۔ **ریاکار آدمی** یعنی اپنے سُکھ کے لیے خودستائی کرنے والے **راکشش** یعنی موذی آدمی اور **پشاچ** یعنی بدچلن لوگ ہوتے ہین۔ جو شراب وغیرہ کی عادت اختیار کرتے ہین اور غلیظ رہتے ہین۔ یہ افضل تموگنی اعمال کا ثمرہ ہے (" شلوک ۴۴)

۵- برہمنون کے قاتل کن کن جونون مین جاتے ہین؟

۵۱۶ - (۵) **برہم ہتیا** (برہمن کا قتل) کرنیوالا کُتے۔ سور۔ گدھے۔ اونٹ۔ گائے۔ بکری۔ بھیڑ۔ ہرن۔ جانور (پرند) چنڈال اور پُکس کی جون مین جاتا ہے (" شلوک ۵۵)

۶- چوری کرنیوالے برہمن کی سزا۔

۵۱۷ - (۶) **چوری کرنیوالا برہمن**۔ مکڑی۔ سانپ۔ گرگٹ۔ پانی مین رہنے والے اور درندگی کرنے والے پشاچون کے جنم کو ہزارون بار پراپت ہوتا ہے (" شلوک ۵۷)

۷- شرابخوار برہمن کی سزا۔

۵۱۸ - **شراب پینے والا برہمن** کیڑے۔ مکوڑے۔ پتنگ۔ غلاظت خور پرند اور پھاڑ کھانے والے شیر کی جون مین جاتا ہے (" شلوک ۵۶)

۵۱۹ - (۸) **گرو کی عورت** سے ہمبستر ہونیوالا شخص گھاس - گچھے دار درخت اور پھول کی بیل اور کچا گوشت کھانیوالے گدھ وغیرہ اور بُرے کرم کرنے والے شیر وغیرہ کی جون مین سینکڑون دفعہ جاتا ہے (۔ شلوک ۵۸

۸ - گھاس وغیرہ نباتات اور پھولونکی بیلین پیدا کرنیکیلیے کون سے پاپ کی ضرورت ہے؟

۵۲۰ - (۹) **دھان غلّہ** کے چُرانے سے چوہا - **کانسی** کے چُرانے سے ہنس - **پانی** کے چُرانے سے مینڈک - **شہد** کے چُرانے سے مکھی اور ڈانس - **دودھ** کے چرانے سے کوا - **رس** کے چرانے سے کتّا اور **گھی** کے چُرانے سے نیولے کا جنم پاتا ہے (۔ شلوک ۶۲)

۹ - چوہے - ہنس - مینڈک - مکھی ڈانس - کوّے اور نیولے کی جون کو ترقی دینے کیلیے کیسے کیسے گناہونکی ضرورت ہے؟

۵۲۱ - (۱۰) **گوشت** کے چرانے سے گدھ - **چربی** کے چُرانے سے جل کوّا **تیل** کے چرانے سے تیل پینے والا پکشی - **نمک** کے چرانے سے جھینگر اور **دہی** کے چُرانے سے بلاکا نام جانور کی جون مین جاتا ہے (۔ شلوک ۶۳)

۱۰ - گدھ - جل کوّے - اور جھینگر وغیرہ کی پیدائش کس قسم کے پاپون کا پھل ہے؟

۵۲۲ - (۱۱) **آگ** کے چُرانے سے بگلا - **چھاج اور موسل** وغیرہ کے چرانے سے لکڑی اور **لال رنگ کا کپڑا** چرانے سے چکور کی جون مین جاتا ہے (۔ شلوک ۶۶)

۱۱ - اگ - چھاج - موسل اور لال کپڑا چرانیکی سزائین -

ان اقوال پر چند اعتراضات

۵۲۳ - اسی طرحکی دیگر فرمائشات بھی منوجی کی ہین جن کی تفصیل بلاضرورت ہے - یہ ہین انتہائے **خیالات** جو آواگون کے متعلق بیان کیے جاسکتے ہین - لیکن اگر کوئی عاقل آدمی ذرا بھی غور کرے تو اُسے معلوم ہوسکیگا کہ یہ خیالات **محض قیاسی** ہین اور ان پر کوئی **عقلی دلیل** نہین اور اگر **نقلی دلیل** ہے بھی تو صرف منوجی کا بیان جو سوائے خوش اعتقادون کے اور کسی کے کام نہین آسکتا -

تناسخ کی بابت انتہائی خیالات -

۵۲۴ - علاوہ برین ان شلوکون کے درمیان اختلاف وتناقض اور بے ربطی بھی موجود ہے **مثلاً**

مذکورۂ بالا شلوکونمین تناقض اور قواعد تناقض کی بیربطی -

سلہ جزا و سزا کے ان قواعد وضوابط کو سوامی دیانند نے بھی تسلیم کیا ہے - اور ستیارتھ پرکاش مین بہت سے حوالے منوسمرتی کے اسی بارھوین ادھیائے سے سنداً نقل کیے ہین (دیکھو ستیارتھ پرکاش کا اُردو مستند ترجمہ مطبوعہ لاہور سنہ ۱۸۹۹ صفحات ۳۳۶ - ۳۴۳) لہذا آریہ حضرات یہ خیال نہ فرمائین کہ یہ حوالے غیر مستند ہین (غلام الحسنین پانی پتی)

(۱) نمبر ۱ (یعنی منواد ھیائے) یہ لکھا گیا ہے کہ جسم کے ذریعہ کئے ہوئے برے اعمال کی سزا مین جیوآتما درخت وغیرہ کی جون مین جاتا ہے۔ پھر نمبر ۵ والے شلوک مین بیان کیا گیا ہے کہ برہم ہتیا کرنے والے کتے۔ سور۔ گدھے۔ اونٹ وغیرہ کی جون مین جاتے ہین۔ ظاہر ہے کہ برہم ہتیا کرنا یعنی برہمن کو قتل کرنا جسم ہی کا جرم ہے۔ جب کوئی کسیکو قتل کرتا ہے تو اپنے اعضاء جسم ہی کی مدد سے کرتا ہے۔ پس بنا بر شلوک نمبر اول کے لازم تھا کہ درخت کی جون مین جاتا۔ نہ کہ ان حیوانات مذکورہ کی جون مین۔

(۲) شلوک (۶۲) مین لکھا ہے کہ رس کو چرانے سے کتا ہو جاتا ہے۔ اور پھر برہم ہتیا کرنے والے کی بابت بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ وہ بھی کتے کا جنم پاتا ہے۔

(۳) شلوک (۵۸) مین لکھتے ہین کہ گرو کی عورت سے ہمبستر ہونے والا۔ کچا گوشت کھانے والے اور برے کام کرنے والے کی جون مین سینکڑون دفعہ جاتا ہے۔ اور پھر شلوک (۶۵) مین لکھتے ہین کہ "خوشبودار چیز کے چرانے سے چھچھوندر۔ دوسرا اناج چرانے سے گیدڑ اور کچا اناج چرانے سے شلک ہو جاتا ہے"+

یہ قواعد محض خیالی ہین جن کو وحی والہام سے کوئی تعلق نہین

۵۲۵ ۔ یہ سب تناقضات ایسے ہین جنھین دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قواعد تناسخ جو لکھے گئے ہین ان کو وحی والہام سے کوئی تعلق نہین بلکہ ان کے موجد نے بھی انکو کافی غور و خوض سے نہین لکھا۔ محض خیالی اور وہمی طور پر جو ذہن مین آیا قلم برداشتہ لکھ ڈالا۔

آواگون پر اعتراضات بربنائے قواعد مذکورہ بالا۔
(۲۱ الکیس لاجواب اعتراضات)
پہلا اعتراض۔ مدعیان تناسخ کو درختون ۔ پھلون ۔ پھولون اور ترکاریون سے فائدہ نہین اٹھانا چاہیے۔

۵۲۶ ۔ اگر ان تناقضون سے قطع نظر کر لیا جائے تب بھی متعدد سوالات اور اعتراضات ان شلوکون پر وارد ہوتے ہین جن کا جواب آریہ صاحبان کو دینا ضروری ہے مثلاً۔

(اول) شلوک ۹ ۔ اور ۵۸ مین بیان کیا گیا ہے کہ درخت اور گچھے دار درخت اور پھولون کی بیل بھی آواگون ہی کے نتائج ہین۔ پس اس بنا پر لازم آتا ہے کہ آریہ صاحبان درختون کے پھلون ۔ گچھے دار پیڑون اور پھول والی بیلون سے بالکل فائدہ نہ اٹھائین حالانکہ عموماً دیکھا جاتا ہے کہ یہ حضرات بے تکلف ہر قسم کے پھل پھول اور درختون کی شاخون اور پتیون کو نہایت بے رحمی سے توڑتے اور انکو کھاتے پکاتے ہین نیز دیگر مختلف قسم کے فوائد ان سے حاصل کرتے ہین۔ یہ تو بڑی بے انصافی کی بات ہے کہ اپنے بھائیون کے اجسام کو

اس طرح بے رحمی سے توڑا مروڑا اور کھایا چبایا جائے۔

(دوم) یہ بھی بوجہ تفصیل ہوگی کہ حیوانات کے مارنے اور ہلاک کرنے مین تو ہتیا لگے اور درختون کے پھل پھول پتیون اور شاخون کے توڑنے سے کوئی ہتیا نہ ہو اور وہ جرم مین شمار نہ کیے جائین۔ حالانکہ حسب عقیدۂ تناسخ وہ بھی کسی نہ کسی روح کی قیامگاہ ہین۔

(سوم) ہر قسم کے حیوانات اور درختون مین جبکہ یہ احتمال موجود ہے کہ یہ کسی نہ کسی سابق زمانے کے آریہ دھرم والے مجرم کی روحون کے مقام ہین اور انہین کسی نہ کسی آدمی نے ضرور جنم لیا ہے۔ تو کیا وجہ کہ بعض حیوانات کے مارنے مین تو چندان جرم نہین سمجھا جاتا۔ اور بعض کیلئے اسقدر شور وغل مچایا جاتا ہے؟ مثلاً اگر کوئی شخص گرگٹ اور چوہا مار ڈالے تو کوئی ایسا گناہ اُسپر نہین جھلینس۔ بکری اور بھیڑ کو ذبح کرے اور اُنکا گوشت کھائے تو بھی کوئی بڑا جرم سمجھا جاتا مگر گائے یا بیل کو مار ڈالے تو حد درجہ کا مجرم اور گنہگار ٹھیرایا جائے۔

(چہارم) شلوک نمبرہ۵ مین اونٹ۔ بیل۔ بکرے۔ بھیڑ۔ ہرن وغیرہ مفید جانورون کو برہم ہتیا (قتل برہمن) کا نتیجہ بتلایا گیا ہے۔ اگر ہم اسے مان لین تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ جس گائے بیل کی اہل ہند اسقدر تعظیم و تکریم کرتے ہین وہ اگلے جنم کے برہم ہتیاری ہین۔ اور ظاہر ہے کہ برہم ہتیا کرنے والا بہت بڑا مجرم ہے جسکو سخت ذلت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے۔ مگر برخلاف اسکے یہ لوگ اُسکی تعظیم کرتے اور گؤ ماتا۔ اور بیل پتر کا خطاب دیتے اور انکے ذبح کرنے والون سے جنگ و جدل پر آمادہ ہوتے ہین۔ حالانکہ برہمن کے قاتلون کو قتل کی سزا دینا مناسب اور ثواب کا کام ہونا چاہیے۔

(پنجم) جو لوگ اس زمانہ مین گؤ رکھشا کے حامی نظر آتے ہین اور ان کی حفاظت کیلیے طرح طرح کی تدبیرین کام مین لاتے ہین انکی یہ تمام کارروائیان اس شلوک کی موجودگی مین لغو ٹھیرتی ہین یعنی اس صورت مین گویا یہ لوگ برہم ہتیا کرنے والون کی حمایت کر رہے ہین جو نہایت قبیح اور بدعمل ہے۔

(ششم) گؤ رکھشا کا نتیجہ صرف یہ سمجھا گیا ہے کہ گائے بیلون کی نسل کو بڑھایا جائے۔ لیکن شلوک اسا بتو نے بتایا کہ گائے بیلون کی زیادتی صرف برہم ہتیا سے ہوتی ہے۔ تو گؤ رکھشا

دوسرا اعتراض۔ استعمال نباتات کو بھی مثل ذبح حیوانات پاپ سمجھنا چاہیے۔

تیسرا اعتراض۔ گائے بیل کے مارنے پر اسقدر شور مچانا بیکار ہے۔

چوتھا اعتراض۔ گائے بیل سے نفرت کرنی چاہیے اور انکے قتل کو ثواب سمجھنا چاہیے۔

پانچوان اعتراض۔ گائے کی نسل کی حفاظت برہم ہتیا کی حمایت ہے۔

چھٹا اعتراض۔ گائے کی نسل کو بڑھانے کے لیے برہمنون کو بیدریغ قتل کرنا چاہیے۔

ایک فضول کام ٹھیرا بلکہ عمدہ ترکیب گائے بیلونکی نسل کے اضافہ کی یہ ہے کہ برہم ہتیا مین اضافہ کردیا جائے۔ جسقدر کثرت سے برہمن لوگ مارڈالے جائینگے اُسی قدر یہ حیوانات زیادتی کیساتھ پیدا ہونگے۔

ساتوان اعتراض۔ گائے کی نسل مین کمی اسوجہ سے ہے کہ برہمنونکا قتل بند ہو گیا ہے!

(ہفتم) اگر کسیطرح مسئلہ آواگون کو مان لیا جائے تو کہنا پڑے گا کہ آجکل گائے کی نسل مین جو کمی بتائی جاتی ہے وہ گاؤکشی کا نتیجہ نہین ہے۔ بلکہ از بسکہ اس ملک مین برہم ہتیا کی جرمون مین کمی ہو گئی ہے۔ اس لیے یہ حیوانات کم پیدا ہونے لگے ہین۔

آٹھوان اعتراض۔ قدیم آریونکی سلطنت مین برہمن بہت زیادہ قتل ہوتے ہونگے آج کل دودھ۔ دہی۔ گھی وغیرہ کی کمی پر خوش ہونا چاہیے۔

(ہشتم) یہ جو کہا جاتا ہے کہ اگلے زمانے مین جبکہ تمام دُنیا مین آریہ ہنود کی سلطنت تھی گائے بیل بہت کثرت سے موجود تھے لیکن اس زمانے مین لوگون نے گاؤکشی کرکے اُن کی تعداد مین کمی کردی ہے۔ اس سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ اگلے زمانے مین برہم ہتیا بہت ہوتا تھا اسی وجہ سے یہ جانور بھی کثرت سے پیدا ہوتے تھے۔ اور دودھ۔ دہی۔ گھی کی بھی کثرت تھی پس اس زمانے مین اس جانور کی قلت اور دودھ۔ دہی۔ گھی کی کمی پر خوشی کرنی چاہیے کہ برہم ہتیا بہت کم ہوتا ہے۔ پھر اس کمی پر ناراض ہونیکی کیا وجہ ہے؟

نوان اعتراض۔ آریونکے طرز عمل سے اندیشہ ہے کہ گائے کی نسل معدوم نہو جائے!

(نہم) گورکھشا کیطرف زور و شور سے متوجہ ہونا اور برہم ہتیا سے غافل ہوجانا اس خطرہ کیطرف کھینچ رہا ہے کہ مبادا چند دنون مین یہ حیوانات ایک دم مفقود ہو جائین۔ پس آریہ دھرم والون کا فرض ہے کہ برہمنون کو بہت زیادتی کیساتھ قتل کرین تاکہ گائے بیلون کی تعداد مین اضافہ ہو۔ گورکھشنی سبھاؤن سے تو کوئی فائدہ متصور نہین۔

دسوان اعتراض۔ قتل برہمن ایک سنگین جرم ہے اور ایک ضروری عمل بھی۔

(دہم) آریہ صاحبان کے اس اعتقاد کے بموجب برہم ہتیا یعنی قتل برہمن ایک سنگین جرم ٹھیرتا ہے اور گائے بیلون کی تعداد بڑھانے کے لیے ایک ضروری عمل بھی معلوم ہوتا ہے۔ الغرض قائلین تناسخ اور پیروان منوجی مہاراج دو قسم کی مشکلون مین پھنستے ہین۔ اگر برہم ہتیا کے اضافہ کی رائے قائم کرین تو ہندوستان سے برہمنون کا وجود نیست و نابود ہوجاتا ہے اور اگر گائے بیلون کی تعداد مین اضافہ کی رائے قائم کرتے ہین تو برہمنون کو ایک دم فنا کردینا ہی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ لازم ہے کہ اہل الرائے اس مسئلہ پر از سر نو غور کرین۔

(یازدہم) چونکہ عقلاً برہمنون کی تعداد کا بڑھانا ملک کے فوائد پر نظر کرتے ہوئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے آریہ صاحبان کو بہت تحمل کیساتھ گائے۔ بیلون کی تعداد کی کمی کو برداشت کرنا چاہیے کیونکہ عقلاً یہی ضروری ہے۔ اور اُس کمی کی شکایت نہین کرنی چاہیے۔

(دوازدہم) اگر آواگون کو مان لیا گیا اور اس شلوک کو بھی تسلیم کر لیا گیا تو کہنا پڑے گا کہ مبارک ہوگا وہ دن جبکہ روئے زمین پر ایک بھی گائے بیل نہین رہے گا۔ کیونکہ اُسوقت یقین ہو جائے گا کہ اب دنیا مین برہم ہتیا بالکل نہین ہوتا۔

(سیزدہم) شلوک (۵۶) مین یہ بات سکھائی گئی ہے کہ شراب پینے والا برہمن کیڑے۔ مکوڑے۔ پتنگ اور غلاظت خور جانورون کی جون مین جاتا ہے۔ اس مین منوجی نے بیچارے اُس برہمن کی سخت توہین اور ہتک کی جو اُن کے ہی بیان کے بموجب پرمیشور کے مُنہ سے پیدا ہوا تھا۔ اور کیا یہ بات کسیطرح قرین قیاس ہے کہ جو قوم پرمیشور کے منہ سے پیدا ہوئی ہو وہ شراب بھی پیئے۔

(چہاردہم) برہمنون کی قوم صرف ہندوستان ہی مین محدود ہے۔ علاوہ اسکے بہ نسبت دیگر اقوام کے ان کی تعداد بھی بہت کم ہے۔ زیادہ سے زیادہ دو کروڑ برہمن تمام ہندوستان مین ہون گے۔ جن مین سے شراب نوش دس بیس ہزار ہون گے یا لاکھ دو لاکھ مگر کیڑے، مکوڑے۔ پتنگ اور غلاظت خور جانورون کی تعداد دنیا کے کسی ایک ہی شہر یا قریہ مین اربون کھربون سے بھی متجاوز ہے۔ پھر معلوم چند ہزار یا لاکھ دو لاکھ شراب نوش برہمنون سے لاتعداد کیڑے مکوڑے کیونکر پیدا ہو گئے؟ درآنحالیکہ آریہ مسلک کے بموجب روحون کی تعداد محدود ہے جس مین کسی طرح اضافہ ممکن نہین۔

(پانزدہم) کیڑے مکوڑے اور پتنگ وغیرہ کچھ ہندوستان ہی پر محدود نہین بلکہ دیگر ممالک مین بھی اسیطرح بکثرت پائے جاتے ہین جنکی تعداد کا اندازہ محال ہے۔ پھر آخر جن ملکون مین برہمن کی قوم ہی کا وجود نہین جو شراب پیئین اور مرکر کیڑے مکوڑے بنین وہان ان جانورون کی کثرت کیونکر ہوئی۔ کیا اسکا جواب آریہ صاحبان کچھ دے سکین گے؟

(شانزدہم) شلوک نمبر ۵۷ مین بتایا گیا ہے کہ چوری کرنے والا برہمن مکڑی۔ سانپ

گیارھوان اعتراض۔ آریون کے طرز عمل سے اندیشہ ہے کہ گائے کی نسل معدوم نہ ہو جائے!

بارھوان اعتراض۔ وُہ دن کیسا مبارک ہوگا جبکہ گائے بیل کی نسل معدوم ہو جائے گی!

تیرھوان اعتراض۔ برہمن کی سخت توہین اور ہتک ہوتی ہے۔

چودھوان اعتراض۔ شرابخوار برہمنو کی نہایت ہی محدود تعداد سے لامحدود مکوڑے پیدا نہین ہو سکتے۔

پندرھوان اعتراض۔ کیا وجہ ہے کہ تمام دنیا مین کیڑون مکوڑون کی نہایت کثرت ہے

سولھوان اعتراض۔ چوری کرنیوالے برہمنون کی نہایت ہی کم تعداد سے بیشمار مکڑی۔ سانپ۔ گرگٹ وغیرہ پیدا نہین ہو سکتے۔

گرگٹ وغیرہ کے جنم کو ہزارون بار پراپت ہوتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گرگٹ اور سانپ
جیسے موذی جانور صرف برہمن صاحب کی ہستی کا نمونہ ہین - اگر برہمن چوری نہ کرتے تو دُنیا
مین گرگٹ - سانپ - مکڑی وغیرہ پیدا نہ ہوتے - لیکن مشکل یہ ہے کہ جسقدر برہمن گذرے
ہین اُن کے ہزارہا گنے یہ جانور دُنیا مین موجود ہین - پھر کیونکر یقین ہو کہ یہ حیوانات صرف چوری کرنے
والے برہمنون کی یادگارین اور اُنکی بگڑی ہوئی ہستیان ہین -

سترھوان اعتراض - یہ ماننا پڑیگا کہ انسانی زندگی ایک بدترین عمل کی بدترین صورت پر منحصر ہے -

(ہفدہم [۱۷]) شلوک ۵۸ مین یہ بات تعلیم کی گئی ہے کہ گرو کی عورت سے ہمبستر ہونیوالا گھاس
پات - گچھے دار درخت اور پھولون کی بیل کی صورت مین جنم لیتا ہے جسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ نباتات
بدترین زناکارون کے وجود کے بغیر ہستی مین نہین آسکتے - لیکن معلوم ہے کہ دُنیا کے حیوانات کا
دارومدار زندگی نباتات پر ہے - اور انسانون کی آسائش کا دارومدار حیوانات پر اور
نباتات کا زناکارون پر - پس نتیجہ یہ نکلا کہ انسانی زندگی کا دارومدار زناکاری پر ہے جب
تک گرو کی جورو سے زناکاری نہ کیجائے گی نباتات پیدا نہ ہون گے - اور جب تک نباتات
نہ ہون گے حیوانات کا وجود باقی نہین رہ سکتا - پس گائے بیل وغیرہ کے زندہ رکھنے کے
لیے آریہ صاحبون کو لازم ہے کہ اس بدترین رسم کو ہمیشہ زندہ رکھین - تا کہ گؤ رکھشا
مین زیادہ مدد مل سکے -

اٹھارھوان اعتراض - حیوانات اور نباتات کا وجود اعمال بد پر منحصر اور پرمیشور گناہونکا محتاج رہیگا

(ہیجدہم [۱۸]) جب آواگون کے اصول کے بموجب حیوانات و نباتات انسانون ہی
کی بگڑی ہوئی شکلین بسبب سزائے اعمال کے ہین تو ماننا پڑے گا کہ حیوانات اور نباتات
کے پیدا کرنے کے لیے موثر حقیقی وہ اعمال بد ہین جو انسانون سے سرزد ہوتے ہین - اس
صورت مین پرمیشور کی ہستی اِن چیزون کے لیے کچھ مؤثر نہ رہی - یعنی اگر انسان بُرے کام
نہ کرتا تو گائے - بیل - گرگٹ - چوہے - بلّی - شیر - گیدڑ اور نباتاتِ بارور اور
غیر بارور - گل آور اور غیر گل آور ہستی عالم مین موجود نہ ہو سکتی - لیکن ان بُرے اعمال نے
ہی اشیاء مذکورہ کو موجود کیا ہے - یا اگر مانا جائے کہ پرمیشور کا ہاتھ بھی اس مین شریک ہے تو یہ کہنا
پڑے گا کہ وہ بھی اشیائے مذکورہ کے پیدا کرنے مین انسانون کی معصیت کا محتاج
ہے - مثلاً جب تک کوئی انسان اپنے گرو کی جورو سے ہمبستر نہ ہو - تب تک وہ گھاس

پات - گچھے دار درخت اور پھولون کے بیلدار درخت نہین پیدا کر سکتا - اور جب[۲] تک کوئی برہمن شراب نہ پیے تب تک کیڑے مکوڑے پتنگ غلاظت خور جانورون کو پیدا نہین کر سکتا! جبتک[۳] کوئی برہمن چوری نہ کرے تب تک مکڑی - سانپ - گرگٹ[۴] اور پانی مین رہنے والے جانور نہین بن سکتا! آخر یہ کیسا لا یعنی وہم ہے؟ جس سے قدرت خدائے تعالے مین بٹہ لگتا ہی - کیا اسی کا نام توحید ہی؟ اور کیا ایسے ہی اوہام کی حمایت پر آریہ لوگ مفاخرت کرتے پھرتے ہین؟

اُنیسوان اعتراض - مسلمہات شرعی اور قانون ازدواج باطل ہو جائے گا۔

(نوزدہم[۱۹]) آواگون کا مسئلہ یہ بتاتا ہی کہ بسا اوقات مرد کی روح - عورت کے جسم مین اور عورت کی روح مرد کے جسم مین جاتی ہے - چنانچہ سوامی دیانند جی (اپنی معتبر کتاب ستیارتھ پرکاش مطبوعہ مطبع نولکشور ۱۸۹۹ء صفحہ ۳۳۴ پر) لکھتے ہین "اگر اعمال عورت کے جسم حاصل کرنے کے لایق ہون تو عورت کے جسم مین اور اگر مرد کے جسم حاصل کرنے کے لائق ہون تو مرد کے جسم مین داخل ہوتا ہے" اس لحاظ سے دنیا کا ہر مرد اور ہر عورت اس امر مین مشتبہ ہے کہ وہ کون ہے؟ ایسا ممکن ہے کہ جو مرد آج کسی عورت کا شوہر بنا ہے وہ اگلے جنم مین اسکا دادا یا باپ رہا ہو - یا کوئی رشتہ دار قریب - اسیطرح جو عورت کسی مرد کی جورو بنی ہے - بسا ممکن ہے کہ وہ اگلے جنم مین اسکی دادی یا مان یا اور کوئی رشتہ دار قریب رہی ہو - اسطرح لازم آئیگا کہ مرد اپنی ایسی رشتہ دار عورت سے اور عورت اپنے ایسے رشتہ دار مرد سے ہمبستر ہو رہی ہے - کیا سوشیل پہلو کا یہ منظر نہایت مکروہ نہین؟ اور کیا اسے عقلائے دنیا ٹھنڈے دل سے تسلیم کرنیکے لیے تیار ہین؟

بیسوان اعتراض - حیوانات سے سواری - باربرداری وغیرہ کا کام لینا جائز نہو گا -

(بستم[۲۰]) آواگون کا مسئلہ دنیا مین ایک منظر بد خلقی کا اور بھی نمایان کرتا ہی اور وہ یہ کہ گدھے - گھوڑے - اونٹ وغیرہ جن پر کوئی شخص سوار ہوتا ہے اور انھین بسا اوقات کوڑے لگا کر ایذا دیتا ہے - اور مختلف الفاظ مین گالیان دیتا ہے - بسا ممکن ہے کہ اگلے جنم مین اُسی کے آبا و اجداد یا اور کوئی رشتہ دار قریب رہے ہون - تو کیا کسی آواگون کے ماننے والے کے لیے عقلاً سزاوار ہی کہ ان حیوانات سے سواری وغیرہ کا کام لے یا انھین ہنٹر اور کوڑے سے سزا دے - اور جبکہ اُسے یہ اعتقاد ہے

کہ ضرور ایسا ہو سکتا ہے اور باوجود اس اعتقاد کے اُن سے سواری کا کام لیتا۔ اُن پر اپنے بوجھ لادتا۔ انھین طرح طرح کی گالیان دیتا۔ انھین ہنٹر مارتا اور انواع واقسام کے دُکھ پہنچاتا ہے تو اس سے کب اُمید ہو سکتی ہے کہ دنیاوی زندگی مین وہ اپنے عزیز واقارب سے نیک برتاؤ کرے۔ گویا آواگون کے مسئلہ کی تعلیم بداخلاقی کا پہلا زینہ ہے جس پر منوجی مہاراج نے اپنے تابعین کو چڑھانا چاہا ہے۔ لیکن یہان پر یہ کہنا پڑتا ہے کہ ؎

گر ہمین مکتب وہمین مُلّا کار طفلان خراب خواہد شد

اکتیسوان اعتراض۔ ترکاریون کا کھانا اور ان سے شرادھ کرنا بھی ناجائز ہونا چاہیے۔

(بست ویکم[21]) یہ بالکل ممکن ہے کہ جو شخص اپنے دادا یا باپ یا اور کسی مرے ہوئے عزیز کی روح کو خوش کرنیکے لیے گوبھی۔ آلو وغیرہ ترکاریون کو بھون کر شرادہ کر رہا ہے۔ ان چیزون کے اندر خود ہی اُن کے بزرگون کی روح موجود رہی ہو جنھین اُس نے کاٹ چھیل کر آگ مین بھونا اور شرادہ کیا ہے۔ ایسی صورت مین اس شرادہ کا منظر کسقدر بدنما نظر آئے گا؟ اور آواگون کے تسلیم کرنے والون کیلیے کسقدر شرمناک بات ہوگئی؟

آواگون کا مسئلہ تناسخ قابل تسلیم نہین

۵۲۷۔ الغرض منوسمرتی کا بارھوان ادھیائے اسی قسم کی بے جوڑ بے ربط اور بے اصل باتون سے بھرا ہوا ہے جن پر صدہا اعتراضات وارد ہوتے ہین۔ یہ خیالات پیش نظر رکھتے ہوئے آواگون کا مسئلہ اس قدر ہیبت ناک اور بدنما معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر کوئی عاقل اسے تسلیم نہین کر سکتا۔ لیکن افسوس ہے اُن لوگون پر جنھون نے اسے اپنا اصل اصول مذہب بنا رکھا ہے! اور انتہائی قوتون سے اُس کے منوانے کی کوشش کر رہے ہین[1]! مین کہتا ہون کہ منوجی مہاراج کی کتاب سمرتی

---

[1] پنڈت لیکھرام صاحب کتاب "ثبوت تناسخ" مین ایک جگہ لکھتے ہین کہ "تناسخ سے انکار دوسری پہلو پرماتما کی ذات اقدس سے انکار ہے۔ یا اُس کی ذات کو تمام ذمائم کا اغیار ماننے کے برابر ہے" (کلیات آریہ مسافر صـ۳۳۳۔ کالم ۱) اور دوسری جگہ فرماتے ہین "جس مذہب سے خدا پر الزام آوے وہ مذہب باطل ہے۔ (کلیات آریہ مسافر صـ۵۰۔ کالم ۱) ناظرین پنڈت جی کی ان عبارتون کو اصول وقواعد وضوابط تناسخ کیساتھ ملاکر دیکھین۔ اور اعتراضات "لحاقۃ الکتاب" ٹھنڈے دل سے مطالعہ کرنیکے بعد فیصلہ کرین کہ آیا مسئلہ تناسخ قابل قبول ہے یا لائق رد۔

(غلام الحسنین پانی پتی)

مین اگر سوائے اس مسئلۂ آواگون کی اُن تصویرون کے جنھین اُن کے قلم جولان نے کھینچا ہے اور کوئی مسئلہ مذکور نہ ہوتا تب بھی اس کتاب کو نگاہون سے گرا دینے کے لیے کافی تھا۔ چہ جائیکہ اس کے علاوہ اور ہزارون باتین ہین جن کا تذکرہ کسی اور موقع پر انشاءاللہ المجید کیا جائے گا۔ واللہ الموفق الھادی الی الصراط المستقیم:

معروضۂ ادب

سید محمد ھارون زنگی پوری

(ممتاز الافاضل) عفر اللہ لہٗ

التماس

یہ کتاب جس کا حق تالیف حضرت مصنف دام ظلہ نے ہم سید محمد اسلام و سید زین العابدین کو ہبہ کیا ہے ذیل کے پتہ سے ملسکیگی۔ اور علاوہ اس کے دیگر مصنفات جناب ممدوح دام ظلہ کے بھی ہم سے ملسکتے ہین۔ نیز دیگر مذہب اسلام باخصوص مذہب اثناعشری کی کتابین بھی ہم سے طلب کیجیے حتی الامکان تلاش کر کے حاضر کی جائین گی۔ اور بھی لکھنؤ کے ساخت کی چیزین مثل چکن و تمباکوے خوردنی و کشیدنی۔ اور عطر بھی ہم فرمائش پر روانہ کرین گے صرف حق کمیشن لین گے اور بس ہمارے کام کی سچائی معاملت کے بعد معلوم ہوگی۔

الملتمس

سید محمد اسلام و سید زین العابدین

لکھنؤ۔ پاٹا نالہ۔ متصل مسجد ممولا۔

فہرست کتاب ابطال التناسخ